

رسائلِ دعوتِ اسلامی

جلد: 7

اس جلد میں آپ پڑھیں گے:

- نکاح کی نیتیں، اہمیت اور فوائد 14
- منگنی کی حیثیت اور اس میں مروجہ خرابیاں 41
- شادی کی مُروّجہ رَسموں کی خرابیاں 66
- گھر ٹوٹنے کے اسباب و حل مع طلاق سے مُتعلّق مفید مدنی پھول 184



از: نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری

پیشکش: مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی)

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران

مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العالی کے رسائل کا مجموعہ

رسائلِ دعوتِ اسلامی

(جلد7)

پیش کش

مرکزی مجلسِ شوریٰ

نام کتاب: رسائل دعوتِ اسلامی (جلد:7)

پیش کش: المدینۃ العلمیۃ Islamic Research Center

پہلی بار: ربیع الاول ۱۴۴۶ھ، ستمبر 2024ء

تعداد:

جملہ حقوق بحق مکتبۃ المدینہ محفوظ ہیں

مکتبۃ المدینہ

MAKTABA TUL MADINAH

دینی کتابوں کی اشاعت کا بین الاقوامی ادارہ

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

Faizan-E-Madina,Mohalla Sodagaran,Old Sabzi Mandi,Karachi

UAN: +92211111252692 , :92-313-1139278

www.dawateislami.net www.maktabatulmadina.com

ilmia@dawateislami.net feedback@maktabatulmadina.com

پاکستان کے چند مکتبۃ المدینہ

اسلام آباد: شبیر شریف روڈ G-11 مرکز اسلام آباد	051-5553765	لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ	04237311679
ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ	0614511192	فیصل آباد: امین پور بازار	0412632625
پشاور: مکتبۃ المدینہ نئی ٹاور شاپ #الف 15،16 کابلی روڈ پشاور سٹی	0092 341 1458486	حیدر آباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن	0222620122
سکھر: مکتبۃ المدینہ، فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ سکھر	0092 312 2611826	میر پور آزاد کشمیر: چوک شہیداں	05827437212

المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

DAWAT-E-ISLAMI

مکتبۃ المدینہ MAKTABA TUL MADINAH

فہرست

موضوع	صفحہ
پیشِ لفظ	10
اسلامی شادی	13
اسلامی شادی	14
دُرود شریف کی فضیلت	14
نکاح کی نیتیں، اہمیت اور فوائد	14
کیا تم نے اِس لئے نکاح کیا تھا؟	14
نیّت دُرُست کیجئے	15
نکاح کرنے کا انوکھا سبب	16
نیّت کی اہمیت	17
نکاح کی نیّتیں	17
نکاح ضروری کیوں؟	19
نکاح کی تعریف	20
نکاح کو نکاح کہنے کی وجہ	20
مُعاشَرَتی اعتبار سے نکاح کی اہمیت	21
دینی اعتبار سے نکاح کی اہمیت	23
قرآن وحدیث کی روشنی میں نکاح کی ترغیب	23
نکاح میں کونسے فوائد پیشِ نظر ہوں؟	24
شادی کے فوائد و فضائل کے بارے میں احادیثِ مُبارَکہ	25
نکاح کے 5 فائدے	27
شادی کرنے کی تاکید	27
شادی نہ کرنے یا تاخیر سے کرنے والوں کیلئے لمحۂ فکریہ	28
شادی کے معاملے میں والدین کی ذِمّہ داری	30
وقت کا تقاضا	31
شیطان کا مکروفریب	32
نکاح کا شَرعی حکم	33
شادی میں بلاوجہ تاخیر مت کیجئے	34
مُفلسی کے خوف سے شادی ترک نہ کیجئے	36
شادی کے ذریعے تنگدستی کا خاتمہ کیجئے	38

نکاح سے مال میں برکت کے متعلّق احادیث .. 38
نکاح کے ذریعے غنی ہونے کی نَفسیاتی وجہ 40
لاپروائی پر خود کو قصوروار سمجھئے 40
منگنی کی حیثیت اور اس میں مروجہ خرابیاں 41
منگنی کی حقیقت وشَرعی حیثیّت 42
منگنی کے مُروّجہ انداز کی قباحتیں 43
منگنی کرنی ہی ہو تو سادَگی سے کیجئے! 46
منگنی کے بعد لڑکے لڑکی کا میل جول کیسا؟ 48
غیر مَحرم کے ساتھ تنہائی کی مُمانعت 49
احتیاط میں بھی بے احتیاطی 50
منگیتر سے میل جول کی مُعاشَرَتی خرابیاں..... 51
پسند کی شادی اور رشتے کے انتخاب سے متعلق مدنی پھول 53
بڑوں کے فیصلوں کو اپنی پسند پر فوقیت دیجئے ... 53
نکاح کا معاملہ بڑوں کے سپُرد فرمادیا 54
نکاح میں والدین کی رِضا 54
والدین کی رضا کے خلاف شادی کے نقصانات . 55
اپنی خُوشی کے لئے والدین کو رُسوا نہ کیجئے 56
والدین بچّوں کی خُوشی کا خیال رکھیں..... 58
بچّوں کی مرضی معلوم کرنی چاہئے 59
عورت کی خاموشی کب اجازت ہے..... 59
نکاح کی اجازت یا وکالتِ نکاح کی اجازت؟ 60
اپنے بچّوں کی شادی دینداروں میں کیجئے 61
دین دار اچھے اَخلاق والے لڑکے کا رشتہ قبول کر لیجئے 62
لڑکی میں بھی دین داری ہی کو ترجیح دیجئے 63
دیندار عورت سے شادی کی برکت 63
دین داروں میں شادی کے فوائد..... 65
مسجد میں نکاح کرنا مستحب ہے..... 65
مسجد کے تقدّس کا خیال رکھئے..... 66
شادی کی مُروّجہ رَسُموں کی خرابیاں 66
ناچ رنگ، رَت جگا اور ڈانڈیا کھیلنے کی رَسْم..... 67
گانے باجے کی مَذمّت پر 4 روایات 68
خُوشی کی وجہ سے نافرمانی کرنے والوں کیلئے لمحۂ فکریہ 69
نیا دُولھا انتقال کر گیا..... 70

کھڑے ہو کر کھانے کا رَواج 71
بوفے سسٹم کی خرابیاں 72
آتش بازی کا رَواج 73
مائیوں، اُبٹن اور مہندی کی رَسْم 75
فی زمانہ رائج مائیوں اور اُبٹن کی حیثیّت 76
جُوتا چُھپائی کی رَسْم 77
سُرمہ لگائی کی رَسْم 77
چاول پھینکنے کی رَسْم 78
دُودھ پلائی کی رَسْم 78
رَسُموں میں پیسوں کا لین دین کیسا؟ 79
پیسوں کے لین دین کے متعلّق اہم فتوی 80
غیر شَرْعی حرکات پر اظہارِ دَردمندی 81
شادی اور اسلامی تعلیمات 82
اسلامی تعلیمات کے مطابق شادی کیجئے 82
برکت والا نکاح 83
شادی اور ولیمے کو آسان بنائیے 84
صحابیِ رسول کا آسان نکاح 84
شہنشاہِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ولیمہ .. 86
شہنشاہِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا سب سے بڑا ولیمہ 87
خاتونِ جنّت اور حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا نکاح و ولیمہ 87
خاتونِ جنّت کا جہیز 88
خاتونِ جنّت کے نکاح کو نمونہ بنائیے 89
امیر اہلسنّت اور سنّتِ نبوی پر عمل 90
امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا ولیمہ 90
بنتِ عطّار کا جہیز 91
جانشینِ عطّار کا نکاح 92
شادی کی صبح باجماعت نمازِ فجر 92
پُر تکلّف جہیز لینے سے اِنکار 93
جانشینِ عطار کا ولیمہ 93
دُھوم دَھام سے ولیمہ کرنے کا مُطالَبہ 94
شادی آسان تھی مگر 94
شادیوں میں بے دریغ خرچوں کا مُعاشَرے پر بُرا اثر 95
پُر تکلّف دعوتیں کرنے کا عمومی سبب 96

زوجہ سے اچھے برتاؤ اور اس کی دینی تربیت سے مُتعلّق شوہر کیلئے مدنی پھول 139
بیوی پر بے جا سختی مت کیجئے 139
تکلیف پہنچانے کا وَبال 141
اصلاح کیلئے سختی کرنے کا اسلامی ضابطہ 142
سختی کرنے کی نفیس وضاحت 142
سختی کے بہانے تلاش نہ کیجئے 143
بیوی کی معذرت قبول کیجئے 144
خُوبیوں کو پیشِ نظر رکھئے 145
بے عیب بیوی ملنا ناممکن ہے 146
بے جا سختی کرنے والوں کیلئے لمحۂ فکریہ 146
بداَخلاق بیوی اور صابِر شوہر 148
غیر شرعی اُمور پر صبر کے بجائے اصلاح کیجئے 149
اہلِ خانہ کی اسلامی تعلیم وتَرْبِیَت لازم ہے 150
نیکی کی دعوت نہ دینے کا انجام 152
تین اشخاص پر جنّت حرام 153
دیُّوث کسے کہتے ہیں؟ 153
اصلاح کیلئے جابرانہ انداز اختیار نہ کیجئے 154
پردے اور چار دیواری کی حکمت واہمیت 154
عورت کی حقیقی ذمہ داری اُمورِ خانہ داری ہے 154
عورتوں کے حُقوق کا حقیقی پاسدار 155
پردہ بے عزّتی نہیں عزّت ہے 156
پردے میں عزّت کا تحفّظ ہے 157
حُقوقِ نِسواں کے عَلَم برداروں کی حقیقت 158
دورِ رَواں میں پردے کی ضرورت 160
نابینا صحابی سے بھی پردے کا حکم 160
خاتونِ جنّت کا پردہ 161
بیٹے کی شہادت پر بھی حجاب کی پابندی 162
پردہ دار خواتین کی عظمت وشان 162
غیرت مندوں کیلئے لمحۂ فکریہ 165
غیرت مند شوہر 166
پسندیدہ وناپسندیدہ غیرت 167
غیرت میں حد سے بڑھنے کی مُمانعت 168

خوش مزاجی، عفو و درگزر اور باہمی صلح جوئی سے مُتَعَلِّق مدنی پھول 169
اِزْدِواجی زندگی کیلئے بدمِزاجی کا نقصان 169
ہنسی مذاق کی کثرت کا نقصان 171
خُوش طبعی کیلئے گُناہوں کا اِرتکاب نہ کیجئے 172
دوڑنے کا مقابلہ 173
ایک دوسرے کو نبھایئے آشیانہ بچایئے 175
نرمی کے فضائل 176
غصے پر قابو رکھئے 177
غُصّہ برداشت کرنے کے فضائل 177
عَفْوودَرگزر کی فضیلت 178
شوہر پر بیوی کے احسانات 180
صلح میں تاخیر مت کیجئے 181
صُلح کیلئے ضرورتاً مُنْصِف مقرّر کیجئے 183
گھر ٹوٹنے کے اسباب و حل مع طلاق سے مُتَعَلِّق مفید مدنی پھول 184
میاں بیوی کے اختلافات کے اسباب 184
بیوی کی طرف سے ناشکری 185
شوہر کی طرف سے بداَخلاقی کا سُلوک 185
بیوی کی خود فراموشی 185
شوہر کے معاملات میں بے جا مُداخلت 186
حاسدین سے غفلت 186
غیر میں دلچسپی 187
شکوک وشبہات اور توہّمات 188
شک پیدا کرنے میں سوشل میڈیا اور موبائل کا کردار 188
موبائل استعمال کرنے کی احتیاط 189
طَلاق دینے میں ضبط سے کام لیجئے 191
شیطان کے نزدیک قابلِ فخر کارنامہ 192
تنگ کرنے کیلئے طَلاق نہ دینا کیسا؟ 194
رجوع کا حق کب تک حاصل ہے؟ 195
طَلاق سے متعلِّق مفید مدنی پھول 197
طَلاق دینے کا سب سے بہتر طریقہ 200
ماخذ و مراجع 201

فخریہ کھلانے والوں کی دعوت قبول کرنے کی مُمانعت 97
حقوقِ زوجین اور خوشگوار ازدواجی زندگی سے متعلق مدنی پھول 98
شادی سے پہلے بچّوں کی تَربِیَت کیجئے 98
سسرال کے متعلِّق بچیوں کو نصیحت کیجئے 99
گھر گرہستی سکھایئے 100
گلدستۂ نصیحت کے 10 پھول 101
تم کنیز بن جاناوہ تمہارا غلام بن جائے گا 103
میاں بیوی کے حُقوق کا بیان 106
شوہر کے حُقوق کی تاکید واہمیت 106
بیوی پر شوہر کے حُقوق 108
بیوی کے حُقوق کی تاکید واہمیت 108
بیوی کے حُقوق سے متعلِّق 4 فرامینِ مُصْطَفٰے 109
شوہر پر بیوی کے حُقوق 110
اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت 111
اہل وعیال کی بے جا خواہشات کا غلام نہ بنئے 112
مالِ حرام کا وَبال 113
گھر والوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے والا 114
مالِ حرام قبولیتِ اعمال میں رُکاوٹ 115
رزقِ حرام کی آفات 116
سَیِّدُنا بہاءُالدین زکریّا ملتانی کی نصیحت 117
زندگی بھر کا ساتھ 118
شوہر کو کیسا ہونا چاہئے؟ 118
عورت کی عظمت 122
بیوی کو کیسا ہونا چاہئے؟ 123
ساس، سسر کو کیسا ہونا چاہیے؟ 127
داماد کو کیسا ہونا چاہئے؟ 129
ساس بہو میں اختلاف کی بنیادی وجہ 130
نَنَد وبھاوج میں اختلاف کی وجہ 131
نَنَد کو کیسا ہونا چاہئے؟ 132
سسر کی ذِمّہ داریاں 133
مشورے دینے میں احتیاط سے کام لیجئے 134
بچّوں کا گھر بسانے میں ماں باپ کا کردار 135
خاتونِ جنّت کو نصیحت 137

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”علما و مشائخ“ کے 10 حُروف کی نسبت سے کتاب پڑھنے کی 10 نیتیں

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔[1]

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عَمَلِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

(1) ہر بار حمد و صلوٰۃ اور (2) تَعَوُّذ و تَسْمِیَہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اوپر دی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے اس پر عمل ہو جائے گا)۔ (3) رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ (4) جہاں جہاں ”**سرکار**“ کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں **صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم** (5) جہاں جہاں کسی **صحابی** کا نام آئے گا وہاں **رضی اللہ عنہ** اور جہاں جہاں کسی **بزرگ** کا نام آئے گا وہاں رحمۃُ اللہِ علیہ پڑھوں گا۔ (6) رضائے الٰہی کے لئے علم حاصل کروں گا۔ (7) اس کتاب میں جن جن بزرگوں کا نام آیا ہے، انہیں فاتحہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کروں گا۔ (8) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (9) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔ (10) اس روایت عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔[2] پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب میں بیان کردہ باتیں دوسروں کو سنا کر ذکرِ صالحین کی برکتیں لوٹوں گا۔

---

1 معجم کبیر، 6/185، حدیث: 5942
2 حلیۃ الاولیاء، 7/335، رقم: 10750

پیشِ لفظ

وعظ و نصیحت اگرچہ دو الگ الگ لفظ ہیں اور ایک دوسرے کے معنیٰ میں استعمال بھی ہوتے رہتے ہیں، مگر ان سے حقیقت میں کیا مراد ہے، اس میں انتہائی معمولی سا فرق ہے، مثلاً وعظ سے مراد خیر کی ایسی باتیں یاد دلانا ہے جن سے دل نرم پڑ جائے اور ایک قول کے مطابق وعظ ایسی بات کی طرف راہ نمائی کرنے کو کہتے ہیں جو بطریقۂ رغبت وڈر اصلاح کی طرف بلائے۔[1] جبکہ نصیحت کا لفظ خلوص و عبرت کے لیے بھلائی کی بات بتانے اور نیک صلاح مشورے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔[2] جیسا کہ شفا شریف میں ہے کہ جس شخص کو نصیحت کی جارہی ہو، اس کی مکمل بھلائی اور خیر خواہی کے ارادے کو نصیحت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[3]

وعظ و نصیحت کا مقصود چونکہ دوسروں کی اصلاح ہوتا ہے، لہٰذا اگر دیکھا جائے تو عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دَعْوَتِ اسلامی کی کامیابی کا ایک بہت بڑا ذریعہ وعظ و نصیحت پر مشتمل پر اثر بیانات بھی ہیں، یہ بیانات کرنے والے مبلغین اگرچہ بہت زیادہ ہیں، لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ان سب کے سرخیل و سردار عظیم مبلغ اسلام، سچے عاشق رسول و پابندِ سنت، باعمل و باکردار، صاحبِ فراست و معاملہ فہم، حاضر جواب و حاضر دماغ، عصری تقاضوں سے ہم آہنگ جہاں دیدہ شخصیت دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العالی ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔

نگرانِ شوریٰ کے بیانات تنظیمی طور پر کس قدر اہمیت کے حامل ہیں، ان کے متعلق بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کے یہ ارشادات پڑھ لیجئے:

☆ نگرانِ شوریٰ کے بیانات انقلابی ہوتے ہیں۔[4] ☆ نگرانِ شوری کے کئی انقلابی بیانات ہیں،

---

1. تفسیر خازن، پ11، سورہ یونس، تحت الآیۃ:57، 2/448
2. اردو لغت کبیر، 20/73 ماخوذاً
3. کتاب الشفا، 2/28
4. ۷ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ بمطابق 29 نومبر 2014ء بعد عشاء مدنی مذاکرہ

ان کو عام کیجئے اِن شاءَ اللہ اس کے فوائد اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔[1] ☆ اللہ پاک کی رحمت سے نگرانِ شوریٰ کے بیانات سے کئی اسلامی بھائیوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہوا ہے۔[2]

نگرانِ شوریٰ کے بیانات کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر تقریباً 2009 یا 2010 میں دعوتِ اسلامی کی کے شعبہ اسلامک ریسرچ سنٹر کے نگران اور مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن حاجی ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی مُدَّ ظِلُّہُ العالی کے حکم پر بیاناتِ دعوتِ اسلامی کے نام سے ایک شعبہ قائم ہوا جس کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی۔ چنانچہ میں نے اپنی تمام تدریسی و دیگر مصروفیات کو چھوڑ کر یہ ذمہ داری اٹھائی اور صرف تین چار سالوں میں ہی تقریباً 19 کتب و رسائل دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آ گئے۔ پھر دیگر مصروفیات کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکا تو اسلامک ریسرچ سنٹر کے چند ذمہ داران بالخصوص مولانا سید عمران اختر شاہ صاحب نے اس علمی ذخیرے میں چند رسائل کا مزید اضافہ کیا اور پھر یہ کام جزوی طور پر تعطل کا شکار ہو گیا۔ بہر حال اب پھر اگست 2024 کو یہ اہم کام دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ ہوا تو سابقہ کاموں کو مجلد شکل میں لانے کی ذمہ داری اس بار بھی مجھے عطا فرمائی گئی۔ چنانچہ میں نے اپنی دیگر مصروفیات کو عارضی طور پر موقوف کر کے تمام شائع شدہ کتب و رسائل کا جائزہ لے کر فوری کام کا آغاز کر دیا۔ نگرانِ شوریٰ کے بیانات کا ایک مجموعہ چونکہ **رسائل دعوتِ اسلامی** کے نام سے اور دوسرا **اسلامی شادی** کے نام پہلے ہی شائع ہو چکا ہے، لہٰذا اب ان تمام کتب و رسائل کو کل سات جلدوں میں لانے کا فیصلہ ہوا، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

جلد نمبر 1:

☆ فیضانِ مرشد ☆ احساسِ ذمہ داری ☆ جنت کی تیاری
☆ وقفِ مدینہ ☆ مدنی کاموں کی تقسیم ☆ مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے
☆ مدنی مشورے کی اہمیت ☆ تعارف دعوتِ اسلامی

---

1 ۴ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ بمطابق 28 اکتوبر 2014ء کے مدنی مذاکرہ
2 ۱۶ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۵ھ بمطابق 11 اکتوبر 2014ء عشاء بعد مدنی مذاکرہ

م

جلد نمبر2:

☆علم و علما کی شان ☆جامع شرائط پیر ☆پیر پر اعتراض کرنا منع ہے
☆کامل مرید ☆پیارے مرشد ☆علما پر اعتراض منع ہے
☆یہ وقت بھی گزر جائے گا

جلد نمبر3:

☆موت کا تصور ☆شوہر کو کیسا ہونا چاہئے؟ ☆غیرت مند شوہر
☆بیوی کو کیسا ہونا چاہئے؟ ☆بیٹی کی پرورش ☆بیٹے کی وصیت ☆صدقے کا انعام

جلد نمبر4:

☆صحابی کی انفرادی کوشش ☆سیرت ابو درداء ☆عشق رسول
☆گستاخان رسول کا عملی بائیکاٹ کیجئے ☆اللہ والوں کا انداز تجارت

جلد نمبر5:

☆سود اور اس کا علاج ☆برائیوں کی ماں ☆گناہوں کی نحوست
☆فیصلہ کرنے کے مدنی پھول

جلد نمبر6:

☆مقصد حیات ☆ایک زمانہ ایسا آئے گا ☆ہمیں کیا ہو گیا ہے
☆ایک آنکھ والا آدمی ☆جنت کا راستہ

جلد نمبر7:

☆اسلامی شادی

شیر عطار نگرانِ شوریٰ پر اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے صدقے نور کی برسات ہو اور آپ کے فیوضات سے دنیا یونہی فیض یاب ہو۔ اٰمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

ابو الابصار ابرار اختر القادری

چیف ایڈیٹر ماہنامہ خواتین (دعوتِ اسلامی)

Go To Index

شادی بیاہ اور ازدواجی زندگی سے متعلّق فکر انگیز تحریر

اسلامی شادی



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اسلامی شادی

دُرود شریف کی فضیلت

رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ رحمت نشان ہے: اے لوگو! بے شک بروزِ قیامت اُس کی دہشتوں اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہوگا جس نے تم میں سے مجھ پر دُنیا میں بکثرت دُرود شریف پڑھے ہوں گے۔ (1)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نکاح کی نیتیں، اہمیت اور فوائد

کیا تم نے اِس لئے نکاح کیا تھا؟

کوفے کے ایک عظیم بُزرگ حضرت سَیِّدُنا ابو محمد، سُفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ایک شخص نے اپنی زَوجہ کے متعلِّق عرض کی: اے ابو محمد! میری بیوی ہر وقت میری بے عزّتی کے درپے رہتی ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سر جھکا کر کچھ سوچنے لگے پھر بولے: کیا تم نے اُس سے نکاح اِس لئے کیا تھا کہ تمہاری عزّت میں اضافہ ہو؟ اُس نے اِثبات میں سر ہلایا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: جو شخص (نکاح کے ذریعے)

1 ... مسند الفردوس، ۵/۲۷۷، حدیث: ۸۱۷۵

حُصُولِ عزّت چاہتا ہے اُسے ذِلّت میں مُبتلا کر دیا جاتا ہے، جو شخص حُصُولِ مال کا خُواہش مند ہو اُسے فقر میں مُبتلا کر دیا جاتا ہے اور جو شخص دین کا ارادہ رکھتا ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے دین کے ساتھ ساتھ عزّت اور مال بھی جمع فرما دیتا ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیّت دُرُست کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس واقعے سے جہاں نکاح کیلئے دین دار عورت کا اِنتخاب کرنے کی اہمیّت و فضیلت معلوم ہو رہی ہے کہ جو خُوش نصیب نکاح سے دین کا ارادہ کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے عزّت و مال عطا فرما دیتا ہے وہیں اِس واقعے سے یہ بات بھی معلوم ہو رہی ہے کہ ایک مسلمان کیلئے ہر نیک و جائز کام کی طرح نکاح جیسی عظیم سنّت کی ادائیگی میں بھی نیّت کے قِبلے کو دُرُست رکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ اگر نیّت کا قِبلہ دُرُست نہ کیا جائے تو وَبال کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جیسا کہ بیان کردہ حکایت سے پتا چلا کہ جو شخص نکاح سے حُصُولِ عزّت کا ارادہ کرے اُسے ذِلّت میں مُبتلا کر دیا جاتا ہے اور اگر وَبال نہ بھی اُٹھانا پڑے تو کم از کم نکاح جیسی پیاری سنّت ادا کرنے کے ثواب سے ہی محرومی کا سامنا کرنا پڑے گا جیسا کہ صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد اَمجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر (نکاح سے) محض لذّت یا قضائے شَہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔[2] یہی وجہ ہے کہ ہمارے بُزرگانِ

1 . . . حلیۃ الاولیاء، سفیان بن عیینۃ، ۷/ ۲۴۰، رقم: ۱۰۷۸۰

2 . . . بہارِ شریعت، حصہ ۷، ۲/ ۵ ملتقطا

دین نکاح کے معاملے میں بھی نیّت کے صحیح سمتِ قبلہ کا بہت زیادہ خیال رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ،

نکاح کرنے کا انوکھا سبب

منقول ہے کہ ایک بُزُرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو لوگ ایک مُدّت تک نکاح کا کہتے رہے لیکن وہ انکار کرتے رہے۔ ایک دن وہ نیند سے بیدار ہوئے تو فرمانے لگے: میرا نکاح کر دو! میرا نکاح کر دو! لوگوں نے اُن کا نکاح کر دیا اور اُن سے اِس تبدیلی کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور میں لوگوں کے ساتھ میدانِ محشر میں ہوں، تمام لوگوں کی طرح مجھے بھی شدّت کی پیاس محسوس ہوئی، قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا، اچانک میں نے دیکھا کہ چند بچّے صفیں چیرتے ہوئے مجمع میں آئے، اُن کے سروں پر نور کے رومال، ہاتھوں میں چاندی کے کٹورے اور سونے کے کوزے تھے۔ وہ مجمع میں تلاش کرتے ہوئے بعض کو پانی پلاتے، بعض کو نہ پلاتے، میں نے بھی اُن کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا: مجھے شدّت کی پیاس لگی ہے مجھے بھی پانی پلاؤ۔ تو ایک بچّے نے کہا: ہم میں کوئی آپ کا بیٹا نہیں، ہم میں سے ہر ایک اپنے والد کو پانی پلائے گا۔ میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ اُنہوں نے کہا: ہم مسلمانوں کے وہ بچّے ہیں جو بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ پھر (اُن بُزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے لوگوں کے سامنے گویا نکاح کے معاملے میں اپنی نیّت کا اظہار کرتے ہوئے) فرمایا: ممکن ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے بچّہ عطا فرمائے پھر اُس کی روح قبض کر لے تو وہ آخرت میں

میرا پیش رو (یعنی بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں میرا سِفارِ شی) ہو گا۔[1]

نیّت کی اہمیت

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ ہمارے بُزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِین اچھے مقاصد کیلئے نکاح کرتے تھے۔ لہٰذا نکاح کرنے والے کو چاہئے کہ وہ نکاح کے معاملے میں جہاں اور بہت سی چیزوں کو اہمیّت دیتا ہے وہیں حُصُولِ ثواب کیلئے نکاح کی درج ذیل نیّتوں کو بھی خاص طور پر اہمیّت دے اور اِنہیں ہر گز ہر گز نظر انداز نہ کرے بلکہ ہو سکے تو اِن کے علاوہ اور بھی اچھی اچھی نیّتیں کرے۔ آیئے نکاح اور شادی شُدہ زندگی سے متعلّق چند نیتیں مُلاحظہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نکاح کی نیّتیں

❀ رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی سنّتِ مُبارَکہ پر عمل کرنے ❀ اپنے آپ کو فعلِ حرام سے بچانے ❀ غیر مَحْرَم عورتوں کی طرف توجّہ کرنے سے بچنے ❀ زَوجہ کا نان نفقہ اور حق مہر ادا کر کے ثواب کمانے ❀ دل و دماغ کو بُرے خیالات سے پاک کر کے دِلجمعی کے ساتھ عبادت کرنے کیلئے نکاح کروں گا ❀ نکاح کے ذریعے اپنے ایمان کی حفاظت کروں گا ❀ نکاح کیلئے دین دار رفیقۂ حیات کا اِنتخاب کروں گا ❀ حُصُولِ اَولاد کے ذریعے آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی اُمّت میں اور ❀ مسلمانوں

1 . . . قوت القلوب، الفصل الخامس والاربعون، ذکر التزویج . . . الخ، ۲/ ۴۰۳ بتقدم وتأخر

کی اجتماعی قوّت میں اضافے کا سبب بنوں گا❀بیوی بچّوں کے حُقوق ادا کر کے حُقوقُ العباد کی ادائیگی کا ثواب حاصل کروں گا۔

بیان کردہ نکاح کی نیتوں کے علاوہ شادی کرنے والے مسلمان کو حصولِ ثواب کیلئے اِن نیتوں کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہئے:❀رسولِ اکرم،نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نکاح والی پیاری پیاری سنّت کی ادائیگی میں شَرعی تقاضوں کا پاس رکھوں گا❀غیر شَرعی معاملات ورُسُومات اور❀پیسوں کے بیجا اِسراف سے بچوں گا❀زَوجہ کی وجہ سے بہت سے گھریلو کاموں سے فراغت حاصل ہونے کی بِناء پر نیکی کے کاموں کو پہلے سے زیادہ وقت دوں گا❀زوجہ و اولاد کے حُقوق کی ادائیگی کیلئے کسبِ حلال کروں گا❀کسبِ مَعاش کی راہ میں پیش آنے والی مَشَقَّتوں پر رِضائے الٰہی کیلئے صبر کروں گا❀زَوجہ اور❀اَولاد کی شریعت کے مُطابِق تَربِیَت کروں گا❀اپنی رفیقۂ حیات پر بے جا رُعب جمانے کے بجائے حَتَّی الْمَقْدور نرمی اختیار کروں گا❀خُدانخواستہ اُس کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچی یا❀اُس کی کوئی بات ناگوار گُزری تو صبر کروں گا❀زَوجہ اور اَولاد کے معاملے میں ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ڈرتا رہوں گا۔

مدینہ: بیان کردہ نیّتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اسلامی بہنیں بھی شوہر کی اِطاعت، اُس کی اور اُس کے والدین کی خدمت، شوہر کے گھر بار، مال اور ناموس کی حفاظت، اُس کی حلال کی کم آمدنی پر قناعت اور بچّوں کی اسلامی نُقُوش پر تَربِیَت وغیرہ سے متعلّق حسبِ حال اچھی اچھی نیّتیں کر سکتی ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نکاح ضروری کیوں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسلام ایک ایسا کامل اور اکمل دین ہے جس نے انسان کی ہر شعبے میں رہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں بہت سی جاندار مخلوقات پیدا فرمائیں، اُن میں سے کسی کو نَر اور کسی کو مادَہ بنایا اور اُن میں فطری خواہشات بھی رکھیں، انسان بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے لہٰذا اسے بھی شہوانی جذبہ دیا گیا لیکن انسان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چونکہ تمام مخلوقات میں اَشْرف و اَعْلیٰ بنایا ہے اِس لئے اُسے فطری خواہشات پوری کرنے کا ضابطہ بھی انتہائی اَشْرف و اَعْلیٰ عطا فرمایا ہے، اگر انسان فطری خواہشات کے معاملے میں اُس جائز و حلال ضابطے کی پاسداری کرے گا تو نہ صرف اپنی امتیازی شان برقرار رکھ سکے گا بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں سُرخُرو بھی ہو گا۔ اِس کے برعکس اگر اُس ضابطے کی خِلاف ورزی کرے گا تو جانوروں جیسا ہو جائے گا کیونکہ جانوروں کیلئے کوئی ضابطہ مُقرَّر نہیں جبکہ انسان کی فطری خواہشات کی تکمیل کیلئے ایک ضابطہ اور قانون مُقرَّر ہے جو نکاح ہے۔ لہٰذا نکاح ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو فطری تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے اسلام نے ہمیں عطا فرمایا اور اِس کے ذریعے ہمیں جانوروں سے ممتاز کر دیا۔

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: نکاح اور ایمان یہ دو ایسی عبادتیں ہیں جو حضرت سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے شروع ہوئیں اور تا قیامت رہیں گی، نکاح بہترین عبادت ہے کہ اِس سے نَسْلِ انسانی کی بَقا ہے، یہی صالحین و ذاکرین و

عابدین کی پیدائش کا ذریعہ ہے، نکاح، انسان مرد کا صرف انسان عورت ہی سے ہو سکتا ہے، نہ جِنّ سے ہو سکتا ہے، نہ دَریائی انسان سے، نہ کسی جانور سے کیونکہ (دُنیاوی) نکاح میں ہم جِنْس ہونا شرط ہے۔[1] آیئے مُلاحظہ کیجئے کہ نکاح کس چیز کا نام ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نکاح کی تعریف

صَدْرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد اَمجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: نکاح اُس عَقْد کو کہتے ہیں جو اِس لیے مُقرّر کیا گیا کہ مرد کو عورت سے جِماع وغیرہ حلال ہو جائے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اِیجاب و قبول یعنی مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زَوجِیَّت میں دیا، دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رُکن ہیں پہلے جو کہے وہ اِیجاب ہے اور اُس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔[2]

نکاح کو نکاح کہنے کی وجہ

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نکاح کا معنی اور نکاح کو نکاح کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: نکاح کا مطلب ضَم ہونا یعنی مِلنا ہے، چونکہ نکاح کی وجہ سے دو شخص یعنی خاوند و بیوی دائمی مِل کر زندگی گُزارتے ہیں بلکہ نکاح سے عورت و مرد کے خاندان بلکہ نکاح سے کبھی دو مُلک مِل جاتے ہیں اِس لیے اِسے نکاح کہتے ہیں۔ اِصْطِلاحِ شریعت میں یہ لفظ صحبت و عَقْد

1... مرآۃ المناجیح، ۵/ ۲ بتغیر قلیل

2... بہارِ شریعت، حصہ ۷، ۲/ ۴، ۶ ملتقطا

دونوں پر بولا جاتا ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مُعاشَرَتی اعتبار سے نکاح کی اہمیت

نکاح صرف مذہبی طور پر ہی نہیں بلکہ مُعاشَرَتی طور پر بھی انتہائی اہمیَّت کا حامل ہے کیونکہ نَسْل کی بَقا، نگاہ و شرمگاہ کا تحفّظ اور بدکاریوں کی کافی حد تک بندِش نکاح ہی سے وابستہ ہے اور یہ ساری چیزیں ایک حسین مُعاشَرے کیلئے کلیدی حیثیّت رکھتی ہیں۔ علاوہ ازیں ایک حسین مُعاشَرہ مختلف خاندانوں سے مِل کر ہی بنتا ہے جن مُعاشَروں میں خاندان کا تصوُّر نہیں وہ مُعاشَرے در حقیقت درندوں کے جنگل کا نقشہ پیش کر رہے ہوتے ہیں لہٰذا حسین مُعاشَرے کیلئے خاندان اِکائی کی حیثیّت رکھتا ہے اور اِس خاندان کے اِرتِقائی مراحل کا سب سے پہلا مرحلہ اور اس کی بُنیاد اِزْدِواجی زندگی ہی ہے جس کا صحیح تصوُّر نکاحِ شَرْعی کے بغیر ممکن ہی نہیں کیونکہ اسلام نے نَسْل کی حفاظت اور مُہَذَّب مُعاشَرے کی تشکیل کیلئے نکاح کی صورت میں جو خُوبصورت نظام عطا فرمایا ہے اگر اس کو نظر انداز کر کے انسان جانوروں کی طرح جہاں جی چاہے مُنہ مارتا پھرے تو مُعاشَرے میں حیوانیّت عام ہو گی، مُہلک بیماریاں پھیلیں گی، نَسْل ہلاک ہو گی، نَسَب برباد ہو جائے گا، خاندان کا وُجُود مِٹ جائے گا، قوموں کی قومیں ختم ہو جائیں گی، مُعاشَرے میں حقیقی تہذیب نام کو بھی نہیں رہے گی اور سُکون نام کی چیز ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جو مُمالک یا مُعاشَرے نکاح و شادی کے اسلامی نظام کی نعمت سے محروم

1 ... مرآۃ المناجیح، ۵/ ۲ ملتقطا

ہیں یا جہاں فطری خواہشات کی تسکین کیلئے شادی کے اسلامی نظریات و تعلیمات کو نظر انداز کر دیا گیا اور غیر شرعی طریقوں کو قانونی حیثیّت حاصل ہونے یا سماجی طور پر غیر معیوب سمجھنے وغیرہ کی وجہ سے رَواج مِلا وہاں عجیب بے چینی اور بے کَلی پائی جاتی ہے، طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا ہے، خاندانی نظام تباہ ہونے کی وجہ سے نظامِ زندگی بھی دَرہَم بَرہَم ہو گیا، وہاں کی اکثریّت ذہنی ہیجان اور دَباؤ کا شکار ہے، خُودکشی، گھریلو ناچاقی اور باہَمی نااتفاقی کی شرح اِس قدر بڑھ گئی کہ بیوی شوہر کو قتل کرنے کیلئے تیّار اور شوہر بیوی کے قتل پر آمادہ نظر آتا ہے (ایک رِپورٹ کے مطابق اُن مُمالک میں کورٹس میں پیش ہونے والے مُقدّمات کی اکثریّت نَفسیاتی معاملات پر مشتمل ہوتی ہے۔)، اسلامی تعلیمات سے محرومیوں اور نَسْل، خاندان اور رشتوں کے معاملے میں پائی جانے والی بدعُنوانیوں کی وجہ سے انسان اپنے ماں باپ، بہن بھائی، نانانانی، دادادادی اور بارہا اپنے بیوی بچّوں سے بھی بیگانہ ہو کر رہ جاتا ہے اِن کے علاوہ چچا چچی اور ماموں خالہ وغیرہ جیسے بہت سے رشتوں کا تو کوئی تصوُّر ہی نہیں پایا جاتا الغرض! جیسے ہمارے مُسلِم مُعاشَروں میں نکاح کے سبب حسین خاندانی تصوُّر پایا جاتا ہے کہ ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچّے پھر بچّوں کے بچّے، تایا، چاچا، ماموں، پھوپھا وغیرہ اور اُن کی اَولادیں ہوتی ہیں، اِن کے علاوہ اور بہت سے رشتے دار اور رشتے داروں کے رشتے دار ہوتے ہیں، سُسرالی رشتے ناتے ہوتے ہیں، آپس میں وقتاً فوقتاً میل جول اور لین دین کے سلسلے ہوتے ہیں، گھریلو دعوتیں ہوتی ہیں، غموں اور خُوشیوں میں بھی ایک دوسرے کی شرکت غموں کو ہلکا کرنے اور خُوشیوں کے رنگوں کو مزید شوخ کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اِس قسم کی خاندانی و مُعاشَرَتی دِلکَشی و

خُوبصورتی اُن مُعاشَروں کے حصے میں نہیں جو شادی و نکاح کے اسلامی نظام اور اسلامی تہذیب سے محروم ہیں۔

دینی اعتبار سے نکاح کی اہمیت

آیئے اب قرآن و حدیث کی روشنی میں نکاح کی اہمیَّت مُلاحَظہ کیجئے:

اسلامی نقطۂ نظر سے نکاح کی اہمیَّت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور دیگر رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے نکاح فرما کر اِزْدِواجی زندگی کو اہمیَّت بخشی جیسا کہ قرآن و حدیث میں اِس کا واضح تذکرہ کیا گیا چنانچہ پارہ 13 سورۃُ الرَّعد کی آیت نمبر 38 میں ارشادِ خُداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّةً ؕ (پ ۱۳، الرعد: ۳۸)

تَرْجَمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور اُن کیلئے بیبیاں اور بچّے کئے۔

اِسی طرح رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں رسولوں عَلَیْہِمُ السَّلَام کی سنّتوں میں سے ہیں: اَلْحَیَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ یعنی (1) حَیاء کرنا (2) عِطْر لگانا (3) مِسواک کرنا اور (4) نکاح کرنا۔[1]

قرآن و حدیث کی روشنی میں نکاح کی ترغیب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ آیتِ مُبارَکہ اور حدیثِ پاک کی روشنی میں نکاح کے متعلِّق انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا طرزِ عمل معلوم ہوا اِس کے علاوہ

1 . . . ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل التزویج والحث علیہ، ۲/ ۳۴۲، حدیث: ۱۰۸۲

قرآن و حدیث میں باقاعدہ اہلِ ایمان کو نکاح کا حکم اور اِس کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے۔ چنانچہ ارشادِ خُداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَاَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ (پ۱۸، النور: ۳۲) تَرجَمۂ کنزالایمان: اور نکاح کردو اپنوں میں اُنکا جو بے نکاح ہوں۔

یونہی ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی بارہا اپنے فرامین کے ذریعے نکاح و شادی کی ترغیب و اہمیَّت کو بیان فرمایا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: مَنْ اَحَبَّ فِطْرَتِیْ فَلْیَسْتَنَّ بِسُنَّتِیْ وَمِنْ سُنَّتِی النِّکَاحُ یعنی جو شخص میری فِطرت (یعنی اسلام) سے محبت کرتا ہے اُسے میری سنّت اختیار کرنی چاہئے اور نکاح بھی میری سنّت ہے۔[1] اور ارشاد فرمایا: اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ لَمْ یَعْمَلْ بِسُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ یعنی نکاح میری سنّت ہے تو جس نے میری سنّت پر عمل نہ کیا وہ مجھ سے نہیں۔[2] اور ارشاد فرمایا: مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ یعنی جو میری سنّت سے رُوگردانی کرے وہ مجھ سے نہیں۔[3]

نکاح میں کون سے فوائد پیشِ نظر ہوں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قرآن و حدیث کی روشنی میں ہم نے شادی کی اہمیَّت کے بارے میں تو جان ہی لیا مگر چونکہ انسان کی فِطرت ہے کہ اُسے جب تک کسی چیز کے فوائد معلوم نہ ہوں وہ اُسے اہم نہیں سمجھتا یا یوں سمجھئے کہ جو چیز جتنی فائدہ مند

1 . . . مصنف عبدالرزاق، کتاب النکاح، باب وجوب النکاح وفضلہ، ۶/ ۱۳۵، حدیث: ۱۰۴۱۸

2 . . . ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح، ۲/ ۴۰۶، حدیث: ۱۸۴۶

3 . . . بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، ۳/ ۴۲۱، حدیث: ۵۰۶۳

ہوتی ہے وہ اتنی ہی ہمارے لئے اہم ہو جاتی، اس لئے شادی کرنے کے فوائد اور نہ کرنے کے نقصانات جاننا بھی ہمارے لئے بہت ضروری ہے تاکہ ہم اسے صحیح معنوں میں اہمیَّت دے سکیں، اگرچہ بہت سے لوگوں کے نزدیک شادی مفید چیز ہی ہے اور وہ اس وجہ سے اسے اہمیَّت دیتے بھی ہیں مگر عام طور پر لوگوں کی اکثریّت شاید شادی کو صرف اس اعتبار سے فائدہ مند سمجھتی ہے کہ یہ فطری جذبات کی تسکین کے حُصُول کا جائز ذریعہ اور مذہبی طریقہ ہے یا اِس کے علاوہ زیادہ سے زیادہ اِس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ اَولاد حاصل ہونے اور نَسل جاری رہنے کا ذریعہ ہے اور بس، حالانکہ اِن فوائد کے علاوہ شادی کے اَور بھی فوائد ہیں بالخصوص دینی فوائد و فضائل تو بہت زیادہ ہیں اور مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں ہر چیز کی طرح شادی میں بھی اسلامی، شَرْعی اور اُخروی فوائد ہی کو ترجیحی بُنیادوں پر پیشِ نظر رکھنا چاہئے بلکہ ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وقتاً فوقتاً شادی کرنے پر زور دیتے ہوئے اِس کے جو عظیم فوائد اپنے فرامین میں بیان فرمائے اگر اُن پر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اسلام میں شادی کی بہت اہمیت ہے۔ آیئے شادی کے فضائل و فوائد سے متعلِّق 6 فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ملاحظہ کیجئے:

شادی کے فوائد و فضائل کے بارے میں احادیثِ مُبارَکہ

1. تَنَاکَحُوْا تَکْثُرُوْا فَاِنِّیْ اُبَاھِیْ بِکُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی نکاح کرکے اَولاد کی کثرت کرو کہ میں قیامت کے دن تمہارے سبب دوسری اُمّتوں پر فخر کروں گا۔[1]

1 ... مصنف عبدالرزاق، کتاب النکاح، باب وجوب النکاح وفضلہ، ۶/۱۳۸، حدیث: ۱۰۴۳۲

2. مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ أَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَا فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ یعنی تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھے وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح، نگاہ کو جُھکانے والا اور شرم گاہ کا محافظ ہے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ روزے رکھے کہ روزے اس کیلئے ڈھال ہیں۔[1]

3. مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْإِيمَانِ، فَلْيَتَّقِ اللهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي یعنی جس نے نکاح کیا بے شک اس نے اپنا آدھا دین بچالیا اب باقی آدھے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے۔[2]

4. جب تم میں سے کوئی نکاح کر لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے ہائے افسوس! ابنِ آدم نے مجھ سے دو تہائی دین بچالیا۔[3]

5. دو محبت کرنے والوں کیلئے نکاح سے بہتر کوئی اور تعلُّق نہیں دیکھا گیا۔[4]

6. شادی شُدہ کی دو رکعتیں غیر شادی شُدہ شخص کی ستّر رکعتوں سے اور ایک رِوایت کے مطابق بیاسی رکعتوں سے بہتر ہیں۔[5]

اِس آخری حدیثِ پاک میں شادی شُدہ کیلئے نماز کے معاملے میں جو فضیلت ذکر کی گئی ہے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے علّامہ عبدُالرّؤف مُناوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے

1...نسائی، کتاب النکاح، باب الحث علی النکاح، ص ۵۲۲، حدیث: ۳۲۰۶

2...معجم اوسط، ۵/۳۷۲، حدیث: ۷۶۴۷

3...مسند الفردوس، ۱/۳۰۹، حدیث: ۱۲۲۲

4...ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح، ۲/۴۰۷، حدیث: ۱۸۴۷

5...جامع صغیر، ص ۳۰۰، حدیث: ۴۸۶۷، الاحادیث المختارہ، مسند انس بن مالک، ۶/۱۱۰، حدیث: ۲۱۰۱

ہیں: غالباً اِس کی وجہ یہ ہے کہ غیر شادی شُدہ کے مقابلے میں شادی شُدہ آدمی کے حواس قابو میں رہتے ہیں، حوصلے مضبوط ہوتے ہیں اور اُسے خُشُوع و خُضُوع زیادہ حاصل ہوتا ہے جو کہ عبادت کی رُوح ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نکاح کے 5 فائدے

حُجَّۃُ الْاِسلام امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نکاح کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نکاح کے پانچ فائدے ہیں: (1) اَولاد حاصل ہونا (2) شَہْوت ٹوٹنا (یعنی کم ہونا) (3) گھر کے معاملات کو چلانا (4) خاندان میں اضافہ ہونا اور (5) عورتوں (بیویوں) کے ساتھ رہنے کے ذریعے مجاہدۂ نَفْس کرنا۔[2]

بہر حال شادی کے کثیر فوائد ہیں اور رسولِ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سچی محبت رکھنے والے کیلئے تو اتنی ہی بات کافی ہونی چاہئے کہ شادی حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنّت بھی ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُس کی تاکید بھی فرمائی بلکہ بعض اوقات تو ایسا بھی ہوا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کسی کے غیر شادی شُدہ ہونے کا پتا چلا تو اُسے شادی کر لینے کے مشورے سے نوازا۔ چنانچہ

شادی کرنے کی تاکید

حضرت سَیِّدُنا ابو ذَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

1 . . . تیسیر شرح جامع الصغیر، حرف الراء، ۲/ ۳۶، فیض القدیر، ۴/ ۲۰۷، تحت الحدیث: ۴۸۶۷

2 . . . احیاء العلوم، کتاب اٰداب النکاح، الباب الاول فی الترغیب . . . الخ، ۲/ ۳۲

وَسَلَّمَ کی خدمت میں ایک مرتبہ عَکّاف بن بِشر تمیمی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حاضر ہوئے، رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اِسْتِفْسار فرمایا: عَکّاف! تمہاری کوئی بیوی ہے؟ عرض کی نہیں۔ پوچھا: کوئی باندی ہے؟ عرض کی: نہیں۔ فرمایا: تم تو مالدار بھی ہو؟ عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: تب تو تم شیطان کے بھائی ہو، اگر تم عیسائیوں میں ہوتے تو اُن کے راہبوں میں شُمار ہوتے، ہماری سنّت تو نکاح کرنا ہے، تم میں بدترین لوگ وہ ہیں جو کنوارے ہیں اور گھٹیا ترین موت مرنے والے بھی وہ ہیں جو کنوارے ہیں، کیا تم شیطان سے لڑتے ہو؟ شیطان کے پاس نیک آدمیوں کے لئے عورتوں سے زیادہ کارگر ہتھیار کوئی نہیں، ہاں اگر وہ نیک لوگ شادی شُدہ ہوں (تو شیطان کے ہتھیار سے بچ جاتے ہیں) وہی لوگ پاکیزہ اور گندگی سے محفوظ ہوتے ہیں، عَکّاف! نکاح کرلو ورنہ تذبذُب کا شکار رہو گے، اُنہوں نے عرض کیا: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ خود ہی کسی سے میرا نکاح کر دیجئے، رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں نے کریمہ بنتِ کُلثوم حِمْیَری سے تمہارا نکاح کر دیا۔ (1)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شادی نہ کرنے یا تاخیر سے کرنے والوں کیلئے لمحۂ فکریہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نکاح کے اِس قدر کثیر فوائد اور ایسی زبردست تاکید کے باوُجود کسی اہم اور خاص وجہ کے بغیر شادی نہ کرنا نہ صرف بہت سی محرومیوں کا

1 ... مسند احمد، مسند الانصار، ۸/ ۱۰۳، حدیث: ۲۱۵۰۶ ملتقطا

سبب ہے بلکہ اِس کی وجہ سے بدکاری جیسے گُناہ میں مُبتلا ہونے کا بھی سخت اندیشہ ہے کیونکہ غیر شادی شُدہ شخص اگرچہ نکوکار اور پرہیز گار ہو مگر عورت اس کیلئے شیطان کے کامیاب ترین ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار ہے، شیطان اپنے اِس ہتھیار کے ذریعے اُسے زیر کرنے اور گُناہ میں مُبتلا کرنے کی مسلسل کوشش کرتا رہتا ہے اور اِس وجہ سے غیر شادی شُدہ نیک بندے کیلئے شیطان کے اِس وار سے بچنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، ذرا سوچئے کہ شیطان کے عورت جیسے خطرناک ہتھیار سے جب غیر شادی شُدہ نیک لوگوں کا بچنا مشکل ہے تو عام لوگوں کا بچنا کس قدر دُشوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نہ صرف حضرت سَیِّدُنا عَکّاف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بلکہ سبھی کو اس بات سے منع فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو شادی سے محروم رکھیں۔ چنانچہ

حضرت سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ شادی کرنے کا حکم دیا کرتے تھے اور (بلاوجہ) شادی نہ کرنے سے سختی سے منع فرمایا کرتے تھے۔[1] ہمارے اَسلافِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک بھی بدکاری میں مُبتلا کرنے والے شیطانی ہتھکنڈے سے بچنے کا مؤثّر ذریعہ شادی ہی تھا بلکہ اُن حضرات کے لئے رفیقۂ حیات کے بغیر جوانی گُزارنے کا تصوُّر کرنا بھی مشکل تھا۔ حضرت سَیِّدُنا عمرِ فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ہی لے لیجئے کہ حدیثِ پاک کے مطابق جن کی نیکیاں ستاروں کی تعداد کے برابر قرار دی گئی ہیں اور جنہیں دیکھ کر شیطان بھی راستہ تبدیل کر لیا کرتا

---

1 . . . مسند احمد، مسند انس بن مالک، ۴/۱۷۳، حدیث: ۱۲۶۱۳

تھا۔[1] مگر اِس کے باوُجود آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا کہ جوانی ہو اور بیوی نہ ہو اس بارے میں سوچ کر تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اگر مجھے یقینی طور پر معلوم ہو کہ زندگی کے صرف تین دن باقی بچے ہیں تب بھی (غیر شادی شُدہ رہنے کے بجائے) میں شادی کر لینا ہی پسند کروں گا۔[2] اسی طرح حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری زندگی کے صرف دس دن باقی بچے ہوں اور مجھے یقین ہو کہ دسویں دن موت آجائے گی تو اس وقت بھی (غیر شادی شُدہ رہنے کے بجائے) اگر شادی کی استطاعت ہو گی تو میں فتنے سے بچنے کیلئے ضرور شادی کروں گا۔[3]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شادی کے معاملے میں والدین کی ذِمّہ داری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اِن فرامین کی روشنی میں بھی یہی بات واضح ہوتی ہے کہ جوان مرد و عورت کا کسی خاص عذر یا کسی صحیح وجہ کے بغیر غیر شادی شُدہ رہنا انتہائی خطرناک ہے لہٰذا والدین یا سرپرستوں کو چاہئے کہ وہ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ جب بچّے شادی کے قابل ہو جائیں تو وقت ضائع کئے بغیر اُن کی شادی کر دیں تاکہ وہ اَخلاقی بُرائیوں کا شکار نہ ہوں، حدیثِ پاک میں بھی اسی بات کی تعلیم دی گئی ہے جیسا کہ ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

1 . . . بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب، ۲/۵۲۶، حدیث: ۳۶۸۳ ماخوذا

2 . . . کنز العمال، کتاب النکاح، باب الترغیب فیہ، جزء: ۸، ۲/۲۰۴، حدیث: ۴۵۵۸۲

3 . . . کنز العمال، کتاب النکاح، باب الترغیب فیہ، جزء: ۸، ۲/۲۰۶، حدیث: ۴۵۶۰۲

وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنْ اِسْمَهُ وَاَدَّبَهُ فَاِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ یعنی جس کا بچّہ پیدا ہو اُسے چاہئے کہ اُس کا اچھا نام رکھے اور اس کی اچھی تَرْبِیَت کرے اور جب وہ بالغ ہو تو اُس کی شادی کر دے۔[1]

وقت کا تقاضا

واقعی موجودہ دور میں اِس فرمانِ نبوی پر عمل کی سخت ضرورت ہے، وقت کا تقاضا یہی ہے کہ بچّے شادی کے لائق ہو جائیں تو اُن کی شادی کر دی جائے کیونکہ یہ مِیڈیا (Media) کا دور ہے اس دور میں پرنٹ مِیڈیا (Print Media) ہو یا سوشل مِیڈیا (Social Media) اَخلاقیات تباہ کرنے میں دونوں ہی اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہیں، بد قسمتی سے سوشل مِیڈیا (Social Media) کے طور پر فیس بُک (Facebook)، واٹس ایپ (Whatsapp)، آئی ایم او (IMO) اور ٹیوٹر (Twitter) وغیرہ کا فضول اور غلط استعمال بہت عام ہو چکا ہے، عام طور پر نئی نَسْل کے لڑکے اور لڑکیاں فطری خواہشات سے مغلوب ہو کر انہی ذرائع سے بلا جھجک ایک دوسرے سے رابطہ قائم کر لیتے ہیں اور پھر اپنے باہمی تعلُّقات کو کس حد تک لے جاتے ہیں یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ یاد رکھیں! شَہْوت نہ صرف انسان کو انسان سے دَرِنْدہ بنا دیتی ہے بلکہ اُسے انتہائی شرمناک اَفْعال کا اِرتکاب کرنے پر بھی مجبور کر دیتی ہے جس کی وجہ سے انسان ذلیل و رُسوا بھی ہوتا ہے اور سچّی توبہ نہ کرنے کی صُورت میں آخرت کے

---

1 . . . شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والاھلین، ۶/ ۴۰۱، حدیث: ۸۶۶۶

دَرْدناک عذاب کا حق دار بھی بن جاتا ہے۔ آیئے! شادی کے معاملے میں ٹالم ٹول اور بلاوجہ کی تاخیر سے بچنے کا ذہن بنانے کیلئے ایک ایسے شخص کی داستانِ عبرت مُلاحظہ کیجئے جس نے شَہْوت کے سبب اپنی دُنیا و آخرت برباد کر ڈالی۔ چنانچہ

شیطان کا مکر و فریب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابُو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مایہ ناز کتاب **"پردے کے بارے میں سوال جواب"** کے صفحہ 93 پر ایک حکایت نقل فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عابد یعنی عبادت گُزار شخص تھا۔ اُسی عَلاقے کے تین بھائی ایک بار اُس عابِد کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گُزار ہوئے کہ ہمیں سفر درپیش ہے، واپسی تک اپنی جوان بہن کو ہم آپ کے پاس چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں۔ عابِد نے خوفِ فِتنہ کے سبب معذرت چاہی مگر اُن کے مُسلسل اِصرار پر وہ تیّار ہو گیا اور کہا کہ میں اپنے ساتھ تو نہیں رکھوں گا کسی قریبی گھر میں اُس کو ٹھہرا دیجئے۔ چُنانچِہ ایسا ہی کیا گیا۔ عابد کھانا اپنے عبادت خانے کے دروازے کے باہر رکھ دیتا اور وہ اُٹھا کر لے جاتی۔ کچھ دن کے بعد شیطان نے عابد کے دل میں ہمدردی کے انداز میں وَسْوَسہ ڈالا کہ کھانے کے اَوقات میں جوان لڑکی اپنے گھر سے نکل کر آتی ہے کہیں کسی بدکار مرد کے ہتّھے نہ چڑھ جائے، بہتر یہ ہے کہ اپنے دروازے کے بجائے اُس کے دروازے کے باہر کھانا رکھ دیا جائے، اِس اچھی نیّت کا کافی ثواب ملے گا۔ چُنانچِہ اُس نے اب کھانا اُس کے دروازے پر پہنچانا شروع کیا۔ چند روز

بعد شیطان نے پھر وَسْوَسے کے ذریعے عابد کا جذبۂ ہمدردی اُبھارا کہ بے چاری چُپ چاپ اکیلی پڑی رہتی ہے، آخر اِس کی وحشت دُور کرنے کی اچّھی نیّت کے ساتھ بات چیت کرنے میں کیا گُناہ ہے! یہ تو کارِ ثواب ہے، یُوں بھی تم بہت پرہیز گار آدمی ہو، نَفْس پر حاوی ہو، نیّت بھی صاف ہے یہ تمہاری بہن کی جگہ ہے۔ چُنانچِہ بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جوان لڑکی کی سُریلی آواز نے عابد کے کانوں میں رَس گھولنا شروع کر دیا، دل میں ہیجان (جوش) برپا ہوا، شیطان نے مزید اُکسایا یہاں تک کہ "نہ ہونے کا ہو گیا"۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ شَہْوت کی بدولت بدنصیب عابد اپنے پاس جوان لڑکی کو رکھنے کیلئے تیّار ہو گیا اور پھر کھانا اُس کے دروازے تک پہنچانے لگا اور بس یُوں اُس نے شیطان کو صِرف اُنگلی پکڑائی تھی کہ اُس چالباز نے ہاتھ خود ہی پکڑ لیا۔ واقعی شَہْوت مرد و عورت کے دل میں ایک دوسرے کا شوق پیدا کرتی ہے، جس کی وجہ سے رفتہ رفتہ بات چیت کے سلسلے چل نکلتے ہیں، یہ بات چیت آگے چل کر آپس کی ہنسی مذاق اور بے تکلّفی کا رُوپ دَھار لیتی ہے اور پھر یہ بے تکلّفی کیسی کیسی آفتوں اور گُناہوں میں مُبتلا کرتی ہے اس کا ہر عقلمند اندازہ کر سکتا ہے۔

نکاح کا شَرْعی حکم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے!! اگر شہوت اس حد تک بڑھ جائے کہ

---

1 . . . تلبیس ابلیس، التحذیر من فتن ابلیس ومکایدہ، ص ۳۸۔ ۴۰ ملخصا

نَفْس پر قابو پانا مشکل ہو جائے اور اِرتکابِ گُناہ کا غالب گمان ہو تو شادی کرنا واجب اور یقین ہو تو شادی کرنا فرض ہو جاتا ہے جبکہ نان نفقہ اور ادائیگیِ مہر اور دیگر حُقوق کی ادائیگی کی استطاعت ہو جیسا کہ حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد اَمجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عِنّین (نامرد) ہو اور مَہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سُنّتِ مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سُنّت و تعمیلِ حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذّت یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔ شَہْوت کا (اگر اس قدر) غَلَبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو مَعَاذَاللہ اندیشۂ زنا ہے اور مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب۔ یوہیں جبکہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اُٹھنے سے روک نہیں سکتا یا مَعَاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا تو نکاح واجب ہے (اور اگر صرف اندیشہ نہیں بلکہ) یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔ اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کریگا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔[1]

شادی میں بلاوجہ تاخیر مت کیجئے

اگر لڑکا یا لڑکی شادی کے قابل ہو جائیں اور والدین یا سرپرست کی طرف سے اُن کی شادی میں بلا وجہِ شرعی تاخیر برتی گئی جس کی وجہ سے وہ گُناہ میں پڑ گئے تو اُن

1 . . . بہارِ شریعت، حصہ ۲۰۷، ۵/۲

کے ساتھ ساتھ والدین یا سرپرست بھی گُناہگار ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر نکاح کی حاجت شدید ہے کہ بے نکاح کے مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ گُناہ میں مُبتلا ہونے کا ظَنِّ غالب ہے تو نکاح کرنا واجب ہے۔ بلکہ بے نکاح مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وُقوعِ حرام کا یقینِ کُلّی ہو تو نکاح فرضِ قطعی یعنی جبکہ اُس کے سِوا کثرتِ روزہ وغیرہ مُعالجات سے تسکین مُتَوقّع نہ ہو، (ایسی صورت میں) اگر خود نکاح نہ کریں گنہگار ہوں گے اور اگر اُن کے اَولیاء (یعنی والدین یا سرپرست) اپنے حدِّ مقدور تک کوشش میں پہلو تہی کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔[1] رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰی اَبِیْهِ اگر بچّہ بالغ ہو اور اُس کا نکاح نہ کیا پھر اگر وہ گُناہ میں پڑا تو اُس کا گُناہ اُس کے باپ پر (بھی) ہو گا۔[2]

خُدارا! ہوش کے ناخن لیجئے! جہاں اپنے بچّوں کی دُنیاوی بہتری کی فکر کرتے ہیں وہیں اُخروی بہتری کو بھی پیشِ نظر رکھتے ہوئے اُنہیں گُناہوں میں مُبتلا ہونے سے بچائیں اور شادی کے قابل ہوتے ہی اُن کی شادی کر دیں، لڑکے اور لڑکی کو بھی چاہئے کہ جب والدین اُن کی شادی کا ارادہ ظاہر کریں تو اپنے نَفْس پر اعتماد کرتے ہوئے انکار نہ کیا کریں بلکہ اپنی رِضامندی کا اظہار کر دیا کریں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو اپنے نَفْس پر اعتماد کرے اس نے بڑے کَذّاب (یعنی بہت

1... فتاویٰ رضویہ، ۱۲/۲۹۱ ملخصا

2... شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والاھلین، ۶/۴۰۱، حدیث: ۸۶۶۲

بڑے جُھوٹے) پر اعتماد کیا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مُفلسی کے خوف سے شادی ترک نہ کیجئے

بعض اوقات لڑکے کی طرف سے یا لڑکے والوں کی طرف سے شادی نہ کرنے یا تاخیر سے کرنے کی وجہ **"غربت اور مَعاشی حالت ہوتی ہے"** کہ ابھی ہمارا لڑکا کچھ بن جائے، اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے، خُوب دولت کمانے لگ جائے اور گھریلو اَخْراجات پورے کرنے کے قابل ہو جائے تو شادی کریں گے، شاید بعض لوگوں کے ذہن میں شادی کے معاملے میں اِس طرح کے خدشات بھی ہوتے ہیں کہ شادی کرنے سے بیوی بچّوں کے اَخْراجات کی ذِمّہ داری بھی عائد ہو جائے گی جس کی وجہ سے گھریلو اَخْراجات میں مزید تنگی آجائے گی اور یوں ہم غربت واِفلاس میں مُبتلا ہو جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ یاد رکھئے! اگر واقعی کسی شخص کو اپنے مالی حالات کے پیشِ نظر اس بات کا اندیشہ یا یقین ہو کہ وہ بیوی کا نان نفقہ یا دیگر واجبی حقوق ادا نہ کر سکے گا تو ایسے شخص کیلئے شادی سے رُکے رہنا ہی شرعاً ضروری ہے جب تک کہ نان نفقہ اور دیگر واجبی حقوق کی ادائیگی پر قادر نہ ہو جائے البتہ جس شخص کو نان نفقہ ودیگر واجبی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کا اندیشہ نہیں مگر پھر بھی شادی کی وجہ سے تنگ دَسْت ہو جانے کے وسوسے آتے ہیں تو اُس شخص کو حُصُولِ رزق کی کوششوں کے ساتھ ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات پر کامل تَوَکُّل

---

1 . . . ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۴۵۴

کرنا چاہئے اور یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ جو ذات مجھے اور ساری مخلوق کو رزق فراہم کرتی ہے وہی ذات میرے بیوی بچّوں کو بھی رزق عطا کرے گی کیونکہ مخلوق میں سے ہر ایک کا رزق اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِمّۂ کرم پر ہے لہٰذا یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ آنے والی اپنا رزق ساتھ لے کر آتی ہے، یونہی اَولاد جب دُنیا میں آتی ہے تو اپنا رزق ساتھ لاتی ہے بلکہ اَولاد کے متعلّق تو خُصُوصی طور پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رزق کا وعدہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِیَّاهُمْ ۚ (پ۸، الانعام: ۱۵۱)

ترجَمۂ کنزالایمان: ہم تمہیں اور اُنہیں سب کو رزق دیں گے۔

یونہی شادی کے ذریعے انسان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے غنی ہو جاتا ہے جیسا کہ فرمانِ خُداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىٕكُمْ ؕ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ (پ۱۸، النور: ۳۲)

ترجَمۂ کنزالعرفان: اور تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کر دو اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس آیتِ مُبارَکہ میں جو فرمایا گیا: ”اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُنہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا“ اِس کی ایک تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ اِس غناء سے مراد قناعت ہے اور ایک قول یہ ہے کہ غِناء سے، شوہر اور بیوی کے دو

رِزْقوں کا جمع ہو جانا مراد ہے۔[1]

شادی کے ذریعے تنگدستی کا خاتمہ کیجئے

معلوم ہوا کہ نکاح کے بعد اَخراجات بڑھنے کے باعث تنگدستی پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس کی برکت سے تو تنگدستی دُور ہو جاتی اور فراخ دستی حاصل ہوتی ہے بلکہ احادیثِ مُبارَکہ میں تو شادی کے ذریعے رزق تلاش کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے اور بیوی کے ذریعے رزق و مال میں برکت کی واضح طور پر بشارت بھی دی گئی ہے، شادی کی وجہ سے غنی ہونے کی قوی اُمید بھی دلائی گئی ہے اور شادی کئے بغیر غنی ہونے کی خواہش پر تعجُّب کا اظہار بھی کیا گیا ہے، مُفلسی میں مُبتلا ہونے کے خوف سے شادی نہ کرنے کی مذمّت بھی بیان کی گئی ہے اور تنگدستی کی شکایت کرنے والے کو شادی کی تجویز بھی پیش کی گئی ہے بلکہ ایک حدیثِ پاک میں تو ایسے مالدار مرد کو جس کی بیوی نہ ہو اور ایسی مالدار عورت کو جس کا شوہر نہ ہو "مسکین" فرمایا گیا ہے۔ ترغیب کیلئے چند احادیثِ مُبارَکہ پیشِ خدمت ہیں:

نکاح سے مال میں برکت کے متعلّق احادیث

❀ تم نکاح کے ذریعے رزق تلاش کرو۔[2] ❀ عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس (اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق اور) مال لائیں گی۔[3] ❀ حضرت ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو تمہیں نکاح کا حکم فرمایا، تم اُس کی

1 ... مدارک، پ۱۸، النور، تحت الآیۃ: ۳۲، ص ۷۷۹

2 ... مسند الفردوس، ۱/۸۸، حدیث: ۲۸۲

3 ... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب النکاح، باب فی التزویج من کان یامر... الخ، ۳/۲۷۱، حدیث: ۱۰

اِطاعت کرو اُس نے جو غنی کرنے کا وعدہ کیا ہے پورا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ اُنہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔[1] ❀ حضرت عمر بن خطّاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس شخص پر تعجُّب ہوتا ہے جو نکاح کے بغیر غنی ہونے کی کوشش کر رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُنہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔[2] ❀ مَنْ تَرَکَ التَّزْوِیْجَ مَخَافَۃَ الْعَیْلَۃِ فَلَیْسَ مِنَّا یعنی جس نے مُفلسی کے خوف سے شادی کو ترک کیا وہ ہم میں سے نہیں۔[3] ❀ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں حاضر ہو کر اپنی تنگدستی اور غربت کی شکایت کی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ شادی کر لو۔[4] ❀ ایک موقع پر ارشاد فرمایا: مسکین ہے مسکین ہے وہ شخص جس کی بیوی نہ ہو، عرض کی گئی: اگر وہ غنی و مالدار ہو تو (کیا اس صورت میں بھی وہ مسکین ہی ہے؟) ارشاد فرمایا: اگرچہ وہ مالی طور پر غنی ہو، پھر فرمایا: مسکین ہے مسکین ہے وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو، عرض کی گئی: اگرچہ وہ عورت غنی ہو کثیر مال و دولت والی ہو؟ ارشاد فرمایا: اگرچہ وہ مالدار ہو۔[5]

---

1 ... کنز العمال، کتاب النکاح، الترغیب فیہ، جزء: ۸، ۲/ ۲۰۲، حدیث: ۴۵۵۷۶

2 ... خازن، پ ۱۸، النور، تحت الآیۃ: ۳۲، ۳/ ۳۵۰

3 ... الافصاح عن احادیثِ النکاح، الحدیث الرابع بعد المائۃ، ۱/ ۱۴۹

4 ... الافصاح عن احادیث النکاح، الحدیث الحادی عشر، ۱/ ۴۱

5 ... شعب الایمان، باب تحریم الفروج، ۴/ ۳۸۲، حدیث: ۵۴۸۳

نکاح کے ذریعے غنی ہونے کی نَفسیاتی وجہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان احادیثِ مُبارَکہ سے معلوم ہوا کہ نکاح بہت سے دینی و دُنیوی معاملات کے علاوہ رزق کی کُشادگی کیلئے بھی مفید ہے، نکاح کی وجہ سے غنی ہونے کی ایک نَفسیاتی وجہ بھی ہے اور وہ یہ کہ اکیلا آدمی عموماً بے فکر ہوتا ہے لیکن جب شادی ہو جاتی ہے تو احساسِ ذِمّہ داری پیدا ہو جاتا ہے، آدمی تَن دہی سے کوشش کرتا ہے جس کے نتیجے میں اُس کیلئے رزق کے دروازے کُھل جاتے ہیں اور اِس بات کا مُشاہَدہ بھی ہے کہ جو لوگ شادی سے پہلے بے فکر اور بے روزگار ہوتے ہیں اور دوستوں کے ساتھ وقت ضائع کر رہے ہوتے ہیں وہ شادی کے بعد کام بھی شروع کر دیتے ہیں اور فضولیات سے بھی بچنا شروع کر دیتے ہیں۔

لاپروائی پر خود کو قصوروار سمجھئے

قرآن و حدیث کی روشنی میں شادی کی برکت سے تنگدستی ختم ہونا اور فراخ دَستی نصیب ہونا تو بالکل حق ہے۔ البتہ یہاں یہ بات بھی انتہائی قابلِ ذکر ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنی ہی بے پروائی کی وجہ سے شادی کے باوُجود مَعاشی پریشانی اور تنگدستی سے چھٹکارا نہ ملے تو اُسے چاہئے کہ وہ اپنے آپ ہی کو قُصُوروار ٹھہرائے۔ مثلاً جو لوگ شادی سے پہلے سُست اور کاہل ہوتے ہیں، کوئی کام کاج اور محنت مزدوری نہیں کرتے یا کرتے بھی ہیں تو اس میں مستقل مِزاجی اختیار کرنے کے بجائے غیر ذِمّہ داری کا ثبوت دیتے ہیں اور آئے دن کسی خاص مجبوری کے بغیر کام کاج کا ناغہ کرتے ہیں یا اپنی محنت کی کمائی کو عیش کوشی اور

فضول خرچی کی نذر کر دیتے ہیں اور اپنی اِنہی بے پروائیوں کی وجہ سے اپنے مَعاشی حالات مُتاثّر کر دیتے ہیں ایسے غیر ذِمّہ دار لوگ اگر شادی کر لیں اور شادی کے بعد بھی کام کاج کے معاملے میں اپنے اندر سنجیدگی پیدا نہ کریں اور اپنے رویّے میں مثبت تبدیلی لانے کے بجائے وہی سابقہ کوتاہیاں برقرار رکھیں اور پھر یہ سوچیں کہ ہم شادی تو کر چکے، آخر ہماری غربت و ناداری ختم کیوں نہیں ہو رہی، ہمارے مَعاشی حالات بہتر کیوں نہیں ہو رہے اور ہم پر نوٹوں کی بارش کیوں نہیں ہو رہی؟ تو یہ اُن کی سوچ کا قُصور ہے کہ وہ اس حقیقت سے نظریں چُرا رہے ہیں کہ **"خود کردہ را علاج نیست"** (یعنی اپنے کئے کا کوئی علاج نہیں) ایسے لوگوں کو چاہئے کہ حُصُولِ رزق کے معاملے میں اپنے ساتھ مخلص ہو جائیں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ مددِ الٰہی ضرور اُن کی دستگیری کرے گی اور شادی کی برکتیں بھی ضرور نصیب ہونگی، ورنہ یاد رکھیں! جو لوگ اپنے اندر احساسِ ذِمّہ داری پیدا نہیں کرتے وہ شادی شُدہ ہوں یا غیر شادی شُدہ اُنہیں نہ تو مَعاشی پریشانیوں سے خود کو باہر نکالنے میں کامیابی ملتی ہے اور نہ ہی گھریلو ماحول خُوشگوار بنانے میں سُرخروئی نصیب ہوتی ہے۔

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت شِکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے
دیکھیں ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت سچ ہے کہ بُرے کام کا اَنجام بُرا ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

منگنی کی حیثیت اور اس میں مروجہ خرابیاں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہاں تک نیّت کی اہمیّت، شادی کی نیّتیں، شادی

کی اہمیّت وضرورت، شادی سے محروم مُعاشَروں کی بدحالی، شادی کے دُنیوی واُخروی فوائد وفضائل، اَولاد کی شادی کے معاملے میں والدین کی ذِمّہ داری اور شادی نہ کرنے یا تاخیر سے کرنے والوں کیلئے مدنی پھولوں کو بیان کیا گیا ہے، اب شادی کے ایک اہم موضوع "منگنی" کے بارے میں کچھ مدنی پھول مُلاحَظہ کیجئے۔

ہمارے مُعاشَرے میں منگنی، شادی کے ابتدائی مراحل میں سے ایک مرحلہ اور "رَسْم" ہے۔ بدقسمتی سے فی زمانہ جس انداز میں اِس رَسْمِ منگنی کو ادا کیا جاتا ہے وہ انتہائی قابلِ افسوس ہے، بحیثیّتِ مسلمان اِس میں پائی جانے والی خرابیوں سے بچنے کیلئے اِس رَسْم کے بارے میں بُنیادی طور پر ہمیں تین چیزیں لازمی معلوم ہونی چاہئیں: منگنی کی حقیقت، منگنی کی شَرْعی حیثیّت اور منگنی کے مُروّجہ انداز میں پائی جانے والی قباحتیں۔

منگنی کی حقیقت وشَرْعی حیثیّت

منگنی کی حقیقت یہ ہے کہ یہ نکاح کا وعدہ ہے یعنی لڑکے اور لڑکی کے والدین ایک دوسرے سے اپنے بچّوں کی شادی کا جو مُعاہَدہ کرتے ہیں مثلاً لڑکے کے والدین کہتے ہیں کہ آج سے آپ کی بیٹی ہماری ہوئی یا لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ آج سے آپ کا بیٹا ہمارا ہوا وغیرہ تو یہ جو وعدۂ نکاح یا بات پکّی کرنا ہے یہی درحقیقت منگنی ہے اور اس حد تک شَرْعی طور پر اِس میں کوئی حرج نہیں اور یہ بالکل جائز ہے، جیسا کہ مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: منگنی دراصل نکاح کا وعدہ ہے اگر یہ نہ ہو جب بھی کوئی حرج نہیں۔[1] معلوم ہوا کہ منگنی صرف جائز ہے اگر رَسْمِ

1 . . . اسلامی زندگی، ص۳۹

منگنی کے بغیر ہی والدین اپنے بچّوں کی شادی کرنا چاہیں تو اس میں شَرْعی طور پر قطعاً کوئی حرج نہیں اور اگر شَرْعی تقاضوں کا پاس رکھتے ہوئے پہلے منگنی کریں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس منگنی میں تمام تر خِلافِ شرع کاموں اور فضول خرچوں سے بالکل گُریز کیا جائے۔

منگنی کے مُروّجہ انداز کی قباحتیں

بد قسمتی سے منگنی کا جو انداز ہمارے مُعاشَرے میں رائج ہے وہ اپنے دامن میں ایک دو نہیں بلکہ درجنوں خِلافِ غیرت و خِلافِ شریعت کاموں کو لئے ہوئے ہے۔ منگنی کی باقاعدہ تقریب رکھی جاتی ہے، جس میں لڑکا لڑکی اور اُن کے والدین اپنے عزیز و اَقارب، دوست اَحباب اور محلّہ داروں کو دعوت دیتے ہیں، منگنی والے دن جب یہ سب پنڈال (یعنی شامیانے یا شادی ہال وغیرہ) میں جمع ہوتے ہیں تو لڑکا **"نصف دُولھا بن کر"** اپنے قریبی دوستوں اور رشتے داروں کے ساتھ مَنْچ (Stage) پر آکر کرسی پر بیٹھتا ہے، اسی طرح لڑکی بھی مکمل سَج دَھج کے ساتھ **"نصف دُلہن بن کر"** اپنی سہیلیوں اور بہنوں کے ہمراہ مَنْچ (Stage) پر آکر اپنے منگیتر کے برابر میں بیٹھتی ہے اور پھر ایک طوفانِ بدتمیزی برپا ہو جاتا ہے، غیرت و حیا کو بالائے طاق رکھ کر بہت سے غیر شَرْعی کاموں کا اِرتکاب کیا جاتا ہے اور دُکھ کی بات یہ بھی ہے کہ علمِ دین کی کمی کے باعث بہت سے لوگوں کی ان کاموں کے غیر شَرْعی ہونے کی طرف یا تو توجّہ ہی نہیں ہوتی یا پھر وہ دانستہ بے پروائی کا مُظاہَرہ کرتے ہیں، اس موقع پر یا تو پردے کا کوئی اِہتمام ہی نہیں کیا جاتا یا پھر برائے نام اِہتمام ہوتا ہے، مُووی بنانے والا غیر مرد صرف مَردوں ہی کی نہیں عورتوں اور لڑکیوں

کی بھی مُووی بناتا ہے بلکہ نوجوان لڑکیاں انتہائی اِہتمام کے ساتھ وہاں موجود بہت سے غیر مَردوں کے سامنے ننگے سر، لبوں پر مسکراہٹ سجائے مختلف زاویوں سے مُووی بنواتی ہیں، نَفسانی خواہشات کو اُبھارنے اور بھڑکانے والے بے ہودہ اشعار پر مشتمل عشقیہ وفسقیہ گانے انتہائی بلند آواز میں چلائے جاتے ہیں اور اِس کے ذریعے غیر اِرادی طور پر ہی سہی مگر آس پاس کے گھروں میں موجود موسیقی کے شائقین کو موسیقی سننے کے گُناہ میں شریک کیا جاتا ہے اور موسیقی کے گُناہ سے بچنے والوں یونہی بڑے بوڑھوں، بیماروں اور ننھے بچّوں کا آرام و سُکون برباد کرکے ان کی ایذاء رسانی کا سامان کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ تقریب میں شریک بعض نوجوان لڑکے اور لڑکیاں موسیقی کی دُھن پر ناچتے بھی ہیں بلکہ اب تو دونوں خاندانوں کے نوجوان لڑکے لڑکیاں دو گروہوں کی صورت میں باقاعدہ ناچنے کا مقابلہ (Dance Competition) کرتے ہیں جس گروہ کی بے ہودگی پر زیادہ تالیاں اور سیٹیاں بجائی جائیں وہ فاتح قرار پاتا ہے، جو لوگ اپنے آپ کو سنجیدہ سمجھتے اور سُلجھا ہوا ظاہر کرتے ہیں وہ بھی موسیقی کی دُھن پر اپنے ہاتھ پاؤں یا انگلیاں ہلاتے، گردنیں مٹکاتے اور جسم تھرکاتے ہوئے نظر آتے ہیں، حتی کہ بوڑھے بھی اس طوفانِ بے حیائی و بدتمیزی میں برابر کے شریک ہوتے ہیں اور دانت نکال نکال کر ہنس رہے ہوتے ہیں۔ پھر ان خرافات کا آغاز ہوتا ہے جسے "رَسْم" کا نام دیا جاتا ہے خواتین و حضرات بلاامتیاز لڑکے اور لڑکی کو اپنے ہاتھ سے مِٹھائی کھلاتے ہیں اور اِس دوران بھی جو بے تکلّفی برتی جاتی ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، بالآخر اس رَسْم کا انتہائی بدترین موڑ آتا ہے اور وہ یہ کہ لڑکا اپنی منگیتر کا ہاتھ

تھام کر اس کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے سامنے اُسے سونے کی انگوٹھی پہناتا ہے یونہی لڑکی بھی سونے کی انگوٹھی جو کہ مرد کیلئے حرام ہے۔[1] منگیتر کو اپنے ہاتھ سے پہناتی ہے جسے بالکل معیوب نہیں سمجھا جاتا، حالانکہ وہ لڑکا اپنی منگیتر کیلئے منگنی سے پہلے بھی اور منگنی کے بعد بھی اجنبی اور غیر مَحرَم ہی ہوتا ہے لہٰذا ہاتھ پکڑ کر انگوٹھی پہنانا تو دُور کی بات اُسے چھونا بھی سراسر ناجائز ہے۔ چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے: تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی گھونپ دی جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کیلئے حلال نہیں۔[2] مفتیِ اعظم پاکستان، مفتی وقارُ الدّین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: نکاح سے پہلے لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کیلئے اجنبی اور غیر مَحرَم ہیں، دونوں کو ایک دوسرے کے جسم کو چھونا ناجائز ہے، لہٰذا لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو خود انگوٹھی نہیں پہنا سکتے۔[3] مگر ہمارے مُعاشَرے میں بڑی بیباکی کے ساتھ یہ ناجائز کام ہو رہا ہے اور نجانے لڑکی کے والدین اور بھائیوں کی غیرت کہاں چلی جاتی ہے کہ ایک پرائے اور بیگانے مرد کو اپنی بہن بیٹی کا ہاتھ تھامے دیکھ کر اُن کا چہرہ شرم وغصے سے سُرخ ہونے کے بجائے خُوشی و مَسَرَّت سے کِھل اُٹھتا ہے، صرف یہی نہیں بلکہ دونوں خاندانوں کے مرد و عورت اور لڑکے اور لڑکیاں تالیاں بجاتے ہیں، سیلفیاں لیتے ہیں اور ایک دوسرے کو نہ صرف آزادانہ تک رہے ہوتے ہیں بلکہ بے تکلّفی سے بات چیت اور ہنسی مذاق کر رہے ہوتے ہیں، پھر اس بے شرمی کا طوفان

1 . . . بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ۳/ ۴۲۶ ماخوذا

2 . . . معجم کبیر، ۲۰/ ۲۱۲، حدیث: ۴۸۷

3 . . . وقار الفتاویٰ، ۳/ ۱۳۴

یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ لی گئی سیلفیاں اور ویڈیوز واٹس ایپ (WhatsApp)، فیس بک (Facebook) اور ٹیوٹر وغیرہ کے ذریعے شیئر بھی کی جاتی ہیں اور گروپ میں شامل نجانے کتنے غیر مَحرَم اور اجنبی افراد انہیں دیکھتے ہیں۔ پھر مُووی، موسیقی اور بڑے پیمانے پر کثیر مہمانوں کی پُر تکلّف دعوت وغیرہ پر ہونے والے بھاری اور فضول اَخراجات اِن خرابیوں کے علاوہ ہیں، اِن اَخراجات کی وجہ سے لڑکے اور لڑکی کے والدین کی بسا اوقات جیبیں ایسی خالی ہوتی ہیں کہ وہ کچھ عرصے تک مالی طور پر بچّوں کی شادی کرنے کے قابل ہی نہیں رہتے۔ رَسمِ منگنی کے متعلّق یہ وہ تلخ حقیقتیں اور کڑوی سچائیاں ہیں جو کچھ نہ کچھ تبدیلی اور کمی بیشی کے ساتھ ہر جگہ پائی جارہی ہیں، ان حقائق کو بیان کرنے کا اصل مقصد معلومات میں اضافے کے بجائے ان کے غیر شَرعی ہونے کی طرف توجّہ دِلانا اور ان سے بچانا ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ خود بھی ان بُرائیوں اور فضول کاموں سے بچیں اور دوسروں کو بھی اَحسَن انداز میں بچانے کی کوشش کریں۔ زہے نصیب کہ مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اِس بارے میں جو مفید مشورے دیئے ہیں اُن کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ چنانچہ

منگنی کرنی ہو تو سادگی سے کیجئے

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بہتر تو یہ ہے کہ منگنی کی رَسم بالکل ختم کر دی جائے اِس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور سوائے نقصان کے اِس سے کوئی فائدہ نہیں غالباً ہم نے یہ رَسمیں ہندوؤں سے سیکھی ہیں عربی اور فارسی زبانوں میں اس کا کوئی نام بھی نہیں۔ اس کے جتنے نام ملتے ہیں سب ہندی زبان

کے ہیں۔ اور اگر اس کا کرنا ضروری ہی ہو تو اس طرح کرو کہ پہلے لڑکے والے کے یہاں اس کے قرابت دار جمع ہوں اور وہ ان کی خاطر تواضُع صرف چائے سے کرے جس کے ساتھ کوئی مٹھائی نہ ہو۔ پھر یہ لوگ لڑکی والوں کے یہاں جائیں تو وہ بھی ان کی تواضُع صرف چائے سے کرے۔ لڑکے والے اپنے ساتھ دُلہن کیلئے ایک سوتی دوپٹہ اور ایک سونے کی نتھ (نتھنی) لائیں جو پیش کر دیں۔ دُلہن والوں کی طرف سے لڑکے کو ایک سُوتی رومال ایک چاندی کی انگوٹھی، ایک نگینہ والی پیش کر دی جائے جس کا وزن سَوا چار ماشے سے زیادہ نہ ہو، لو یہ منگنی ہو گئی۔ اگر دوسرے شہر سے منگنی کرنیوالے آئے ہیں تو ان میں سات آدمی سے زیادہ نہ آئیں اور دُلہن والے مہمانی کے لحاظ سے ان کو کھانا کھلا دیں مگر اِس کھانے میں دوسرے محلّہ والوں کی عام دعوت کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر اِس کے بعد لڑکے والے جب بھی آئیں تو اُن پر مٹھائی اور کپڑوں کے جوڑوں وغیرہ کی کوئی پابندی نہ ہو۔ اگر اپنی خُوشی سے ایسے ہی بچّوں کیلئے تھوڑی سی مٹھائی لائیں تو اُس کو محلّہ میں تقسیم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دو محبت بڑھے گی۔[1] مگر اس ہدیہ کو ٹیکس نہ بنالو کہ وہ بے چارے اِس کے بغیر آہی نہ سکیں۔ تاریخ کا مُقرّر کرنا بھی اسی سادَگی سے ہونا ضروری ہے کہ اگر اسی شہر سے لوگ آرہے ہیں تو ان کی تواضُع صرف چائے سے ہو اور اگر دوسرے شہر سے آرہے ہیں تو پانچ آدمی سے زیادہ نہ ہوں۔ جن کی تواضُع کھانے سے کی جائے اور تاریخ مُقرّر کرنے والے

---

1 . . . شعب الایمان، باب فی مقاربۃ ومواداۃ اھل الدین، ۶/ ۴۷۹، حدیث: ۸۹۷۶

سَن رسیدہ بُزرگ لوگ ہوں۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

منگنی کے بعد لڑکے لڑکی کا میل جول کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل علمِ دین سے دوری اور دینی بے راہ روی کی بناء پر لوگ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ منگنی ہو جانے کے بعد لڑکے اور لڑکی کیلئے ایک دوسرے کو دیکھنے، ایک دوسرے سے بات چیت کرنے اور میل جول رکھنے کے معاملے میں شَرْعی رُکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے منگنی ہو جانے کے بعد بھی جب تک نکاح نہیں ہو جاتا وہ دونوں ایک دوسرے کیلئے بالکل اسی طرح اجنبی اور نامَحْرَم ہیں جیسے منگنی سے پہلے تھے لہٰذا نکاح ہونے کے بعد ہی اُن دونوں کیلئے ایک دوسرے سے بے حجابی و گفتگو وغیرہ جائز ہو گی، جب تک نکاح نہیں ہو جاتا یہ دونوں میاں بیوی نہیں اور نہ ہی ایک دوسرے کے والدین ان کیلئے سُسر و ساس ہیں۔ منگنی کے باوُجود اُنہیں آپس میں بھی پردہ کرنا ہو گا اور ایک دوسرے کے والدین سے بھی شَرْعی پردے کا لحاظ رکھنا ہو گا۔ بدقسمتی سے ہمارے مُعاشَرے میں منگنی کی آڑ میں پردے سے متعلِّق شَرْعی احکامات کو پہلے سے بڑھ کر نظر انداز کیا جاتا ہے ایک دوسرے کو نہ صرف آزادانہ دیکھتے ہیں بلکہ بات چیت، ہنسی مذاق اور ایک دوسرے کے ساتھ تنہا گھومنے پھرنے وغیرہ کے سلسلے زور و شور سے شروع ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ ناجائز و حرام اور جہنّم میں لے جانے والے کام ہیں۔

---

1 . . . اسلامی زندگی، ص ۴۰ بتغیر قلیل

بعض لوگ جو مُعاشَرے میں شریف سمجھے جاتے ہیں اور گھریلو یا خاندانی رکھ رکھاؤ کی وجہ سے منگنی کے بعد اپنے لڑکے یا لڑکی کا منگیتر کے ساتھ گھومنا پھرنا، ہنسی مذاق کرنا یا آزادانہ میل جول رکھنا پسند نہیں کرتے وہ اپنے طور پر ایک مُہَذَّب انداز اختیار کرتے ہیں مگر وہ انداز بھی سراسر غلط اور خِلافِ شرع ہے، ہوتا یہ ہے کہ لڑکے کے ماں باپ لڑکی کو تنہا یا اُس کی بہن کے ساتھ اپنے گھر لے جاتے ہیں، گھر پر دعوت وغیرہ کا اِہْتِمام ہوتا ہے اور پھر لڑکی کو واپس گھر چھوڑنے منگیتر ہی جاتا ہے، راستے میں کسی دُکان پر مَشْروبات یا آئسکریم وغیرہ کا اِہْتِمام ہوتا ہے۔ غارت ہو اِن فلموں ڈراموں کا کہ جن کی وجہ سے مسلمان اسلامی تہذیب سے دُور ہو کر فرنگی تہذیب کے دِلدادہ ہوئے جارہے ہیں کہ اگر لڑکی کی بہن ساتھ ہوتی بھی ہے تو وہ اِس دوران تھوڑی دیر کیلئے ڈرامائی انداز میں کار سے باہر نکل جاتی ہے تاکہ کسی طرح ان دونوں کو تنہائی میں کچھ وقت گُزارنے کا موقع مِل جائے۔ اس طرح کی تنہائی یقیناً بات چیت کے ذریعے باہمی اجنبیت دور کرنے اور ایک دوسرے سے بے تکلّف ہونے کیلئے اختیار کی جاتی ہے، یہ بھی شرعاً دُرست نہیں۔

غیر مَحْرَم کے ساتھ تنہائی کی مُمانعت

رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ ہرگز کسی ایسی غیر مَحْرَم عورت کے ساتھ خَلْوت اختیار نہ کرے جس کے ساتھ اُس کا مَحْرَم مرد نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں ان کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے۔[1]

1 ... مسند احمد، مسند جابر بن عبد اللہ، ۵/۱۰۱، حدیث: ۱۴۶۵۷

احتیاط میں بھی بے احتیاطی

بد قسمتی سے بعض دیگر بُرائیوں کی طرح اِس بُرائی کو بھی فی زمانہ بُرائی نہیں سمجھا جاتا یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنی بہن بیٹی کو گلی محلے کے کسی اجنبی کے ساتھ دیکھنا گوارا نہیں کرسکتے وہ اپنی سگی سنوری بہن بیٹی کو اپنے ہاتھوں اپنے ہونے والے داماد یا بہنوئی کے سپُرد کر دیتے ہیں بلکہ بسا اوقات دل کی تسلّی کیلئے اُس کی بہن کو بھی اُس کے ساتھ کر دیا جاتا ہے حالانکہ ایسی صورت میں تو وہ دونوں ہی ایک اجنبی کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے کے گُناہ کی مرتکب ہوں گی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: عورت کا عورت کے ساتھ ہونا زیادتِ عورت ہے نہ (کہ) حفاظت کی صورت، سونے پر سونا جتنا بڑھاتے جائیں مُحافِظ کی ضرورت ہو گی نہ کہ ایک توڑا (یعنی حصّہ) دوسرے کی نگہداشت کرے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خُدارا! ہوش کیجئے اور سنجیدگی کے ساتھ اِن بُرائیوں کے خاتمے کی کوشش کیجئے بالخصوص خاندان کے بڑے افراد جن کی بات مانی جاتی ہے اور مُعاشَرے کے وہ اہم افراد جن کے فیصلوں کو اہمیّت دی جاتی ہے، انہیں چاہئے کہ اِس قسم کی بُرائیوں کی روک تھام کریں، منگنی ہو جانے کے باوُجُود بھی لڑکے لڑکی کو ایک دوسرے سے بے تکلّف ہونے یا میل جول رکھنے سے روکیں اور اُنہیں ایک دوسرے سے پردہ کرنے کا پابند بنائیں۔

---

1 . . . فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۲۳۰

منگیتر سے میل جول کی مُعاشَرَتی خرابیاں

منگنی کے بعد منگیتر سے میل جول رکھنے کی بیان کردہ شَرعی خرابیوں کے علاوہ مُعاشَرَتی خرابیاں بھی ہیں۔ آیئے! چند خرابیاں مُلاحظہ کیجئے:

❀ ایک خرابی تو یہ ہے کہ اِس سے بچّوں کا ذہن خراب ہوتا ہے کیونکہ بچّے منگنی وشادی کے معاملات میں اپنے بڑے بہن بھائیوں یا قریبی رشتے داروں کا یہ بے باکانہ انداز اور اِس پر خاندان کے بڑوں کا نرم رَوَیّہ دیکھ کر اِسی کو صحیح سمجھتے ہیں اور آنے والے وقت کیلئے اپنے لئے بھی اِسی کا تصوُّر قائم کرلیتے ہیں۔ ❀ دوسری خرابی یہ ہے کہ اس میل جول کا جو حقیقی مقصد ہے کہ لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو سمجھ لیں وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا کیونکہ عام طور پر ایسی صورت میں وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے گُفتار و کردار میں انتہائی تکلّف برتتے، مَصْنوعی رکھ رکھاؤ کا مُظاہَرہ کرتے، اپنے آپ کو حقیقت سے زیادہ اچھا ظاہر کرتے اور منگیتر کے مِزاج پر پورا اُترنے کے لئے اپنے مزاج کو نظر انداز کرتے ہیں، نتیجتاً وہ دونوں ایک دوسرے کو جتنا سمجھ پاتے ہیں اُس کی حیثیّت سَراب کی سی ہوتی ہے جو دیکھنے میں کچھ اور حقیقت میں کچھ اَور ہوتا ہے، شادی کے بعد جب اِس تکلّف اور مَصْنوعی رکھ رکھاؤ کی دیوار گرتی ہے تو معاملات میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے۔ بالفرض ایسا نہ ہو تب بھی بہر حال نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو سمجھنے کیلئے میل جول رکھنے یا بات چیت کرنے کی شَرعاً اجازت نہیں۔ ❀ تیسری خرابی یہ ہے کہ یہ میل جول بسا اوقات منگنی ٹوٹنے کا سبب بنتا ہے کیونکہ اِس میل جول کی وجہ سے بے تکلّفی بڑھ جاتی ہے، ایک

دوسرے کا لحاظ کم ہو جاتا، باہمی بَحث و مُباحَثہ بڑھ جاتا ہے، اکثر اَن بَن ہو جاتی ہے اور نتیجہ منگنی ٹوٹنے کی صورت میں بر آمد ہوتا ہے اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں بلکہ آئے دن اس طرح کے واقعات ہمارے قُرب وجَوار میں پیش آتے رہتے ہیں۔

اب ذرا سوچئے کہ ہمارے مُعاشَرے میں منگنی ایک بار ٹوٹ جائے تو بالعموم دونوں کیلئے اور بالخصوص لڑکی کیلئے کس قدر مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اوّل تو خاندان اور جان پہچان والوں کی طرف سے رشتے نہیں آتے اور اگر کوئی رشتہ آ ہی جائے تو منگنی ٹوٹنے کا پتا چلنے پر دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہو جاتے ہیں جس کی بناء پر کھوج لگائی جاتی ہے کہ لڑکی کی منگنی آخر کس وجہ سے ٹوٹی تھی، اب اگر نیا رشتہ لانے والے، لڑکے والوں کے پاس جا کر پوچھیں کہ آپ نے اپنے لڑکے کی منگنی اُن کی لڑکی سے کیوں ختم کی تو ظاہر ہے کہ وہ لوگ ہر گز یہ نہیں کہیں گے کہ ہمارا لڑکا یا ہم اچھے نہیں تھے، وہ تو لڑکی اور اُس کے گھر والوں ہی کی بُرائی بیان کریں گے اور بالفرض واضح طور پر کسی قسم کی بُرائی بیان نہ کریں بلکہ ڈھکے چُھپے لفظوں میں صرف اتنا کہہ دیں کہ "ہم آپ کو کیا بتائیں، بس یوں سمجھیں کہ اللہ نے ہمیں بچالیا" تو شاید اتنا سُن کر بھی وہ لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ اُن کے ہاں رشتہ کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ یونہی اگر کوئی ان لوگوں کو یہ حقیقت بتادے کہ اس لڑکی کی تو منگنی ہو چکی تھی اور یہ تو اپنے منگیتر کے ساتھ بڑی بے تکلّف تھی، ہنسی مذاق کرتی تھی، گھومنے پھرنے جاتی تھی وغیرہ وغیرہ تو ایسی صورت میں بھی غالباً وہ لوگ لڑکی والوں سے رشتہ کرنا پسند نہ کریں۔ الغرض منگنی کے بعد لڑکے لڑکی

کے میل جول رکھنے کی صورت میں خُدانخواستہ منگنی ٹوٹ جائے تو اس کا خمیازہ زیادہ تر لڑکی اور اس کے گھر والوں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ بہر حال منگنی ٹوٹے یا برقرار رہے ہر صورت میں یہ میل جول شریعت کی خِلاف ورزی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ناراضی کا سبب تو ہے ہی لہٰذا اس سے بچنا ہی ضروری ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پسند کی شادی اور رشتے کے انتخاب سے متعلق مدنی پھول

بڑوں کے فیصلوں کو اپنی پسند پر فوقیت دیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل بد قسمتی سے تعلیم و مُلازمت اور دیگر بہت سے معاملات میں مرد و عورت کے مخلوط نظام، پردے کے فُقدان، بے شرمی و بے حیائی کے فَروغ نیز موبائل اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال وغیرہ کی وجہ سے دوسری بہت سی بُرائیوں کے علاوہ ایک اور بُرائی ہمارے مُعاشَرے میں بہت عام ہوتی جارہی ہے اور وہ ہے لڑکے اور لڑکی کا باہم دوستی کرنا اور ایک دوسرے کو رفیقۂ حیات (Life Partner) کے طور پر پسند کرنا۔ اِس کی وجہ سے بعض اوقات وہ دونوں اپنے والدین اور بُزرگوں کے فیصلوں کے مقابلے میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھئے! اسلام میں نکاح مرد و عورت کے درمیان قائم ہونے والا ایک مُقدّس رشتہ ہے، جس دین نے اس مُقدّس رشتے کو قائم کرنے میں عاقل بالغ مرد و عورت کو اختیار دیا ہے اسی نے والدین کے ادب و احترام، اُن

کے ساتھ مہربانی و حسنِ سُلوک اور جائز معاملات میں اُن کی فرمانبرداری کا درس بھی دیا ہے، لہٰذا شادی کے معاملے میں بھی اپنی پسند کو ترجیح دینے کے بجائے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور بُزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بڑوں کے فیصلوں کو فوقیت دینا اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھنا چاہئے۔ آیئے! اِس بارے میں حضورِ اکرم نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا طرزِ عمل مُلاحظہ کیجئے:

نکاح کا معاملہ بڑوں کے سپُرد فرمادیا

حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس جب حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا پیغامِ نکاح پہنچا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس رشتہ کو اپنے چچا اَبُو طالب اور خاندان کے دوسرے بڑے بوڑھوں کے سامنے پیش فرمایا۔ سارے خاندان والوں نے نہایت خُوشی کے ساتھ اِس رشتہ کو منظور کر لیا اور نکاح کی تاریخ مُقرّر ہوئی اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حضرتِ حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور اَبُو طالب وغیرہ اپنے چچاؤں اور خاندان کے دوسرے افراد اور شُرفائے بنی ہاشم و سردارانِ مُضَر کو اپنی بَرات میں لے کر حضرت بی بی خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور نکاح ہوا۔[1]

نکاح میں والدین کی رِضا

اسی طرزِ عمل کو ہمارے بُزرگوں نے اختیار فرمایا جیسا کہ حضرت سَیِّد احمد سُلطان سخی سَرْوَر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جو کہ بہت باکرامت اور حسنِ اَخلاق کے پیکر ولی تھے۔

1 ... سیرتِ مصطفےٰ، ص۹۳ بتغیر قلیل

حاکمِ شہر آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے حسنِ اَخلاق اور کرامات سے مُتأثّر ہو کر کہنے لگا "میری بیٹی کو اپنے نکاح میں قبول فرمالیجئے۔" آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں اپنے والدین کی اجازت کے بغیر یہ نکاح نہیں کروں گا۔ چنانچہ والدین کی رِضا سے آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا نکاح حاکمِ شہر کی صاحبزادی سے ہو گیا۔[1]

والدین کی رضا کے خلاف شادی کے نقصانات

لہٰذا لڑکے یا لڑکی کا اپنی مرضی سے والدین اور خاندان والوں سے چُھپ کر نکاح کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں بلکہ بعض صورتوں میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے سے نکاح مُنعَقِد ہی نہیں ہوتا[2] اور اگر کسی صورت میں نکاح شَرْعاً دُرُست ہو بھی جائے تو اس میں بہت سے نقصانات ہیں۔ آیئے اس کے چند نقصانات مُلاحَظہ کیجئے:

❀ پہلا یہ کہ شادی میں ماں باپ بہن بھائی اور رشتے داروں کے شریک ہونے کی صورت میں جو خوشی حاصل ہوتی ہے اُس سے محرومی۔

❀ دوسرا یہ کہ جس شادی میں والدین کی رِضا شامل نہیں ہوتی وہ شادیاں عموماً ناکام ہو جاتی ہیں۔

❀ تیسرا یہ کہ اپنوں سے تعلُّق ختم ہو جاتا ہے اور لڑکا لڑکی زندگی میں اکیلے ہو جاتے ہیں نہ والدین وغیرہ اُن سے مِلنا گوارا کرتے ہیں اور نہ وہ والدین وغیرہ سے مِلنا چاہتے ہیں اور

1... تذکرۂ اولیائے عرب وعجم، ص ۳۴۶ مفہوما

2... اس کی تفصیل جاننے کیلئے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب "پردے کے بارے میں سوال جواب" کے صفحہ 357 تا 384 کا مطالعہ کیجئے۔

چاہتے بھی ہیں تو جُرأت نہیں کر پاتے۔

❀ چوتھا یہ کہ اگر میاں بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑا ہو جائے تو اُن کے پاس اپنے بڑوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہوتا جو صُلح کروائے۔

❀ پانچواں یہ کہ میاں بیوی کو کسی ناخُوشگوار موقع پر ایک دوسرے سے اِس قسم کے طعنے سُننے کو ملتے ہیں کہ تم اپنے ماں باپ کے نہ ہوئے تو میرے کیا ہوگے وغیرہ۔

❀ چھٹا یہ کہ اُن کا یہ اِقدام اُن کے چھوٹے بہن بھائیوں کیلئے مصیبت بن جاتا ہے اور اُن کے رشتوں کی راہ میں رُکاوٹیں کھڑی کرتا ہے۔

❀ ساتواں اور سب سے بڑھ کر نقصان یہ ہے کہ والدین کی مرضی کے خِلاف شادی کرنا اُن کی اَذِیّت و ناراضی کا باعث بنتا ہے۔

اپنی خُوشی کے لئے والدین کو رُسوا نہ کیجئے

لہٰذا اگر کوئی ایسا کر چکا ہے تو اُسے چاہئے کہ فوراً کسی سُنّی صحیحُ العقیدہ مُستَنَد عالمِ دین یا مُفتی صاحب سے نکاح کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں شَرعی رہنمائی لے نیز کسی بھی طرح والدین کو راضی کرے اور اُنہیں منالے اور اگر خُدانخواستہ کوئی لڑکا لڑکی ایسا انتہائی قدم اُٹھانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اُنہیں بھی چاہئے کہ ایسا نہ کریں اور سنجیدگی سے اس بارے میں غور کریں کہ بچپن سے جوانی تک والدین نے ان کے ساتھ جن محبتوں، شفقتوں، ہمدردیوں اور قربانیوں کا سُلوک کیا، کیا اُن کا صلہ یہی ہے کہ اُن کے احسان و بھلائی کو فراموش کر دیا جائے، اَولاد کی خُوشی دیکھنے سے متعلّق اُن کی تمنّاؤں کا خون

کر دیا جائے، اُن کی عزّت کو اپنی خُوشی و پسند کی بھینٹ چڑھا دیا جائے، اُنہیں مُعاشَرے کے طعنوں کی زَد پر چھوڑ دیا جائے اور اُن کی دل آزاری کر کے بڑھاپے میں اُن کی اَشکباری کا سامان کیا جائے؟ حدیثِ پاک میں ہے: رِضَا اللّٰہِ فِیْ رِضَا الْوَالِدَیْنِ وَسَخَطُ اللّٰہِ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدَیْنِ یعنی والدین کی رِضا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا ہے اور ان کی ناراضی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی ہے۔[1]

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے گھر والوں کی مرضی کے خِلاف شادی کرنے والوں کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا اُن کا ایسا کرنا مناسب ہے؟ تو آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے جواب ارشاد فرمایا: ہر گز مناسِب نہیں بلکہ اگر لڑکی نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا ہو تو (بعض صورتوں میں) یہ نکاح ہی باطِل ٹھہرے گا! بِالفَرض نکاح مُنعَقِد ہو گیا تب بھی کورٹ میں جا کر شادی کرنے والوں سے ماں باپ کی سخت دل آزاری (اور خاص طور پر لڑکی کے والدین کی ذِلّت و رُسوائی) ہوتی ہے، اہلِ خاندان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا لگ جاتا اور دیگر بھائی بہنوں کی شادیوں میں رُکاوٹیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ نیز ایسا کرنے سے اکثر غیبتوں، تہمتوں، عیب دریوں، بدگمانیوں اور دل آزاریوں وغیرہ وغیرہ گُناہوں کا دروازہ کُھل جاتا ہے لہٰذا ہر گز ایسا قدم نہیں اُٹھانا چاہئے۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 . . . شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۶/۱۷۷، حدیث: ۷۸۳۰

2 . . . پردے کے بارے میں سوال جواب، ص۳۵۷ بتغیر قلیل

والدین بچّوں کی خُوشی کا خیال رکھیں

والدین کو بھی چاہئے کہ اَولاد کی پسند اور ناپسند کا خیال رکھیں اور جہاں وہ اپنی پسند سے شادی کرنا چاہتے ہیں اگر وہاں اُن کی شادی کرنے میں کوئی شَرْعی، خاندانی یا مُعاشَرَتی خرابی نہ ہو تو بلاوجہ اُنہیں اپنی مرضی کے مُطابق شادی کرنے پر مجبور نہ کریں بلکہ جہاں بچپن سے جوانی تک اُن کی ضروریات کا پورا پورا خیال رکھا، اُن کے مستقبل کو بہتر بنانے کی مختلف تدابیر اختیار کیں، اُنہیں ہر مشکل و پریشانی سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی وہیں شادی کے معاملے میں بھی اُن کی خُوشی کا خیال رکھیں اور اُن کی خُوشی کے برخِلاف اپنی مرضی اُن پر مُسَلَّط کرکے ہرگز ہرگز اُن کے لئے اِزْدِواجی زندگی کی ناہمواری و ناخُوش گواری کا باعث نہ بنیں، کیونکہ جب بچّے عشقِ مجازی کی آفت میں مُبتلا ہو جاتے ہیں تو ایسی صورت میں والدین کا اُن کے ساتھ زور زبردستی کرنا یا تو اُن کو باغی بننے اور انتہائی قدم اُٹھانے پر مجبور کر دیتا ہے یا پھر وہ اپنی مرضی سے چُھپ کر شادی کرنے کے بجائے مجبوراً اپنے والدین کی مرضی پر سمجھوتا کر لیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ لمحے بھر کا سمجھوتا عمر بھر کا پچھتاوا بن کر رہ جاتا ہے بلکہ بارہا خود والدین بھی اپنے کئے پر حسرت و ندامت میں مُبتلا ہوتے ہیں۔ لہٰذا والدین کو چاہئے کہ اگر اُنہیں اپنے بچّوں کی ترجیحات اور کسی کے ساتھ ان کی قلبی وابستگی کا اندازہ ہو جائے تو خُدارا انتہائی حکمتِ عملی سے کام لیں بلکہ ہو سکے تو شادی کے معاملے میں اپنی اَولاد کی رِضامندی ضرور معلوم کرلیں۔

بچّوں کی مرضی معلوم کرنی چاہئے

حضرت سَیِّدُنا ذَکوان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے سُنا کہ وہ فرمارہی تھیں: میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے پوچھا: جب گھر والے لڑکی کا نکاح کریں تو اُس سے اجازت لینی چاہئے یا نہیں؟ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ہاں، اجازت لینی چاہئے۔ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ! لڑکی کو شرم آئے گی! تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اُس کا خاموش ہوجانا اُس کی اجازت ہے۔[1] ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا: بیوہ کا نکاح اُس وقت تک نہ کیا جائے جب تک تک کہ اُس سے اجازت نہ لے لی جائے اور کنواری کا نکاح بھی اُس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ! کنواری کی اجازت کس طرح ہوگی؟ فرمایا: اُس کی خاموشی۔[2]

عورت کی خاموشی کب اجازت ہے

یادرہے کہ نکاح کی اجازت طلب کرنے پر کنواری کی خاموشی کو اِس صورت میں شرعاً رضا و اجازت قرار دیا گیا ہے جبکہ ولیِ اقرب یا اس کا وکیل یا قاصد اجازت طلب کرے۔ جیسا کہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ان مسائل کو بیان کرنے کے بعد کہ جن میں کنواری کی خاموشی رضا و اجازت قرار پاتی ہے، فرماتے ہیں: یہ احکام جو مذکور

1 . . . مسلم، کتاب النکاح، باب استئذان الثیب . . . الخ، ص ۵۶۷، حدیث: ۳۴۷۵

2 . . . مسلم، کتاب النکاح، باب استئذان الثیب . . . الخ، ص ۵۶۶، حدیث: ۳۴۷۳

ہوئے ولیِ اقرب کے ہیں، اگر ولیِ بعید یا اجنبی نے نکاح کی اجازت طلب کی تو خاموشی، اجازت نہیں قرار پائے گی بلکہ ایسی صورت میں کنواری عورت کیلئے صراحۃً اذن (یعنی اجازت) کے الفاظ کہنا یا کوئی ایسا فعل کرنا ضروری ہے جو قول کے حکم میں ہو۔ مثلاً خوشی سے ہنسنا، مہر یا نفقہ قبول کرنا یا طلب کرنا۔[1]

نکاح کی اجازت یا وکالتِ نکاح کی اجازت؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے یہاں لڑکی سے اجازت تو مانگی جاتی ہے مگر نکاح کے دن عین نکاح کے وقت، اور یہ اجازت بالکل رَسْمی قسم کی ہوتی ہے جس کا مقصد اس کی رِضا معلوم کرنا نہیں ہوتا بلکہ وکالتِ نکاح کی اجازت لینا ہوتا ہے ایسی صورت میں وہ دل سے راضی نہ ہونے کے باوُجُود بھی حالات کی نزاکت اور والدین کی عزّت کے پیشِ نظر اجازت دے دیتی ہے۔ والدین کو چاہئے کہ شادی کی بات پکّی کرنے سے پہلے ہی یا تو پیار محبت اور حکمتِ عملی سے اُسے اپنی رِضا پر حقیقی طور پر راضی کرلیں یا پھر اُس کی خُوشی پر راضی ہوجائیں جبکہ کوئی شرعی خرابی نہ ہو، غرض اِس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ شادی کے پُر مَسَرَّت موقع پر جہاں سب لوگ خُوش ہیں وہیں جن بچّوں کی شادی کی جارہی ہے وہ بھی حقیقی طور پر خُوش ہوں اور آئندہ بھی اپنی اِزْدِواجی زندگی خُوشگوار گُزار سکیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

1 . . . بہارِ شریعت، حصہ ۷، ۲/ ۵۰ ملخصاً۔ ولی کے بارے میں اہم معلومات کیلئے بہارِ شریعت جلد 2 سے ولی کا بیان پڑھنا نہایت مفید ہے۔

اپنے بچّوں کی شادی دینداروں میں کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بچّوں کو پُر سُکون اِزْدِواجی زندگی مُہیّا کرنے کیلئے جہاں اور بہت سی چیزوں کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے وہیں دین داروں میں رشتہ کرنے کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے بلکہ اسے مرکزی حیثیّت دینی چاہئے یعنی اگر لڑکی کا رشتہ کیا جائے تو بھی دیندار لڑکے سے اور اگر لڑکے کا رشتہ کیا جائے تو بھی دین دار لڑکی سے ہی کیا جائے۔ بدقسمتی سے آج کل لڑکی کی شادی کرنی ہو تو لڑکے کا اِنتخاب کرتے ہوئے دُنیاداری کا تو لحاظ رکھا جاتا ہے کہ لڑکا کتنا پڑھا ہوا ہے، کیا کرتا ہے، کتنا کماتا ہے وغیرہ وغیرہ مگر دینداری کی طرف کوئی توجّہ نہیں دی جاتی کہ آیا لڑکا صحیحُ العقیدہ، نیک، نمازی، پرہیز گار اور سنّتوں کا عادی بھی ہے یا نہیں، اس کی آمدنی حلال ہے یا حرام، بلکہ آج کل تو بہت سے لوگ اپنی بچیوں کی شادی کیلئے لڑکے کا اِنتخاب کرتے ہوئے صرف اور صرف مالداری ہی کو اہمیّت دیتے ہیں کیونکہ ایسے لوگ مالدار گھرانے اور اچھا کمانے والے لڑکے کو اپنی بچّی کے بہتر مستقبل کا ضامن سمجھتے ہیں، حالانکہ اسلامی نقطۂ نظر سے اِن چیزوں کے بجائے دینداری پیشِ نظر رکھنی چاہئے، لڑکا دین دار ہونا چاہئے، البتہ والدین اپنی بچّی کی شادی کیلئے نان نفقہ اور سُکنٰی وغیرہ حُقوقِ واجبہ کی ادائیگی پر قدرت رکھنے والے دیندار لڑکے کے اِنتخاب کو اوّلین ترجیح دیتے ہوئے ثانوی طور دیگر خُصُوصِیّات کا بھی خیال رکھیں تو کوئی حرج نہیں۔ یونہی لڑکے والوں کو چاہئے کہ لڑکی کا اِنتخاب کرنے میں اچھی صورت، اونچا خاندان اور پیسے والے لوگ دیکھنے کے بجائے اچھی سیرت اور دین داری کو مرکزی

حیثیّت دیں کیونکہ حدیثِ پاک میں لڑکے یا لڑکی کے اِنتخاب میں دین داری ہی کا لحاظ رکھنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ

دین دار اچھے اَخلاق والے لڑکے کا رشتہ قبول کرلیجئے

رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اِذَا خَطَبَ اِلَیْکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَہٗ وَخُلُقَہٗ فَزَوِّجُوْہُ اِلَّا تَفْعَلُوْا تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ یعنی جب تمہارے پاس ایسے لڑکے کا رشتہ آئے جس کی دین داری اور اَخلاق تمہیں پسند ہوں تو اُس سے (اپنی بیٹی کا) نکاح کرو، اگر ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنے اور لمبے چوڑے فساد برپا ہوجائیں گے۔ (1)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: لڑکی کے لیے دیندار، عادات واطوار کا دُرُست لڑکا مل جائے تو محض مال کی ہَوَس میں اور لکھ پتی کے انتظار میں جوان لڑکی کے نکاح میں دیر نہ کرو، اگر مالدار کے انتظار میں لڑکیوں کے نکاح نہ کیے گئے تو اِدھر تو لڑکیاں بہت کنواری بیٹھی رہیں گی اور اُدھر لڑکے بہت سے بے شادی رہیں گے جس سے بدکاری پھیلے گی اور لڑکی والوں کو ننگ وعار کا سامنا کرنا پڑے گا، نتیجہ یہ ہوگا کہ خاندان آپس میں لڑیں گے، قتل وغارت ہوں گے، جس کا آج کل ظُہور ہونے لگا ہے۔ (2)

1... ترمذی، کتاب النکاح، باب اذا جاء کم من ترضون... الخ، ۲/ ۳۴۴، حدیث: ۱۰۸۶

2... مرآۃ المناجیح، ۵/ ۸ ملتقطا

لڑکی میں بھی دین داری ہی کو ترجیح دیجئے

یونہی لڑکی میں بھی دین داری مدِّ نظر رکھنے کیلئے ارشاد فرمایا: عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے (یعنی نکاح میں ان کا لحاظ ہوتا ہے): (1) مال، (2) حَسَب نَسَب، (3) خُوبصورتی اور (4) دین، (پھر فرمایا) تم دین والی کو ترجیح دو۔[1]

جو لوگ عورت کا صرف حسن یا مالداری یا عزّت و منصب پیشِ نظر رکھتے ہیں وہ اس حدیثِ پاک پر غور کرلیں، سرکارِ دوعالم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو کسی عورت سے اُس کی عزّت کے سبب نکاح کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی ذِلّت میں زِیادَتی کرے گا اور جو کسی عورت سے اُس کے مال کی وجہ سے نکاح کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی محتاجی ہی بڑھائے گا اور جو کسی عورت کے حَسَب (یعنی خاندانی مرتبے) کی وجہ سے نکاح کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے کمینے پن میں زِیادَتی کرے گا۔[2]

آیئے! شادی کے معاملے میں دیندار عورت کے اِنتخاب کی برکت سے متعلّق ایک ایمان افروز واقعہ سُنتے ہیں۔

دیندار عورت سے شادی کی برکت

مشہور مُحدِّث اور کُوفے کے عظیم بُزرگ حضرت سَیِّدُنا سُفْیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم چار بھائی تھے، محمد، عمران، ابراہیم اور میں خود۔ محمد نے جب شادی کا ارادہ کیا تو حَسَب و نَسَب میں رغبت کے سبب اُس نے ایسی عورت سے شادی

1 ... بخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، ۳/۴۲۹، حدیث: ۵۰۹۰

2 ... معجم الاوسط، ۲/۱۸، حدیث: ۲۳۴۲

کی جو خاندان میں اُس سے بڑھ کر تھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُس کو ذِلّت میں مُبتلا کر دیا۔ عمران نے مال کی رغبت میں ایسی عورت کا اِنتخاب کیا جو اس سے زیادہ مالدار تھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُسے فقر و تنگدستی میں مُبتلا کر دیا۔ میں ان دونوں کے معاملے میں حیران و پریشان ہو کر رہ گیا۔ میرے پاس مَعْمَر بن راشِد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تشریف لائے تو میں نے اُن کے سامنے اپنے بھائیوں کا قِصّہ بیان کیا اور اُن سے اِس کے بارے میں مشورہ لیا تو انہوں نے مجھے حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن جَعْدَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور اُمُّ المومنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی یہ احادیث بیان کیں:

حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن جَعْدَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے رِوایت ہے کہ نبیِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: چار وُجوہات کی بنا پر عورت سے شادی کی جاتی ہے۔ دین، حَسَب نَسَب، مال اور خُوبصورتی لیکن تم دین والی عورت کو ترجیح دینا۔

حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ برکت نشان ہے: برکت کے اعتبار سے سب سے عظیم عورت وہ ہے جس (سے نکاح کرنے) میں بوجھ کم ہو۔

حضرت سَیِّدُنا سفیان بن عُیَینَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حدیث پر عمل کرنے کی غرض سے اپنے لیے دین اور بوجھ کی کمی کو اختیار کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دین کے ساتھ ساتھ میرے لیے عزّت و مال بھی جمع کر دیا۔[1]

---

1 . . . حلیۃ الاولیاء، سفیان بن عیینۃ، ۷/ ۲۴۰، رقم: ۱۰۷۸۰

دین داروں میں شادی کے فوائد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر میاں بیوی دونوں ہی دیندار ہوں گے تو روحانی سُکون حاصل ہونے کے بہت زیادہ اِمکانات ہیں کیونکہ وہ دونوں خوفِ خُدا کی وجہ سے ایک دوسرے کے حُقوق کا خاص خیال رکھیں گے، ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کریں گے، ایک دوسرے کے مقام و مرتبے کا پاس رکھیں گے، ایک دوسرے کو گالی گلوچ نہیں کریں گے، اپنی نظروں کی حفاظت کریں گے، غیروں کے بجائے اپنے رفیقِ حیات ہی کیلئے زینت اختیار کریں گے، ایک دوسرے ہی سے اپنی دلچسپی وابستہ رکھیں گے، دینی معاملات میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاوُن کریں گے، حلال کی کم آمدنی پر بھی ہنسی خُوشی گزر بسر کریں گے، میکے میں سُسرال کی بُرائی اور غیبت سے بچیں گے اور دینی نُقوش پر بچّوں کی بہترین تربیت کریں گے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مسجد میں نکاح کرنا مستحب ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نکاح کے آداب میں سے ہے کہ نکاح مسجد میں کیا جائے اور پھر مسجد چونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا گھر ہے اور نکاح ایک بھلا کام ہے، مسجد میں جو بھی بھلائی کا کام کیا جائے اُس میں خیر و برکت شامل ہو جاتی ہے، لہٰذا مسجد میں نکاح کرنا بہتر ہے۔ ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے عَلانیہ طور پر مسجد میں نکاح کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ

وَاجْعَلُوْهُ فِی الْمَسَاجِدِ یعنی نکاح علَی الْاِعْلان کیا کرو اور اسے مسجد میں مُنعَقِد کیا کرو۔[1]

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: فقہاء فرماتے ہیں کہ مُسْتَحَب یہ ہے کہ نکاح جمعہ کے دن بعد نمازِ جمعہ جامع مسجد میں تمام نمازیوں کے سامنے ہو تاکہ نکاح کا اعلان بھی ہو جائے اور ساتھ ہی جگہ اور وقت کی برکت بھی حاصل ہو جائے، نیز نکاح عبادت ہے اور عبادت کیلئے عبادت خانہ یعنی مسجد موزُوں (یعنی مناسب) ہے۔[2]

مسجد کے تقدُّس کا خیال رکھئے

یاد رکھیئے! مسجد میں نکاح کرنا مُسْتَحَب عمل ضرور ہے لیکن اس کیلئے مسجد میں بھاگنا دوڑنا، چیخ پُکار کرنا، ہنسی مذاق کرنا یا کسی بھی طرح مسجد کا تقدُّس پامال کرنا شَرْعاً دُرُست نہیں۔ صَدْرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد اَمجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مسجد میں عقدِ نکاح کرنا مُسْتَحَب ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ بوقتِ نکاح شور وغُل اور ایسی باتیں جو احترامِ مسجد کے خِلاف ہیں نہ ہونے پائیں، لہٰذا اگر معلوم ہو کہ مسجد کے آداب کا لحاظ نہ رہے گا تو مسجد میں نکاح نہ پڑھوائیں۔[3]

شادی کی مُروّجہ رَسُموں کی خرابیاں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دورِ حاضر میں بہت سے معاملات کی طرح شادی

1 . . . ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی اعلان النکاح، ۲/۳۴۶، حدیث: ۱۰۹۱

2 . . . مرآۃ المناجیح، ۵/۳۹

3 . . . بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ۳/۴۹۸

کے پُر مَسَرَّت موقع پر بھی کئی ایسی رُسُومات و خرافات رائج ہو چکی ہیں جو شریعت سے ٹکراتی اور غضبِ جبّار عَزَّوَجَلَّ کا سبب بنتی ہیں۔ لہٰذا مختلف مقامات پر رائج ایسی رُسُومات میں سے چند ایک مشہور رَسُموں کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جارہا ہے تاکہ مسلمان ان سے آگاہ ہو کر خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔ ان خِلافِ شرع رُسُومات و خرافات میں سے ایک "**ناچ رنگ**" کی محفل اور "**رَت جگا**" بھی ہے۔

ناچ رنگ، رَت جگا اور ڈانڈیا کھیلنے کی رَسْم

یوں تو شادی بیاہ کے تمام ہی مراحل میں خُوب زور و شور سے گانے باجے بجائے جاتے ہیں بلکہ شادی کے بعد بھی یہ سلسلہ کئی کئی دنوں تک رَواج کے طور پر جاری رہتا ہے مگر اس کے علاوہ خُصُوصی رَسْم کے طور پر بھی "**ناچ رنگ**" کی محفل کا اِہْتِمام کیا جاتا ہے جسے "**فنکشن**" کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ فنکشن بیک وقت کئی گُناہوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی "**رَت جگا**" اور "**ڈانڈیا**" بھی ڈھولکی اور گانے باجے جیسے خرافات سے بھرپور ہوتی ہیں جو کہ ناجائز و گناہ اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں ایسی رسموں سے بچنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

صَدْرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد اَمجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اکثر جاہلوں میں رَواج ہے کہ محلّہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا مزید براں (یعنی اس سے بڑھ کر گُناہ) عورت کی آواز نامَحْرَموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی عشق

وہجر و وِصال کے اَشعار یا گیت۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں چِلّا کر بات کرنا پسند نہیں کرتیں، گھر سے باہر آواز جانے کو معیوب جانتی ہیں ایسے موقعوں پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں گویا اُن کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں، کتنی ہی دُور تک آواز جائے کوئی حرج نہیں نیز ایسے گانے میں جوان جوان کنواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں، ان کا ایسے اَشعار پڑھنا یا سننا کس حد تک اُن کے دبے ہوئے جوش کو اُبھارے گا اور کیسے کیسے وَلْوَلے پیدا کریگا اور اَخلاق و عادات پر اِس کا کہاں تک اثر پڑے گا، یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو، ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو۔[1]

گانے باجے کی مذمّت پر 4 روایات

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مایہ ناز کتاب **"نیکی کی دعوت"** میں فرماتے ہیں: نیکی کی دعوت کا ثواب کمانے کی نیّت کے ساتھ مُوسیقی کی مذمّت پر وارِد کچھ مدنی پھول پیش کرتا ہوں، اِس سے سعادت مندوں کی سمجھ میں آجائے گا کہ ہر گز یہ روح کی غذا نہیں بلکہ اِس سے روحانیت تباہ ہوتی ہے:

(1) دو آوازوں پر دُنیا و آخرت میں لعنت ہے: (۱) نعمت کے وقت باجا (۲) مصیبت کے وقت چلّانا۔[2]

(2) حضرت علّامہ جلالُ الدّین سُیوطی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں: گانے

1 . . . بہارِ شریعت، حصہ ۷، ۲/ ۱۰۵

2 . . . الکامل لابن عدی، رقم ۱۶۳۲، محمد بن زیاد الطحان الیشکری، ۷/ ۲۹۹

باجے سے اپنے آپ کو بچاؤ کیوں کہ یہ شَہوت کو اُبھارتے اور غیرت کو برباد کرتے ہیں، یہ شراب کے قائم مقام ہیں اور ان میں نشے کی سی تاثیر ہے۔[1]

(3) جو گانے والی کے پاس بیٹھے، کان لگا کر دھیان سے سنے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اُسکے کانوں میں سیسہ اُنڈیلے گا۔[2]

(4) گانا اور لَہو دل میں اس طرح نِفاق اُگاتے ہیں جس طرح پانی سبزہ اُگاتا ہے۔ قسم ہے اُس ذاتِ مُقدَّسہ کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک قرآن اور ذِکرُ اللہ عَزَّوَجَلَّ ضرور دل میں اِس طرح ایمان اُگاتے ہیں جس طرح پانی سبز گھاس اُگاتا ہے۔[3]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خُوشی کی وجہ سے نافرمانی کرنے والوں کیلئے لمحۂ فکریہ

افسوس! فلمی گانوں کی دُھوموں اور موسیقی کی دُھنوں کے بغیر آج کل شاید ہی کہیں شادی ہوتی ہو۔ اگر کوئی سمجھائے تو بعض اوقات جواب ملتا ہے، واہ صاحب! اللہ نے پہلی بار خُوشی دکھائی اور "گانا باجا" نہ کریں۔ بس جی خُوشی کے وقت سب کچھ چلتا ہے! (مَعَاذَاللہ) مسلمانو! خُوشی کے وقت اللہ کا شکر ادا کیا جاتا ہے کہ خُوشیاں طویل ہوں، نافرمانی نہیں کی جاتی! اللہ نہ کرے کہ اِس نافرمانی کی نُحوست سے اکلوتی بیٹی دُلہن

1 ... درمنثور، پ ۲۱، لقمان، تحت الآیۃ: ۶، ۶/ ۵۰۲

2 ... ابن عساکر، رقم: ۶۰۲۴، محمد بن ابراھیم ابوبکر الصوری، ۵۱/ ۲۶۲، حدیث: ۱۰۸۸۳

3 ... مسند الفردوس، ۳/ ۱۱۵، حدیث: ۴۳۱۹

بننے کے آٹھویں دن رُوٹھ کر میکے آبیٹھے اور مزید آٹھ دن کے بعد تین طَلاق کا پرچہ آپہنچے اور ساری خُوشیاں دھول میں مِل جائیں یا دُھوم دَھام سے ناچ گانوں کی دَھماچَوکڑی میں بیاہی ہوئی دُلہن 9 ماہ کے بعد پہلی ہی زَچگی میں موت کے گھاٹ اُتر جائے یا خُدانخواستہ دُولھا شادی سے پہلے یا چند ہی روز کے بعد دُنیا سے چل بسے کیوں کہ موت کہہ کر نہیں آتی۔ ایک دردناک واقعہ پیش خدمت ہے۔

نیا دُولھا انتقال کر گیا

ایک شخص جس کا گھر قبرستان کے قریب تھا، اُس نے اپنے بیٹے کی شادی کے سلسلے میں رات ناچ رنگ کی محفِل قائم کی لوگ ناچ کُود اور دھماچَوکڑی میں مشغول تھے کہ قبرستان کا سنّاٹا چیرتی ہوئی دو عَرَبی اشعار پر مشتمل ایک گرجدار آواز گُونج اُٹھی، اُن اشعار کا ترجمہ کچھ یوں ہے: ”اے ناچ رنگ کی ناپائیدار لذّتوں میں منہمک ہونے والو! موت تمام کھیل کُود کو خَتْم کر دیتی ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہم نے دیکھے جو مَسَرّتوں اور لذّتوں میں غافِل تھے موت نے انہیں اپنے اہل و عیال سے جُدا کر دیا۔“ راوی کہتے ہیں: خُدا کی قسم! چند دنوں کے بعد دُولھا کا انتقال ہو گیا۔[1]

آہ! موت کی آندھی آئی اور ٹھٹھا مسخریوں، دھماچَوکڑیوں، سنگیت کی دُھنوں، چُٹکُلوں اور قہقہوں شادمانیوں اور مَسَرّتوں، مچلتے ارمانوں اور خُوشی کی تمام راحت سامانیوں کو اُڑا کر لے گئی۔ دُولھا میاں موت کے گھاٹ اتر گئے اور خُوشیوں بھرا گھر دیکھتے ہی

1 . . . موسوعۃ ابن ابی دنیا، کتاب الاعتبار . . . الخ، ۶/ ۳۱، حدیث: ۴۱

دیکھتے ماتم کَدہ بن گیا۔

تم خُوشی کے پھول لوگے کب تلک تم یہاں زندہ رہوگے کب تلک

اس حکایت کو سن کر شادیوں میں بے ہودہ فنکشن برپا کرنے والوں اور ان میں شریک ہو کر گانے باجے کی دُھنوں پر ہنس ہنس کر خُوشی کے نعرے بلند کرنے والوں کی آنکھیں کُھل جانی چاہئیں۔ یاد رکھئے! حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے منقول ہے: جو ہنس ہنس کر گُناہ کریگا وہ روتا ہوا جہنّم میں داخل ہو گا۔[1]

کھڑے ہو کر کھانے کا رَواج

شادی بیاہ میں ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر کھانے اور بوفے سِسٹم کا رَواج بھی ہے اگرچہ گزشتہ کچھ سالوں کی بہ نسبت شادی میں کھڑے ہو کر کھانے میں کافی حد تک کمی آچکی ہے مگر چونکہ بوفے سِسٹم کا رَواج عام ہے اس لئے اب بھی بعض لوگ بوفے کے کنارے کھڑے ہو کر کھاتے دکھائی دیتے ہیں، حالانکہ کھڑے ہو کر کھانا پینا خلافِ سنت ہے، حدیثِ پاک میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اِس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہو کر پانی پیئے۔ حضرت سَیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں: ہم نے پوچھا: کہ کھڑے ہو کر کھانے کا کیا حکم ہے؟ تو حضرت سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: یہ کھڑے ہو کر پینے سے بھی زیادہ بُرا ہے۔[2] لہٰذا شادی بیاہ کے علاوہ عام

1 ... مکاشفۃ القلوب، الباب السادس والثمانون فی الضحک ... الخ، ص ۲۷۵

2 ... مسلم، کتاب الاشربۃ، باب کراھیۃ الشرب قائما، ص ۸۶۲، حدیث: ۵۲۷۵

حالات میں بھی کھڑے ہو کر کھانے پینے سے گُریز کرنا چاہئے۔

بوفے سِسٹم کی خرابیاں

جہاں تک بوفے سِسٹم کا تعلُّق ہے تو اس کا رَواج بھی شادیوں سے ختم ہونا چاہئے کیونکہ یہ شَرْعی اور اَخلاقی خرابیوں کا سبب بنتا ہے۔ مثلاً ❀ بوفے سِسٹم کی ایک خرابی بد تہذیبی ہے یعنی جن شادیوں میں بوفے سِسٹم ہوتا ہے اُن میں کھانا شروع ہوتے ہی لوگ معیوب اور بے ڈھنگے انداز میں کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں، عُموماً مُہذّب نظر آنے والے بھی جن غیر مُہذَّب حرکتوں کا مُظاہَرہ کرتے ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ ❀ دوسری خرابی حق تلفی ہے، لوگ کھانا حاصل کرنے کے لئے حد سے بڑھی ہوئی بے صبری کی وجہ سے بوفے پر پہلے سے کھڑے ہوئے لوگوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور کمالِ ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے اُن سے پہلے ہی سامنے والے کے ہاتھ سے چمچا جَھپَٹ کر خود کھانا نکال لیتے ہیں اور یوں حق تلفی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ❀ تیسری خرابی ایذائے مُسلِم ہے کہ بعض اوقات لوگ بے صبری، چھینا جھپٹی اور جلد بازی کی وجہ سے دوسروں کے نئے نویلے یا صاف سُتھرے کپڑے داغدار کر بیٹھتے ہیں، کبھی کبھار تو سالن سے بھری پلیٹ ہی کسی کے کپڑوں پر گر جاتی ہے جس سے نہ صرف اُسے دوسرے مہمانوں کے سامنے سخت شرمندگی ہوتی ہے بلکہ اُس کی دل آزاری بھی ہوتی ہے۔ ❀ چوتھی خرابی کھانے کا ضائع ہونا ہے، کیونکہ کھانے کی حرص کی وجہ سے یا بار بار اُٹھنے کی زحمت سے بچنے کیلئے لوگ ضرورت سے زیادہ کھانا اپنی پلیٹ میں نکال لیتے ہیں بلکہ بیک

وقت مختلف چیزوں کی ایک ایک پلیٹ بھر کر اپنے سامنے رکھ لیتے ہیں مگر تھوڑا تھوڑا کھا کر بقیہ کھانا پلیٹوں میں بچا کر چھوڑ دیتے ہیں جس کی وجہ سے مجموعی طور پر اچھا خاصا کھانا ضائع ہو جاتا ہے۔

خُدارا ہوش کیجئے! رزق کی قدر کیجئے!! رزق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بہت بڑی نعمت ہے، اسے ضائع ہونے سے بچایئے، جو کھانا ہماری نادانی کی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے اُس سے کسی بُھوکے کا پیٹ بھر سکتا ہے بلکہ بُھوک سے مرنے والے کی جان بھی بچ سکتی ہے۔ لہٰذا کہیں بھی کھانا کھائیں تو اُسے ضائع نہ ہونے دیں بلکہ جتنی ضرورت ہو اتنا ہی کھانا پلیٹ میں نکالیں۔ شادی وغیرہ کے موقع پر خاص طور پر میزبان کو چاہئے کہ کھانا کھلانے کا ایسا بندوبست کرے کہ بیان کردہ دیگر خرابیوں سے بھی بچا جاسکے اور کھانا بھی ضائع نہ ہو، برتنوں کا جُوٹھا کھانا بھی پھینکنے کے بجائے کسی ضرورت مند کو دے دیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آتش بازی کا رَواج

شادی بیاہ کی رُسُومات میں سے ایک بہت ہی بری اور خطرناک رَسْم "آتش بازی" ہے۔ جس طریقے سے آج کل آتش بازی رائج ہے اس میں کئی طرح کی بُرائیاں اور قباحتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں مال کا ضِیاع اور اِسْراف ہوتا ہے جو کہ ناجائز و حرام ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فتاویٰ رضویہ میں آتش بازی کے متعلّق پوچھے گئے

سوال کے جواب میں اِرْشاد فرماتے ہیں: آتشبازی جس طرح شادیوں اور شبِ براءت میں رائج ہے، بے شک حرام اور پورا جُرم ہے کہ اس میں تضیِیعِ مال (یعنی مال کو ضائع کرنا) ہے۔ قرآنِ مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا:

وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ (پ:۱۵، بنی اسرائیل:۲۶-۲۷)

ترجَمۂ کنز العرفان: اور فضول خرچی نہ کرو بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے ربّ کا بڑا ناشکرا ہے۔

شیخِ مُحَقِّق مولانا عبدُ الحق مُحَدِّث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بُری بِدعات میں سے یہ اعمال ہیں جو ہندوستان کے زیادہ تر شہروں میں مُتعارَف اور رائج ہیں جیسے آگ کے ساتھ کھیلنا اور تماشا کرنے کیلئے جمع ہونا اور گندھک جلانا (آتش بازی کرنا) وغیرہ۔[1]

دوسری قباحت آتش بازی میں یہ ہے کہ اس کے ساتھ عام طور پر فائرنگ بھی کی جاتی ہے جو کہ قانونی طور پر بھی منع ہے اور اس کی وجہ سے بعض اوقات لوگوں کو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ یاد رکھئے! کسی مسلمان کے جان و مال یا عزّت کو نقصان پہنچانا حرام و گُناہ ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ یعنی ہر مسلمان کا خون، مال اور عزّت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔[2]

تیسری خرابی آتش بازی میں یہ ہے کہ اس سے عام مسلمانوں بالخصوص آس پاس

1... فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۲۷۹ تا ۲۸۰ ملتقطا

2... مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم ظلم المسلم... الخ، ص ۱۰۶۴، حدیث: ۲۵۴۱

کے گھروں میں موجود بچّوں، بوڑھوں، بیماروں اور کمزور دل مَردوں اور عورتوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے اور مسلمانوں کو ایذاء پہنچانا حرام ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: مَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یعنی جس نے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچائی یقیناً اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی، بے شک اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو تکلیف پہنچائی۔ (1)

مائیوں، اُبٹن اور مہندی کی رَسْم

شادی کی رَسُموں میں سے ایک رَسْم مائیوں بٹھانا بھی ہے کہ جس میں دُولھا دُلہن کو زرد کپڑے پہنا کر اپنے اپنے گھروں میں بٹھادیا جاتا ہے، خاص کر لڑکی کو ایسی جگہ بٹھایا جاتا ہے جہاں اس کی سہیلیوں کے علاوہ کوئی اور نہیں جاتا۔ یونہی اُبٹن کے نام سے بھی ایک رَسْم کی جاتی ہے جس میں دُولھا اور دُلہن کے جسم کو نکھارنے اور نرم و ملائم کرنے کیلئے اُبٹن لگایا جاتا ہے۔ اس حد تک تو ان دونوں رَسُموں میں خِلافِ شرع کوئی بات نہیں لہٰذا مائیوں بٹھانے اور اُبٹن لگانے میں شَرْعاً کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ صَدْرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ مفتی محمد اَمجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: دُولھا، دولہن کو بُٹنا (اُبٹن) لگانا، مائیوں بٹھانا، جائز ہے ان میں کوئی حرج نہیں۔ (2) یونہی مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: شادی سے پہلے دُولھا، دولھن کو جو اُبٹن مَلا جاتا ہے جس میں خُوشبو اور صفائی والی چیزیں ہوتی ہیں یہ بِلا کراہت جائز ہے کہ

1 ... معجم صغیر، جزء: ۱، ۱/ ۱۶۹، حدیث: ۴۶۹

2 ... بہارِ شریعت، حصہ ۷، ۲/ ۱۰۵

یہ صابون کی طرح جسم کی صفائی، نرمی کیلئے ہے۔[1]

فی زمانہ رائج مائیوں اور اُبٹن کی حیثیّت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل رَسْمِ مائیوں اور اُبٹن کی صورت بھی انتہائی بگڑ چکی ہے، اس میں بھی غیر مَحْرَم مرد و عورت اکٹھے ہوتے ہیں، دُولھا کو اس کے خاندان کی نامَحْرَم عورتیں بلکہ نوجوان لڑکیاں بھی اُبٹن اور مہندی لگاتی ہیں حالانکہ مرد کیلئے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا تو ویسے ہی حرام ہے خواہ اُسے نامَحْرَم لڑکیاں نہ بھی لگائیں جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے: مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں مہندی لگانی (بھی) حرام ہے۔[2] غور کیجئے! مرد کیلئے صرف مہندی لگانے کو بھی ناجائز و حرام قرار دیا گیا ہے۔ اگر یہی مہندی نامَحْرَم لڑکیاں لگائیں تو کیا گُناہ پر گُناہ نہیں؟ جس پر طُرّہ یہ کہ وہ لڑکیاں اُبٹن اور مہندی لگاتے ہوئے ہنسی مذاق کرتی ہیں اور عشقیہ و فسقیہ اشعار یا تو خود گنگناتی ہیں یا پھر اس قسم کے سنگیت کی دُھنوں میں یہ رَسْم ادا کرتی ہیں، کہیں کہیں دُلہن کی بہنیں دُولھا کو اُبٹن لگاتی ہیں، اب تو اس میں مزید جِدّت آگئی ہے کہ مائیوں کی رَسْم کیلئے دُولھا اور دُلہن ایک ہی جگہ اکٹھے ہوتے ہیں بلکہ جن لوگوں کی دولت سر چڑھ کر بولتی ہے وہ یہ رَسْم **"شادی ہال"** میں کرتے ہیں جہاں دُولھا دُلہن کو منچ (Stage) پر بٹھایا جاتا ہے اور دونوں خاندانوں کے مرد اور عورتیں جن میں بہت سے ایک دوسرے کیلئے نامَحْرَم ہوتے ہیں، اپنے ہاتھ سے دُولھا اور دُلہن کو مٹھائی کھلاتے اور ساتھ بیٹھ کر مُووی

1 . . . مرآۃ المناجیح، ۵/ ۷۲

2 . . . فتاویٰ رضویہ، ۲۴/ ۵۴۲

بھی بنواتے ہیں۔ لہٰذا اس طرح کی مائیوں اور اُبٹن سراسر ناجائز ہے اور اس سے بچنا لازم ہے۔ انہی خرافات کی وجہ سے مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ شادی بیاہ کی غیر شَرْعی رُسُومات کی ضمن میں فرماتے ہیں کہ ان تمام رَسُموں میں بدتر رَسْم مائیوں، اُبٹن کی رسمیں ہیں جس میں اپنی پرائی عورتیں جمع ہو کر دُولھا کے اُبٹن، مہندی لگاتی ہیں، آپس میں ہنسی مذاق، دل لگی، دُولھا سے مذاق وغیرہ بہت بے عزّتی کی باتیں ہوتی ہیں۔[1]

جُوتا چُھپائی کی رَسْم

ایک رَسْم **"جُوتا چُھپائی"** بھی بڑے ذوق وشوق سے پوری کی جاتی ہے۔ اس رَسْم میں دُلہن والوں کی طرف سے جوان لڑکیاں دولہے کے جوتے چُھپادیتی ہیں اور پھر دُولھا اُن سے جوتے مانگتا ہے تو وہ دولہے کے ساتھ ہنسی مذاق اور بے تکلّفی کا مُظاہرہ کرنے کے علاوہ مُنہ مانگی رقم کا مُطالَبہ بھی کرتی ہیں جسے پورا کئے بغیر جُوتا واپس نہیں ملتا۔

سُرمہ لگائی کی رَسْم

شادی کے موقع پر "سُرمہ لگائی" کے نام سے بھی ایک رَسْم کی جاتی ہے۔ سُرمہ لگانا تو نہ صرف جائز ہے بلکہ ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نہایت ہی پیاری پیاری سنّت ہے۔ لیکن افسوس! فی زمانہ اس کو شادی بیاہ میں گُناہ کا ذریعہ بنالیا گیا ہے وہ اس طرح کہ جب دُولھا نہادھو کر تیار ہو جاتا ہے اور بارات روانہ

1 . . . اسلامی زندگی، ص۳۵

ہونے والی ہوتی ہے تو اس وقت دولہے کی بھابھی اس کی آنکھوں میں اپنے ہاتھوں سے سُرمہ لگاتی ہے، حالانکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے نامَحْرَم ہیں، عورت کا اس طرح نامَحْرَم کو چھونا جائز نہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اجنبی جوان عورت کو جوان مرد کے ہاتھ پاؤں چھونا جائز نہیں اگرچہ (وہ مرد اس عورت کا) پیر ہو۔[1]

چاول پھینکنے کی رَسْم

اسی طرح ایک غیر شَرْعی رَسْم رُخصتی کے وقت دُلہن کا اپنے پاؤں سے چاول پھینکنا بھی ہے۔ اس رَسْم میں رزق کی بے حرمتی ہے اور یہ رَسْم غیر مسلموں سے مسلمانوں میں منتقل ہوئی ہے۔ لہٰذا اس رَسْم سے بچنا بھی ضروری ہے۔

دُودھ پلائی کی رَسْم

یونہی رُخصتی کے موقع پر دُولھا اور دُلہن کو دُودھ پلایا جاتا ہے اور اِس کو دُودھ پلائی کی رَسْم سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یاد رکھئے! دُودھ پینے پلانے میں کوئی حرج نہیں کہ یہ حلال اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظیم نعمت ہے، لیکن شادی کے موقع پر اس کے پلانے کا جو طریقہ کار ہے وہ انتہائی شرمناک اور بے ہودہ ہے کیونکہ اِس موقع پر دولہے کو نامَحْرَم خواتین کے مجمع میں بلایا جاتا ہے۔ عموماً اِس موقع پر اُس کے دوست بھی اُس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پھر کوئی نامَحْرَم نوجوان لڑکی اپنی ہمجولیوں کے جُھرمَٹ میں آکر دولہے کو

1... فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۲۴۵

دُودھ کا گلاس پیش کرتی ہے اور پھر ہلّہ گُلّہ ہوتا ہے اور دُولھا اور اس کے دوست نامَحرَم لڑکیوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہیں، پھر دولہے سے دُودھ پلائی (یعنی رقم) کا مُطالَبہ کیا جاتا ہے ایسے موقع پر بے پردگی کے علاوہ بھی بہت سی بیہودگیاں ہوتی ہیں۔ اور بعض خاندانوں میں دُودھ پلائی کی رَسْم ادا کرنے والی عورتیں اس وقت تک بارات کو رُخصت نہیں ہونے دیتیں جب تک دُولھا اُن کو پیسے نہ دے۔

رَسْموں میں پیسوں کا لین دین کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! جُوتا چُھپائی، سُرمہ لگائی، دُودھ پلائی اور کار رُکوائی وغیرہ رَسْموں میں ہنسی مذاق اور تفریح کے نام پر جہاں ایک دوسرے کی دل آزاری کی جاتی ہے، ایک دوسرے کی عزّت نیلام کی جاتی ہے، مُروّت کو بالائے طاق رکھا جاتا ہے، نئے رشتوں کی بُنیاد کھوکھلی کی جاتی ہے اور اسلامی تعلیمات کے خِلاف بہت سے نامناسب بلکہ ناجائز و حرام کام کئے جاتے ہیں وہیں اُن رسموں میں سے جس جس رَسْم میں پیسوں کا لین دین ہوتا ہے خواہ باقاعدہ مُطالَبہ کرکے پیسے لئے جائیں یا مُروّتاً دیئے جائیں، پیسوں کا یہ لین دین بعض صورتوں میں رشوت کے حکم میں ہے لہٰذا اس قسم کی لین دین میں انتہائی احتیاط کی حاجت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم جانے انجانے میں رشوت جیسے حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام کے مرتکب ٹھہریں۔ آیئے رُسومات میں پیسوں کے لین دین کے بارے میں دارُالافتاء اہلسنت کا ایک اہم فتوی ملاحظہ کیجئے:

پیسوں کے لین دین کے متعلّق اہم فتوی

بسمِ اللہ الرَّحمنِ الرَّحِیم

786

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ مدینہ وعلی آلک واصحٰبک یاحبیب اللہ

92

دار الافتاء اہلسنت

مکتبۃ المدینہ،گنج بخش مارکیٹ،مرکز الاولیاء داتا دربار لاہور،پاکستان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ شادیوں میں طرح طرح کے لاگ لئے جاتے ہیں مثلاً جب بارات جاتی ہے تو بیٹھنے سے پہلے پیسے لیتے ہیں، دولھے کو دودھ پلا کر یا سرمہ ڈال کر یا دولھے کا جوتا چھپا کر پیسے لیتے ہیں۔ کیا ان سب صورتوں میں پیسے لینا جائز ہے یا نہیں؟

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مذکورہ تمام رسموں میں جو پیسے لئے جاتے ہیں ان کی دو صورتیں ہیں:

(1) اگر پیسے دینے والا دل سے راضی نہ ہو بلکہ مجبوراً دے رہا ہو یا اس کو معلوم ہے کہ نہ دینے کی صورت میں لوگوں کی طرف سے طعنہ زنی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا تو اس سے بچنے کے لئے وہ دیتا ہے تو ان صورتوں میں پیسے لینا جائز نہیں لیکن دینے والے کے لئے اپنی عزت بچانے کی خاطر دینا جائز ہے۔

(2) اور اگر دینے والا اپنی دلی رضامندی و خوشی سے دے تو اس صورت میں لینا

جائز ہے لیکن اس میں اچھی طرح غور کر لینا چاہیے کیونکہ اکثر آدمی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ دوسرا شخص خوشی سے دے رہا ہے حالانکہ وہ دل سے راضی نہیں ہوتا اور اس طرح مسلمان کا مال اسکی رضامندی کے بغیر باطل طریقے سے کھانا لازم آتا ہے جو کہ حرام ہے۔

اور پھر ان رُسوم میں ایک بہت بڑی خرابی ان میں ہونے والی بے پردگی بھی ہے کہ عموماً سرمہ ڈالنے، دودھ پلائی یا جوتا چھپائی وغیرہ رسموں میں اجنبی و غیر محرم مرد و خواتین کا اختلاط ہوتا ہے اور ہر ایک بخوبی جانتا ہے کہ ایسے مواقع پر عورتوں کے نصف بازو، ننگے سر، کھلے بال، کپڑے باریک و تنگ وغیرہ انتہائی بے پردگی پر مشتمل ہوتے ہیں جو کہ قرآن و حدیث کی رو سے حرام ہیں۔

واللہ اعلم ورسولہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

کتبـــــــ

ٹھاک ٹھنی ہے۔ بات بات پر **"روٹھ مَن"** کا سلسلہ ہے۔ ایک دوسرے پر جادو ٹونے کروانے کے اِلزامات ہیں، یہ سب کہیں شادیوں میں غیر شَرْعی حرکات کا نتیجہ تو نہیں؟ کیوں کہ آج کل جس کے یہاں شادی کا سلسلہ ہوتا ہے وہاں اتنے گُناہ کئے جاتے ہیں کہ اُن کا شُمار نہیں ہو سکتا۔ ہاتھ جوڑ کر میری مدنی التجاء ہے کہ گھر کے جملہ افراد دو رکعت نمازِ توبہ ادا کریں اور گڑگڑا کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کریں اور آئندہ گُناہوں سے بچنے کا عہد کریں۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شادی اور اسلامی تعلیمات

اسلامی تعلیمات کے مطابق شادی کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نکاح نہ صرف سنّت ہے بلکہ انسان کے فطری تقاضوں کی تکمیل کیلئے اسلام کی عطا کردہ عظیم نعمت بھی ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ نکاح کا اسلامی انداز اختیار کریں اور شادی بیاہ کے تمام تر معاملات کو عین اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالیں، نہ غیر شَرْعی رَسمیں ادا کریں اور نہ ہی فضول خرچیاں کریں، لڑکا لڑکی یا ان کے گھر والوں میں سے کوئی بھی دوسرے فریق سے بنگلہ، گاڑی، موٹر سائیکل، جائداد، سونا، بھاری جہیز، حق مہر کے نام پر خطیر رقم، برات یا ولیمے میں مُتَعَدَّد اقسام کے کھانوں اور ان کیلئے عظیمُ الشان شادی ہال کے اِہتمام وغیرہ کا ہرگز ہرگز مُطالَبہ نہ کرے،

1 . . . تذکرۂ امیر اہلسنّت، قسط:۳۰، ص۶۸ تا ۶۹

شادی سنّت ادا کرنے کی نیّت سے ہی کی جائے، اسے کاروبار کرنے یا راتوں رات مالدار ہونے کے ارمان پورے کرنے اور اپنی لالچی طبیعت کی تسکین کا ذریعہ نہ بنایا جائے نیز نُمود و نُمائش کے بجائے سنّت کے مطابق نہایت سادگی سے نکاح کیا جائے، ایسے ہی سادہ انداز میں سنّت کی ادائیگی کی نیّت سے ولیمہ کر دیا جائے، نکاح کے موقع پر مناسب مہر مُقرّر کیا جائے، والدین اپنی بچّی کو اپنی بِساط کے مطابق جو تھوڑا بہت جہیز دیں اُسے کافی سمجھا جائے، جہیز کی مقدار یا اس میں شامل چیزوں کے معیار پر نکتہ چینی اور منفی تبصرہ آرائی نہ کی جائے، اگر ان باتوں کا خیال رکھا جائے تو نہ صرف شادی بیاہ کی بہت سی پریشانیاں دُور اور شادی نہایت سَستی و آسان ہو جائیگی بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے باعثِ برکت بھی ثابت ہو گی۔ جیسا کہ

برکت والا نکاح

اُمُّ المومنین حضرت سیّدتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا روایت کرتی ہیں: رسولِ اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بڑی برکت والا نکاح وہ ہے جس میں بوجھ کم ہو۔ (1)

مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: جس نکاح میں فریقین کا خرچ کم کرایا جائے، مہر بھی معمولی ہو، جہیز بھاری نہ ہو، کوئی جانب مقروض نہ ہو جائے، کسی طرف سے شرط سخت نہ ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ

1 . . . مسند احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، ۹/ ۲۶۵، حدیث: ۲۴۵۸۳

کے تَوَکُّل پر لڑکی دی جائے وہ نکاح بڑا ہی بابرکت ہے، ایسی شادی، خانہ آبادی ہے۔[1]

شادی اور ولیمے کو آسان بنایئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی چاہئے کہ اپنی اور اپنے بچّوں کی دُنیا و آخرت کی بہتری کیلئے شادی بیاہ کے بے جا اَخراجات کا بوجھ کم کریں اور شادی و ولیمے کو سستا اور آسان بنائیں۔ اس کا جذبہ اپنے دل میں پیدا کرنے کیلئے مُقدّس ہستیوں کے نکاح و ولیمے کی سادگی کو پیشِ نظر رکھیں۔ آیئے! اس ضمن میں ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نکاح کا مختصر تذکرہ سُنتے ہیں:

صحابیِ رسول کا آسان نکاح

مشہور صحابی اور بارگاہِ رسالت کے خادمِ خاص حضرت سَیِّدُنا ربیعہ بن کَعْب اَسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں رہا کرتا تھا، ایک مرتبہ رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: تم نکاح کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی کہ ایک تو یہ کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، دوسرا یہ کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی چیز آپ کی خدمت گُزاری کرنے میں رُکاوٹ کا سبب بنے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ (کچھ عرصہ بعد) پھر وہی سوال کیا۔ میں نے بھی جواب میں وہی بات عرض کی۔ میں نے سوچا کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خُوب جانتے ہیں کہ دُنیا و آخرت میں میرے لئے کون سی چیز

1... مرآۃ المناجیح، ۵/۱۱

بہتر ہے لہٰذا اگر اب کی بار رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہی ارشاد فرمایا تو میں ضرور نکاح کرلوں گا۔ چنانچہ، جب تیسری بار ارشاد فرمایا: تم نکاح کیوں نہیں کرتے میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ! جس سے چاہیں میرا نکاح کر دیجئے! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھے انصار کے ایک قبیلے کے پاس بھیجا کہ اُن سے جا کر کہنا کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھے اِس لئے بھیجا ہے کہ تم اپنے خاندان کی فلاں لڑکی سے میرا نکاح کردو۔ چنانچہ میں نے جا کر اُنہیں یہ پیغام سُنایا تو انہوں نے خُوش آمدید کہا اور میری بہت عزّت کی اور میری شادی کردی، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ذریعے ادائیگیِ مہر کیلئے گٹھلی بھر سونے کا اور ولیمہ کیلئے ایک فربہ مینڈھے کا انتظام بھی فرمادیا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور کیجئے!! ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مُبارَک زمانے میں کس قدر سادہ، سَسْتی اور آسان شادیوں کا رَواج ہوا کرتا تھا کہ گٹھلی کے وزن برابر سونے کے بدلے نکاح ہوگیا اور صرف ایک مینڈھے کے ذریعے ولیمے کی سنّت ادا کردی گئی، صرف یہی نہیں بلکہ خود ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا مُبارَک نکاح اور شہزادیِ کونین حضرت سَیِّدَتُنا فاطمۃُ الزّہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ساتھ حضرت علی المرتضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نکاح بھی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ چنانچہ،

---

1 ... مسند احمد، مسند المدنیین، ۵/ ۵۶۹، حدیث: ۲۶۷۷۱ ملخصا

شہنشاہِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ولیمہ

خیبر کے موقع پر سفر کی حالت میں رسولِ کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جب حضرت سَیِّدَتُنا صفیّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو اپنے حِبالۂ عَقْد میں لیا تو کس قدر سادگی سے ولیمہ کیا کہ حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے: شہنشاہِ دوعالم، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خیبر و مدینہ کے درمیان (صَہباء کے مقام پر) اُمُّ المومنین حضرت سَیِّدَتُنا صفیّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زِفاف کی وجہ سے تین راتوں تک قیام فرمایا، میں مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت میں بُلالایا، ولیمہ میں نہ روٹی تھی اور نہ ہی گوشت، صرف یہ ہوا کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دستر خوان بچھانے کا حکم دیا، دستر خوان بچھا دیئے گئے تو اُن پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا (ان چیزوں کے ذریعے دعوتِ ولیمہ ہوئی)۔[1] اسی طرح جب حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے حرم شریف میں لیا تو ایک پیالہ دُودھ سے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی دعوتِ ولیمہ فرمائی۔[2] بعض ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کا ولیمہ تو پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صرف دو مُدْ جَو شریف کے ذریعہ کر دیا تھا (حالانکہ دو مُدْ آدھا صاع یعنی صرف سوا دو سیر ہوتا ہے)۔[3]

---

1 ... بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، ۳/۸۶، حدیث: ۴۲۱۳

2 ... مدارج النبوت، قسم سوم، باب اول، ذکر عبد اللہ بن سلام، ۲/۷۰ ملخصا

3 ... بخاری، کتاب النکاح، باب من اولم ... الخ، ۳/۴۵۴، حدیث: ۵۱۷۲

شہنشاہِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا سب سے بڑا ولیمہ

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے تمام ولیموں میں سے جو سب سے بڑی دعوتِ ولیمہ فرمائی وہ بھی ایک بکری کے گوشت سے زیادہ کی نہ تھی جیسا کہ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جتنا بڑا ولیمہ حضرت سیّدتُنا زینب بنتِ جَحْش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو حبالۂ عقد میں لینے کے موقع پر کیا تھا اتنا بڑا ولیمہ تمام ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ میں سے کسی کا بھی نہیں تھا اور وہ بڑا ولیمہ پوری ایک بکری کے ذریعہ کیا گیا تھا۔[1]

خاتونِ جنّت اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا نکاح و ولیمہ

اسی سادگی سے شہنشاہِ دوعالم، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی شہزادی کی شادی کی۔ چنانچہ حضرت علّامہ عبدُ المصطفی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: 2 ہجری میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سب سے پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی شادی خانہ آبادی حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ ہوئی۔ یہ شادی انتہائی وَقار اور سادگی کے ساتھ ہوئی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حکم دیا کہ وہ حضرات ابو بکر صِدّیق و عمر و عثمان و عبد الرحمن بن عوف (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اَجْمَعِیْن) اور دوسرے چند مہاجرین و انصار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اَجْمَعِیْن کو مدعو کریں۔ چنانچہ جب صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اَجْمَعِیْن جمع ہو گئے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

1 . . . بخاری، کتاب النکاح، باب الولیمۃ ولو بشاۃ، ۳/ ۴۵۳، حدیث: ۵۱۶۸

نے خُطبہ پڑھا اور نکاح پڑھا دیا۔[1] ولیمے کے بارے میں علّامہ شُعیب حرِیْفیش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے پاس رکھے ہوئے دَراہم میں سے دس دِرہم حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو دیئے اور ارشاد فرمایا: اِن سے کھجور، گھی اور پنیر خرید لو۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں یہ چیزیں خرید کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے چمڑے کا ایک دستر خوان منگوایا اور آستینیں چڑھا کر کھجوروں کو گھی میں مسلنے لگے اور پھر پنیر کے ساتھ اس طرح ملایا کہ وہ حلوہ بن گیا، پھر ارشاد فرمایا: اے علی! جسے چاہو بلا لاؤ۔ میں مسجد گیا اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے کہا: رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی دعوت قبول کریں۔ سب لوگ اُٹھ کر چل دیئے۔ جب میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں عرض کی: لوگ بہت زیادہ ہیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے چمڑے کے دستر خوان کو ایک رومال سے ڈھانپ دیا اور ارشاد فرمایا: دس دس افراد کو داخل کرتے جاؤ۔ میں نے ایسا ہی کیا، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کھا کر نکلتے گئے لیکن کھانے میں بالکل کمی نہ ہوئی یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی برکت سے سات سو اَفراد نے وہ حلوہ کھایا۔[2]

خاتونِ جنّت کا جہیز

شہنشاہِ کونین، رحمتِ دارَین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے شہزادیِ اسلام حضرت

1 ... سیرتِ مصطفےٰ، ص۲۴۸

2 ... حکایتیں اور نصیحتیں، ص۵۴۱ بتغیر قلیل

بی بی فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو جہیز میں جو سامان دیا اُس کی فہرست یہ ہے: ایک کملی، بان کی ایک چارپائی، چمڑے کا گدّا جس میں روئی کی جگہ کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکّیاں، دو مٹّی کے گھڑے۔ حضرت سَیِّدُنا حارثہ بن نعمان انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنا ایک مکان حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اس لئے نذر کر دیا کہ اِس میں حضرت علی اور حضرت بی بی فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما سکونت فرمائیں۔ (1)

خاتونِ جنّت کے نکاح کو نمونہ بنایئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الْاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اپنی اَولاد کے نکاح کیلئے حضرت خاتونِ جنّت، شہزادیِ اسلام، فاطمۃُ الزّہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے نکاحِ پاک کو نمونہ بناؤ اور یقین کرو کہ ہماری اَولاد اُن کے قدمِ پاک پر قربان اور یہ بھی سمجھ لو کہ اگر حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مرضی ہوتی کہ میری لختِ جگر کی شادی بڑی دُھوم دَھام سے ہو اور صحابۂ کرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) سے اس کیلئے چندہ وغیرہ کیلئے حکم فرمادیا جاتا تو عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا خزانہ موجود تھا جو ایک ایک جنگ کیلئے نو نو سو اونٹ اور نو نو سو اشرفیاں حاضر کر دیتے تھے۔ لیکن چونکہ مُنْشا (مقصود) یہ تھا کہ قیامت تک یہ شادی مسلمانوں کیلئے نمونہ بن جائے اس لئے نہایت سادگی سے یہ اسلامی رسمیں ادا کی گئیں۔ (2)

واسطے جن کے بنے دونوں جہاں اُن کے گھر تھیں سیدھی سادی شادیاں

1... سیرتِ مصطفےٰ، ص۲۴۸

2... اسلامی زندگی، ص۵۱

اس جہیزِ پاک پہ لاکھوں سلام صاحبِ لولاک پر لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

امیرِ اہلسنّت اور سنّتِ نبوی پر عمل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کے اس پُر فتن دور میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی ذات ہمارے لئے کسی نعمت سے کم نہیں، آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ باکرامت ولی ہونے کے ساتھ ساتھ علمی، عَمَلی، ظاہری اور باطنی طور پر احکاماتِ الٰہیہ کی بجا آوری اور سُننِ نبویّہ کی پیروی کرنے اور کروانے کی روشن مثال ہیں۔ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ جس طرح اپنے بیانات، تحریرات، ملفوظات اور مکتوبات کے ذریعے دیگر لوگوں کو اصلاحِ اعمال کی تلقین فرماتے رہتے ہیں، یونہی اپنے اہلِ خانہ کو بھی اَعمال و اَحوال کی دُرُستی کی تنبیہ فرماتے رہتے ہیں۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے نہ صرف اپنی شادی بلکہ اپنی اکلوتی بیٹی اور اپنے شہزادوں کی شادی کے پُر مَسَرَّت لمحات میں بھی تمام معاملات شریعتِ مُطَہَّرہ کے عین مطابق رکھنے پر بھرپور توجّہ فرمائی۔ جس کے نتیجے میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ یہ شادیاں ہر طرح کی فضول و ناجائز رَسُموں سے پاک، اسلامی تعلیمات کے مطابق انتہائی سادگی کا مظہر اور دورِ حاضر کی مِثالی شادیاں قرار پائیں۔ آیئے! ان شادیوں کے کچھ حسین پہلوؤں کو مُلاحظہ کیجئے۔ چنانچہ،

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا ولیمہ

اُن دنوں میں بھی کہ جب ٹیبل کرسیاں سجا کر بڑے کَرّ و فر کے ساتھ ولیمے کئے

جاتے تھے، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا ولیمہ شبِ زِفاف کے دوسرے دن سنّت کے مطابق ایسی سادگی کے ساتھ ہوا تھا کہ جس طرح نیاز وغیرہ میں کھلایا جاتا ہے اسی طرح مہمانوں کو دَری پر بٹھا کر تھالوں میں کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے میں صرف اَنْنی چاول (یعنی پلاؤ) اور زَردہ تھا۔ مکان کے بیرونی حصّے پر کسی قسم کی مُروّجہ سجاوٹ یا بَرقی قُمقُموں (Electric Lights) کی ترکیب نہ تھی، ٹیپ پر صِرف نعتیں چلانے کا سلسلہ تھا۔ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مزید فرماتے ہیں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شبِ زِفاف کی صبح مسجد نور میں (جہاں امامت کی ذِمّہ داری تھی) نمازِ فجر کی اِمامت کی سعادت پائی۔[1]

بنتِ عطّار کا جہیز

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی بھی سادگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے عین سنّت کے مطابق کرنے کی کوشش فرمائی تھی۔ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ایک مدنی مذاکرے میں کچھ یوں ارشاد فرمایا: میں نے پوری کوشش کی کہ حضرت سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جو جو عنایت فرمایا اس کی پیروی کی جائے، مثلاً مشکیزہ، گیہوں پیسنے والی ہاتھ کی چکّی، نُقرَئی (نُق۔رَ۔ئی یعنی چاندی کے) کنگن پیش کئے۔ اسی طرح کی دیگر چیزیں کتابوں سے دیکھ کر جو جو میسّر آیا (مثلاً) چٹائی، مِٹّی کے برتن اور کھجور کی چھال بھرا چمڑے کا تکیہ وغیرہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ جہیز میں پیش کرنے کی کوشش کی۔[2]

---

1 . . . تذکرۂ امیرِ اہلسنّت، قسط:۳، ص۲۶، ۲۵ بتقدم وتاخر

2 . . . تذکرۂ امیرِ اہلسنّت، قسط:۳، ص۴۴

جانشینِ عطّار کا نکاح

جانشینِ عطّار، الحاج مولانا ابو اُسَید عُبَید عطاری مدنی مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی کے نکاح کی تقریب بَرقی قمقموں سے جگمگاتے شادی ہال کے بجائے مدینۃُ الاولیاء ملتان شریف میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے تین روزہ سنّتوں بھرے بین الاقوامی اجتماع میں 18 اکتوبر 2003ء کو شبِ اتوار بڑی سادگی کے ساتھ انجام پائی۔ تلاوت کے بعد پُر سوز نعتیں پڑھی گئیں، رِقّت انگیز سماں تھا، خُطبۂ نکاح پڑھ کر امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ہی نے نکاح پڑھایا۔ جبکہ رُخصتی کی تقریب شَوّالُ المکرّم ۱۴۲۶ھ، بمطابق 2005ء کی دسویں شب رکھی گئی۔ (1)

بَراتی ہیں تمامی اَہلِ سنّت
عُبَید قادِری دُولھا بنا

شادی کی صبح باجماعت نمازِ فجر

شبِ زِفاف کی صبح شہزادہ عطّار مولانا حاجی عُبَید رضا مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی نے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں حسبِ معمول نمازِ فجر پڑھائی۔ اس طرح انہوں نے اپنے والد شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی رِوایت کو برقرار رکھا کہ انہوں نے بھی شبِ زِفاف کی صبح مسجد نور (کاغذی بازار باب المدینہ کراچی) میں نمازِ فجر کی حسبِ معمول امامت فرمائی تھی۔ (2)

1... تذکرۂ امیرِ اہلسنّت، قسط:۳۰، ص ۳۲تا۳۳، ملتقطا

2... تذکرۂ امیرِ اہلسنّت، قسط:۳۰، ص ۳۸

پُر تکلّف جہیز لینے سے اِنکار

مولانا حاجی عُبَید رضا مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی کی شادی میں جب لڑکی والوں نے پُر تکلّف جہیز دینا چاہا تو شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اُنہیں سادگی اپنانے کی تلقین کی۔ دوسری طرف شہزادۂ عطّار مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی بھی پلنگ وغیرہ کی بجائے چٹائی قبول کرنے پر رِضامند ہوئے۔ (1)

جانشینِ عطار کا ولیمہ

شہزادۂ عطّار حاجی عُبَید عطّاری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی نے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی حسبِ خواہش انتہائی سادگی سے دعوتِ ولیمہ کا اِہتمام فرمایا جس میں صرف دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے تمام اراکین اور تین یا چار دوسرے اسلامی بھائیوں کو مدعو کیا لیکن کھانے کے وقت گھر کے باہر جمع ہونے والے دیگر عقیدت مند اسلامی بھائیوں کو بھی اندر بُلوا لیا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بھی ولیمے میں شریک تھے۔ دعوتِ ولیمہ میں دال اور چاول پیش کئے گئے۔ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے بتایا: کہ کھانا گھر میں پکایا گیا ہے، دال پانی میں پکائی گئی ہے اور اس میں تیل کا ایک قطرہ بھی نہیں ڈالا گیا۔ مگر کھانے والوں کا کہنا ہے کہ دال چاول حیرت انگیز طور پر انتہائی لذیذ تھے۔ (2)

---

1 . . . تذکرۂ امیرِ اہلسنّت، قسط:۳، ص ۳۴

2 . . . تذکرۂ امیرِ اہلسنّت، قسط:۳، ص ۴۰

دُھوم دَھام سے ولیمہ کرنے کا مُطالَبہ

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے مدنی مذاکرے کے دوران اپنے جانشین مولانا حاجی عُبَید رضا عطاری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی کے ولیمے کے متعلّق کچھ یوں ارشاد فرمایا: دُھوم دَھام سے ولیمہ کرنے کا بہت اِصرار رہا۔ کسی نے آفر بھی کی کہ 200 دیگیں بِلا اُجرت پکادیں گے، بس دولاکھ روپے کا سامان آئے گا۔ میں نے کہا: دولاکھ روپے تو میرے پاس نہیں ہیں، مگر میرے لیے دولاکھ روپے جمع کرنا مُشکل بھی نہیں ہے، بس یہی ہوگا کہ جس سے کہوں گا اُس کے دل میں میری جو عزّت ہوگی وہ ختم ہوجائے گی، دو چار سیٹھوں کو فون کردوں گا، تھوڑی سی خُوشامد کرنا پڑے گی جو کہ میرے مِزاج میں نہیں ہے، 200 کی جگہ 1200 دیگیں ہوجائیں گی، یوں میرے بیٹے کا ولیمہ تو دُھوم دَھام سے ہوگا اور آپ لوگ بھی خُوش ہوجائیں گے مگر مجھے اس کیلئے اپنی خُودداری کا سودا کرنا پڑے گا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شادی آسان تھی مگر...

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی اور آپ کے بچوں کی شادی سے بَخُوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آج کے اس پُرفِتن دور میں بھی اگر مسلمان پکا تہیّہ کرلیں تو شادی بیاہ کے معاملات اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ادا کرسکتے ہیں اگرچہ اب یہ کچھ مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔ افسوس! موجودہ دور

1 ... تذکرۂ امیرِ اہلسنّت قسط:۳۰، ص۳۹

میں شادی بیاہ کی رُسُومات میں اس قدر بے ہودگیاں پائی جاتی ہیں کہ اسلام نے شادی اور ولیمے کو جتنا آسان پیش کیا تھا، مُروّجہ بے ہودگیوں اور فضول خرچیوں نے انہیں اتنا ہی مشکل بنادیا ہے، شادیوں کے بے جا خرچ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اکتوبر 2017 میں ایک مُتوسّط گھرانے میں شادی کی تاریخ طے کرنے کی تقریب ہوئی جس میں اڑھائی مَن (یعنی100 کلو) گوشت کا قورمہ تیار کیا گیا۔ دن تاریخ مُقرّر کرنے کی اِس تقریب سے بارات اور دیگر تقریبات میں کئے جانے والے خرچ کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ بدقسمتی سے آج کل کی شادیوں میں صرف مُووی اور تصاویر بنوانے پر جتنا خرچہ ہوتا ہے اس میں ایک سے زائد سادَگی والے ولیمے ہوسکتے ہیں۔

شادیوں میں بے دریغ خرچوں کا مُعاشَرے پر بُرا اثر

بہر حال اس کڑوے سچ کو جھٹلانا آسان نہیں کہ شادیوں میں بھاری جہیز، غیر شَرعی رُسُومات، مہنگی دعوتوں، گانے باجے کی محفل، مُووی کے اِہتِمام اور آتش بازی وغیرہ کی وجہ سے شادی کے حد سے بڑھے ہوئے خرچے مُعاشَرے کیلئے ناسُور بن چکے ہیں۔ ان مہنگی دعوتوں اور بے دریغ پیسہ خرچ کرنے کا سب سے زیادہ بُرا اثر غریب طبقے پر پڑتا ہے اور وہ یہ کہ غریب والدین شادی کے بھاری اَخراجات کے متحمل نہیں ہوتے اور سنّت کے مطابق سادَگی سے شادی اِس لئے نہیں کرتے کہ رشتے داروں اور برادری والوں کی طرف سے طعنے سننے پڑیں گے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب غریب لوگ مالی طور پر اپنے بچّوں کی شادی کے قابل ہوتے ہیں تو بچّوں کی عمریں نکل جاتی ہیں، اس وجہ سے مُعاشَرے

میں بے حیائی اور بدکاری کے دروازے کُھلتے ہیں۔

بعض والدین مجبوراً بھاری قرض لیکر اس فرض سے سبکدوش ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ شادی کے فرض سے تو آزاد ہو جاتے ہیں مگر قرض سے آزاد نہیں ہو پاتے بلکہ بارہا ایسا بھی ہوتا ہو گا کہ ایک قرض مکمل طور پر ادا نہیں کر پاتے کہ دوسرے بچّے یا بچّی کی شادی سر پر آجاتی ہے، لہٰذا اس کیلئے بھی قرض لینا ناگُزیر ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ بیچارے یکے بعد دیگرے قرض لیتے رہتے ہیں اور یوں ان کی پوری زندگی بلکہ بعض اوقات ان کے بچّوں کی زندگی بھی قرض کی ادائیگی کیلئے گروی ہو کر رہ جاتی ہے۔

غریبوں کے علاوہ ان مہنگی شادیوں کا نقصان مالداروں کو بھی ہوتا ہے کیونکہ اُنہیں اپنی حیثیّت کی زیادہ فکر ہوتی ہے لہٰذا روپیہ پانی کی طرح بہانا ان کی خواہ مخواہ کی مجبوری بن جاتا ہے، جس کیلئے وہ بھاری قرض لیتے ہیں اور ایسے لوگ اکثر سودی قرضے ہی لیتے ہیں جو کہ شدید حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

پُر تکلّف دعوتیں کرنے کا عمومی سبب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شادی بیاہ یا اس کے علاوہ دیگر پُر مَسَرَّت مواقع پر عام طور پر تفاخُر و بَرتری کی وجہ سے ہی فضول خرچیاں اور مہنگی دعوتیں کی جاتی ہیں، ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ میرے گھر کی دعوت، خاندان یا محلّہ کے فلاں شخص کی دعوت سے بازی لے جائے، مجھے اس پر بَرتری حاصل ہو جائے، محلے یا شہر بھر میں میری ناک اونچی ہو، میرا نام چمکے اور اس کے ڈنکے بجیں، اسی فضول و بے جا خواہش

کی تکمیل کیلئے تجوری کا مُنہ کھول دیا جاتا ہے۔

فخریہ کھلانے والوں کی دعوت قبول کرنے کی مُمانعت

یاد رکھئے! اولاً تو اس قسم کی گھٹیا خواہش کی بُنیاد پر عُمدہ دعوت کا اِہتمام ہی نہیں کرنا چاہئے اور اگر کوئی کرے تو اُس کی دعوت میں جانے سے گُریز کرنا چاہئے کیونکہ رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فخر کے طور پر کھانا کھلانے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔[1]

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جب دو شخص ایک دوسرے کے مقابلہ میں دعوت کریں، ہر ایک یہ چاہے کہ میرا کھانا دوسرے سے بڑھ جائے کہ میری عزّت ہو دوسرے کی ذِلّت، تو ایسی دعوت قبول نہ کرے۔ مثلاً: شادی میں دُلہن ودُولھا والے مقابلہ میں دعوت کریں تو کسی کی دعوت قبول نہ کرو یا کسی برادری میں کسی کی شادی میں دعوت ہوئی، کچھ دن کے بعد دوسرے کے ہاں شادی ہوئی، اس نے بڑھ چڑھ کر کھانے پکائے، اس نیّت سے کہ پہلے کا نام نیچا ہو جائے اور میرا نام اونچا، تو یہ دعوتیں قبول نہ کرو۔ بُزرگان دین (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن) ایسی دعوتیں قبول نہ کرتے تھے، آج کل مسلمان اسی مقابلہ کی رُسُوم میں تباہ ہو گئے اور نام کسی کا بھی نہیں ہوتا۔[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بہر حال ان مہنگی دعوتوں کے سلسلے کو روکنا انتہائی

1 . . . ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ، باب فی طعام المتباریین، ۳/۴۸۳، حدیث: ۳۷۵۴

2 . . . مرآۃ المناجیح، ۵/۷۹ تا ۸۰

ضروری ہے اور اس سلسلے کی روک تھام کیلئے اگر خاص طور پر مالدار اور سرمایہ دار لوگ ہمت کریں تو بہت اچھا کردار ادا کر سکتے ہیں کیونکہ غریب آدمی عموماً ہمت کرتا بھی ہے تو اس کی بات نیچے دب جاتی ہے اور اس معاملے میں تو ویسے بھی غریب کو قابلِ تقلید نہیں سمجھا جاتا، البتہ اگر مال دار طبقے سے تعلُّق رکھنے والے اپنے بچّوں کی شادی سادہ انداز میں کرلیں تو دوسروں کو ہمت ملے گی اور اس طرح مُعاشَرہ بہت سی بُرائیوں اور پریشانیوں سے آزاد ہو جائے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حقوقِ زوجین اور خوشگوار ازدواجی زندگی سے متعلق مدنی پھول

شادی سے پہلے بچّوں کی تَرْبِیَت کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فی زمانہ اِزْدِواجی زندگی سے متعلِّق بچّوں کی تَرْبِیَت کرنے کا رُجحان بہت کم ہو گیا ہے، شاید اسی وجہ سے شادی کے کچھ ہی عرصے بعد میاں بیوی میں نااتفاقی ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حسین وخُوشگوار اِزْدِواجی زندگی کے جو سپنے انہوں نے اپنی آنکھوں میں سجائے تھے وہ چکنا چُور ہو جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات تو اُن کے درمیان علیحدگی کی نوبت بھی آجاتی ہے جو نہ صرف اُن کیلئے بلکہ والدین کیلئے بھی انتہائی تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے، لہٰذا والدین کو چاہئے کہ عین شادی کے دنوں میں صرف رَسْمی طور پر ہی بچّوں کی تَرْبِیَت نہ کریں بلکہ جب بچّے بڑے اور سمجھدار ہو جائیں

تو ازْدِواجی زندگی سے متعلّق بھی ان کی لازمی تَرْبِیَت کریں، باپ اپنے بچّوں اور ماں اپنی بچیوں کی نقل و حرکت اور عادات و اطوار کا جائزہ لیتی رہے اور اگر کوئی ایسی بات محسوس کرے جو شادی کے بعد ان کی اِزْدِواجی زندگی پر منفی طور پر اثر انداز ہو سکتی ہو تو انہیں سمجھائے نیز والدین کو چاہئے کہ دینی، اَخلاقی اور مُعاشَرَتی طور پر خود بھی اپنے آپس کے معاملات اور گھر کا ماحول اس قدر اچھا رکھیں کہ تَرْبِیَت کے وقت بچّوں کو اپنے والدین کے قول و عمل میں تضاد معلوم نہ ہو، ظاہر ہے کہ جب ماں باپ آپس میں ایک دوسرے کی عزّت کریں گے، ایک دوسرے کا لحاظ کریں گے، عزّتِ نَفْس کا پاس رکھیں گے، تلخ کلامی اور قابلِ اعتراض گفتگو سے گُریز کریں گے، نماز روزے کی پابندی کریں گے اور گھر میں مدنی ماحول بنائیں گے تو بچّوں کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملے گا اور وہ اپنے ماں باپ کی نصیحتیں قبول کرتے ہوئے انہی کے کردار سے اپنے کردار کو تعمیر کرنے کی کوشش کریں گے۔ یاد رکھئے! آج کا بچّہ کل کسی کا شوہر اور پھر باپ بنے گا اسی طرح آج کی بچّی کل کسی کی بیوی اور پھر ماں بنے گی لہٰذا ان کو سمجھانے میں ہر گز کوتاہی نہ کریں۔

سسرال کے متعلّق بچیوں کو نصیحت کیجئے

خاص طور پر ماں کو اپنی بچّی کی تَرْبِیَت پر بھرپور توجّہ دینے کی ضرورت ہے اور جب اس کی شادی کے دن قریب ہوں تو یہ باتیں بھی اُسے سمجھائے کہ شادی کے بعد اپنے شوہر کے کھانے پینے، اوڑھنے پہننے اور آرام کا خیال رکھے، گھر کی صفائی ستھرائی کا اِہْتِمام رکھے، اُس کے ماں باپ کی اپنے والدین کی طرح عزّت کرے، ان کی مناسب خدمت

کرتی رہے، اپنی نَنْدوں سے حسنِ سُلوک کرے، دیورانی اور جٹھانی سے بھی بنا کر رکھے، اُن سے اُلجھنے سے بچے، اپنے دیگر سُسرالی رشتے داروں کا بھی احترام کرے، خاص طور پر شوہر کے ذہنی اور جسمانی سُکون کا خیال رکھے، گھریلو اَخراجات میں اسکی مالی حالت کو پیشِ نظر رکھے، اس کی آمدنی پر اپنی غیر ضروری خواہشوں اور فرمائشوں کا بوجھ نہ ڈالے بلکہ کفایت شعاری سے کام لیتے ہوئے ضروریات کا دائرہ بھی مَحْدود سے مَحْدود تَر رکھے، شوہر کام کاج سے فارغ ہو کر جب تھکا ہارا گھر آئے تو آتے ہی گھریلو مسائل اور اُلجھنوں کے بارے میں گفتگو نہ کرے بلکہ اُسے سُکھ کا سانس لینے دے، کھانے پینے کا پوچھے، شوہر کی آمد سے پہلے اپنا حُلیہ دُرُست کرلے اور اپنے رَوَیّے سے باقاعدہ اس بات کا اظہار کرے کہ شوہر کی آمد اُس کیلئے باعثِ خُوشی و مَسَرَّت ہے بلکہ ہو سکے تو اُس کی رِضا کیلئے ظاہری زینت کا خیال رکھے کہ اُسے دیکھتے ہی شوہر کی ساری تھکاوٹ دُور ہو جائے۔

بچیوں کو گھر گرہستی سکھایئے

بیان کردہ نصیحتوں کے علاوہ ماں کو چاہئے کہ کھانے پکانے، صفائی سُتھرائی، سِلائی کَڑھائی اور گھریلو کام کاج میں اپنی بچّی کی دلچسپی پیدا کرے تاکہ اُسے شادی کے بعد اس قسم کے طعنے نہ سُننے پڑیں کہ تمہیں تمہارے ماں باپ نے کچھ نہیں سکھایا، جب گھر گھرستی نہیں آتی تھی تو شادی کیوں کی، نواب زادی کو کچھ آتا ہی نہیں وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ شادی کے بعد لڑکی پرائے گھر کی ہو جاتی ہے جہاں شوہر کے علاوہ ساس، سُسر، نَنْد، دیورانی اور جٹھانی جیسے بہت سے نئے رشتے اس سے وابستہ ہو جاتے ہیں، لہٰذا ماں کا

اچھی نصیحتیں کرنا اور گھریلو کام کاج سکھانا بچّی کا گھر بسانے میں مُعاون ثابت ہو گا۔ جیسا کہ مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: لڑکیوں کو کھانا پکانا، سینا، پرونا اور گھر کے کام کاج، پاکدامنی اور شرم وحیاء سکھاؤ کہ یہ لڑکیوں کا ہُنَر ہے۔[1] آیئے اس ضمن میں 2 واقعات مُلاحظہ کیجئے۔ چنانچہ

گلدستۂ نصیحت کے 10 پھول

ایک تابعی بُزرگ حضرت عبدُ المَلِک بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: جب عَوف بن مُلَحِّم شَیْبانی نے اپنی بیٹی کی شادی اِیاس بن حارِث کِنْدی سے کی تو بیٹی کو تیّار کیا گیا اور رُخصتی کے وقت لڑکی کی والدہ اُمامہ اُسے نصیحت کرنے کیلئے اُس کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: پیاری بیٹی! اگر اس بُنیاد پر کسی کو نصیحت نہ کرنا دُرُست ہوتا کہ وہ ادب میں اعلیٰ مقام اور حَسَب نَسَب بھی عالی شان رکھتا ہے تو میں تجھے بھی نصیحت نہ کرتی اور تجھے پَنْد و نصیحت کرنے سے آزاد سمجھتی (لیکن ایسا نہیں ہے) نصیحت ایسی چیز ہے جو غافل کی غفلت دُور کر دیتی ہے اور سمجھ دار کیلئے سُوجھ بوجھ کا ذریعہ بنتی ہے۔

اے بیٹی! اگر باپ کے مالدار ہونے کی بناء پر یا بیٹی کو باپ کی سخت ضرورت ہونے کی وجہ سے کوئی عورت شوہر سے بے نیاز ہو سکتی تو تُو سب سے زیادہ بے نیاز ہوتی (یعنی تجھے شوہر کی کوئی ضرورت نہ ہوتی) مگر ایسا نہیں ہے، عورتیں پیدا ہی مَردوں کیلئے کی گئی ہیں جیسے مرد عورتوں کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔

---

1 . . . اسلامی زندگی، ص ۳۲

اے بیٹی! جس ماحول میں تیری پیدائش ہوئی اور جس گھونسلے میں تو نے پَرورِش پائی تُو اُسے خیر باد کہہ کر ایسی جگہ جارہی ہے جس سے تُو انجان ہے اور ایسے ساتھی کی طرف جارہی ہے جس سے تُو نامانوس ہے۔ وہ تجھ پر اپنی ملکیت کے سبب بادشاہ بن گیا ہے، تُو اس کی لونڈی (فرماں بردار) بن جانا وہ تیرا غلام (تابعدار) ہو جائے گا۔ اس کے بارے میں دس باتوں کو پلّے باندھ لے اِن میں تیرے لئے بڑی گہرائی اور نصیحت ہے۔

❀ **پہلی اور دوسری بات:** خاوند کے ساتھ قناعت سے رہنا اور ایسے زندگی بسر کرنا کہ اس کی ہر (جائز) بات اچھی طرح سننا اور مان لینا، کیونکہ قناعت میں دل کی راحت ہے اور (شوہر کی جائز) بات غور سے سُن کر ماننے میں رَبّ کی رِضا ہے۔

❀ **تیسری اور چوتھی بات:** اپنے شوہر کی ناک اور آنکھ کا خیال رکھنا کہ اسے ہرگز تیرے اندر کوئی ناپسندیدہ چیز دکھائی نہ دے اور وہ تجھ سے عُمدہ خُوشبو ہی سونگھے۔ موجودہ چیزوں میں سے سُرمہ بہترین چیز ہے اور پانی بہترین خُوشبو ہے، جو محسوس نہیں ہوتی۔

❀ **پانچویں اور چھٹی بات:** اپنے سرتاج کے کھانے کے اوقات کو مدِّ نظر رکھنا اور اس کے آرام و سکون کا بھی خیال رکھنا، کیونکہ بھوک کی شدّت آدمی کو بھڑکاتی اور نیند کی خرابی غُصّہ دلاتی ہے۔

❀ **ساتویں اور آٹھویں بات:** اپنے شوہر کے رشتے داروں اور اہل و عیال کو اہمیّت دینا اور اس کے مال کی حفاظت کرنا کیونکہ مال کی حفاظت حسنِ تقدیر ہے اور رشتے داروں اور گھر والوں کا خیال رکھنا حسنِ تدبیر۔

❀نویں اور دسویں بات: اپنے شوہر کے راز فاش مت کرنا اور کسی بھی حال میں اس کی نافرمانی نہیں کرنا۔ اگر تو نے اس کے راز فاش کئے تو اُس کی بے وفائی سے بچ نہیں سکے گی اور اگر نافرمانی کرے گی تو اس کا سینہ غصے سے بھڑک اُٹھے گا۔

اے میری پیاری بیٹی! اُس کے رَنج و غم کی کیفیت میں خُوشی و مَسَرَّت کا اظہار کرنے اور اُس کی خُوشی کے موقع پر حُزن و مَلال کا مُظاہَرہ کرنے سے بچنا کیونکہ پہلی بات بے پروائی کی علامت ہے اور دوسری بات تعلُّقات کو ناخُوشگوار بنانے کا سبب۔

تجھ سے جس قدر ہو سکے اپنے شوہر کی عزّت کرنا، اُسے بہت اعلیٰ مرتبہ دینا اور ہمیشہ اس کا ساتھ نِبھانا۔ بیٹی یاد رکھنا! تجھے اُس سے جو اپنائیت درکار ہے وہ اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک تُو اپنی پسند اور ناپسند کے تمام معاملات میں اُسکی رِضا کو اپنی رِضا پر اور اُس کی خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح نہ دے گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرا بھلا کرے اور تیری حفاظت فرمائے۔[1]

تم کنیز بن جانا وہ تمہارا غلام بن جائے گا

مروی ہے کہ حضرت اَسماء بن خارجہ فَزاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جو کہ اہلِ عرب کے دانشمند بُزرگ تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی بیٹی کی رُخصتی کے وقت فرمایا: بیٹی! اگر آج تمہاری والدہ زندہ ہوتیں تو مجھ سے زیادہ وہ اس بات کی حقدار ہوتیں کہ (اس موقع پر) تمہاری تَرْبِیَت کریں، مگر اب (جبکہ وہ نہیں رہیں تو) کسی اور کے بجائے میرا حق بنتا ہے

1 . . . احکام النساء لابن جوزی، ص ۱۴۲

کہ تمہیں سمجھاؤں، لہٰذا جو کچھ میں کہنے جارہا ہوں اُسے اچھی طرح سمجھ لو! جس گھر میں تم نے پرورش پائی اب اس سے رُخصت ہو کر تم ایسے بچھونے کی طرف جارہی ہو جسے تم نہیں پہچانتی اور ایسے رفیق کے پاس جارہی ہو جس سے تم نامانوس ہو، لہٰذا تم اس کے لئے زمین بن جانا وہ تمہارے لئے آسمان بن جائے گا، تم اس کے لئے بستر بن جانا وہ تمہارے لئے ستون بن جائے گا، تم اس کی باندی (یعنی کنیز) بن جانا وہ تمہارا غلام (یعنی تابعدار) بن جائے گا۔ نہ تو ہر وقت اُس کے قریب رہنا کہ وہ تم سے بیزار ہی ہو جائے اور نہ ہی اتنا دور ہونا کہ وہ تمہیں بھول ہی جائے بلکہ اگر وہ خود تمہارے قریب ہو تو تم بھی اُس کے قریب ہو جانا اور اگر تم سے دور ہو تو تم بھی اس سے دور رہنا۔ اس کے ناک، کان اور آنکھ کی حفاظت کرنا (اس طرح) کہ وہ تم سے صرف خُوشبو ہی سونگھے، اچھی بات کے علاوہ کچھ نہ سنے اور خُوبصورتی کے علاوہ کچھ نہ دیکھے۔[1]

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کتنی خُوبصورت نصیحت ہے کہ اپنے شوہر کے ناک کی حفاظت اس طرح کرنا کہ وہ تجھ سے خُوشبو کے سوا کچھ نہ سونگھے، ہمیشہ اس کو تجھ سے خُوشبو ہی پہنچے اور اس کے کان کی حفاظت اس طرح کرنا کہ اس کے کان تجھ سے اچھی بات ہی سنیں اور اس کی آنکھ کی حفاظت اس طرح کرنا کہ وہ جب بھی تجھے دیکھے تو تُو اس کو اچھی لگے۔ مگر افسوس! آج کل عزیز رشتے داروں کے ہاں جاتے ہوئے تو ان تینوں چیزوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے، خُوب سنگھار کیا جاتا ہے، خُوش گُفتاری کا خیال اور عطر (Perfume)

1 . . . قوت القلوب، الفصل الخامس والاربعون، ذکر التزویج وترکہ . . . الخ، ۲/ ۴۲۱

کا استعمال بھی کیا جاتا ہے مگر گھر میں رہتے ہوئے شوہر کیلئے ان چیزوں کی طرف کوئی خاص توجّہ نہیں دی جاتی۔ بعض عورتیں شادی کے ابتدائی ایّام میں تو اپنے شوہر کیلئے بن سنور کر رہتی ہیں لیکن جب مانوسیت ہو جاتی ہے اور رشتہ پُرانا ہو جاتا ہے تو یہ بننا سنورنا ختم ہو جاتا ہے۔ یاد رکھئے! کہ رشتہ پرانا ہونے کی وجہ سے کان، آنکھ اور ناک کا معیار نہیں بدلتا، جس طرح شوہر پہلے خُوشبو سونگھنا پسند کرتا تھا اب بھی خُوشبو ہی پسند کرے گا اور جس طرح اچھا دیکھنا اور اچھی بات سننا پسند کرتا تھا اسی طرح اب بھی اچھا دیکھنا اور اچھی بات ہی سننا پسند کرے گا۔ اسی طرح بیوی کی ترجیحات بھی یہی ہوتی ہیں، یقیناً وہ بھی یہی چاہے گی کہ اچھا دیکھے، اچھا سُنے اور اچھا سونگھے، لہٰذا میاں بیوی کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی ترجیحات کو نظر انداز نہ کریں اور والدین کو بھی چاہئے کہ بچّوں کی تَربِیَت میں ان چیزوں کو مدِّ نظر رکھیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل بد قسمتی سے اِزدِواجی زندگی کے بارے میں بچّوں کی تَربِیَت کرنے میں ایک بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ لوگ بچیوں کی تَربِیَت تو کچھ نہ کچھ کر ہی دیتے ہیں مگر بچّوں کی تَربِیَت نہیں کرتے بلکہ شاید اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے حالانکہ عورتوں کے مقابلے میں مَردوں کو تَربِیَت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ مرد گھر کا حاکم و سربراہ ہوتا ہے، اُسے گھریلو زندگی کو خُوشگوار بنانے کے گُر اچھی طرح معلوم ہونے چاہئیں، یہی وجہ ہے کہ کروڑوں حنفیوں کے پیشوا سِراجُ الاُمّہ، کاشِفُ الغُمّہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے شاگردوں کو جہاں دیگر معاملات

میں مُفید نصیحتیں فرمائیں وہیں روحانی باپ ہونے کی حیثیّت سے اِزْدِواجی زندگی کے بارے میں بھی خاص طور پر نصیحتیں ارشاد فرمائیں۔[1] لہٰذا والدین کو چاہئے کہ صرف لڑکیوں ہی کو نہیں لڑکوں کو بھی نصیحتیں کریں اور انہیں اچھی طرح اِزْدِواجی زندگی کے آداب سے آگاہ کریں۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میاں بیوی کے حُقوق کا بیان

خُوشگوار اِزْدِواجی زندگی کا فی حد تک اس بات پر بھی موقوف ہے کہ میاں بیوی میں سے ہر ایک کو دوسرے کے حُقوق کے بارے میں کتنی معلومات ہے اور وہ اس معلومات کی روشنی میں کس حد تک اپنے رفیقِ حیات کے حُقوق کا خیال رکھتا ہے۔ عموماً ایک دوسرے کے حُقوق ادا نہ کرنے اور ایک دوسرے کو اہمیّت نہ دینے ہی کی وجہ سے باہم ناچاقیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو میاں بیوی میں فاصلوں اور دُوریوں کو بڑھانے کا سبب بنتی ہیں۔ دینِ اسلام میں میاں بیوی کے حُقوق کو بہت اہمیّت حاصل ہے، کثیر احادیث میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کے حُقوق ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ آیئے! بیوی پر شوہر کے حُقوق کی اہمیّت کے بارے میں چند احادیثِ مُبارکہ مُلاحظہ کیجئے:

شوہر کے حُقوق کی تاکید و اہمیت

❀ اُمُّ المومنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے

1 ... تفصیل مکتبۃُ المدینہ کے رسالے ”امامِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وصیتیں“ میں مُلاحظہ کیجئے۔
2 ... اس بارے میں مکتبۃُ المدینہ کے رسالے ”شوہر کو کیسا ہونا چاہئے“ سے رہنمائی مفید ہے۔

رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے پوچھا: عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ فرمایا: شوہر کا حق۔ میں نے پوچھا: مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ فرمایا: اُس کی ماں کا حق۔[1] ❀ عورت جب تک شوہر کا حق ادا نہ کرے وہ ایمان کی مِٹھاس حاصل نہیں کر سکتی۔[2] ❀ اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جان ہے عورت اس وقت تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حق سے دَسْتبردار نہیں ہو سکتی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کر دے۔[3] ❀ اگر انسان کیلئے کسی انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو ضرور حکم دیتا کہ جب شوہر اُس کے پاس آیا کرے تو اُسے سجدہ کیا کرے، اُس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے شوہر کو بیوی پر عطا فرمائی ہے۔[4] ❀ حضرت حُصَیْن بن مُحْصَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنی پھوپھی کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ کسی کام سے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، جب رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کی حاجت پوری فرما چکے تو ارشاد فرمایا: کیا تم شوہر والی (یعنی شادی شُدہ) ہو؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا: تم (خدمت کے اعتبار سے) شوہر کیلئے کیسی ہو؟ عرض کی: جو کام میرے بس میں نہ ہو اُس کے علاوہ میں اُن کی خدمت میں کوتاہی نہیں کرتی۔ ارشاد فرمایا: اِس بارے میں غور کر لینا کہ شوہر کے اعتبار سے

---

1 . . . مستدرک، کتاب البر والصلۃ، اعظم الناس حقا . . . الخ، ۵/۲۴۴، حدیث: ۷۴۱۸

2 . . . معجم کبیر، ۲۰/۵۳، حدیث: ۹۰

3 . . . ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأۃ، ۲/۴۱۲، حدیث: ۱۸۵۳

4 . . . سنن الکبری للبیہقی، کتاب النکاح، باب من تخلی لعبادۃ اللہ . . . الخ، ۷/۱۳۵، حدیث: ۱۳۴۸۵

تمہارا کیا مقام ہے کیونکہ وہی تمہاری جنّت اور دوزخ ہے۔[1] ❀ اَیُّمَا اِمْرَاَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَنْھَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ یعنی جو عورت اس حال میں فوت ہوئی کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا، تو وہ جنّت میں داخل ہو گی۔[2]

بیوی پر شوہر کے حُقوق

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین وملّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر 24 میں بیوی پر شوہر کے جو حُقوق بیان فرمائے ہیں تفسیر صراطُ الجنان میں اُن کا خلاصہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اِزْدِواجی تعلُّقات میں مُطْلَقاً شوہر کی اِطاعت کرنا، اُس کی عزّت کی سختی سے حفاظت کرنا، اس کے مال کی حفاظت کرنا، ہر بات میں اس کی خیر خواہی کرنا، ہر وقت جائز امور میں اس کی خُوشی چاہنا، اسے اپنا سردار جاننا، شوہر کو نام لے کر نہ پکارنا، کسی سے اس کی بلاوجہ شکایت نہ کرنا اور خُدا توفیق دے تو وجہ ہونے کے باجود شکایت نہ کرنا، اُس کی اجازت کے بغیر آٹھویں دن سے پہلے والدین کے گھر اور ایک سال سے پہلے دیگر محارِم کے یہاں نہ جانا، وہ ناراض ہو تو اس کی بہت خُوشامد کر کے منانا۔[3]

بیوی کے حُقوق کی تاکید واہمیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح بیوی پر شوہر کے حُقوق پورے کرنا

1 . . . سنن الکبری للنسائی، کتاب عشرۃ النساء، طاعۃ المرأۃ زوجھا، ۵/ ۳۱۱، حدیث: ۸۹۶۳

2 . . . ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ، ۲/ ۳۸۶، حدیث: ۱۱۶۴

3 . . . تفسیر صراط الجنان، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۲۸، ۱/ ۳۴۹

لازم ہے اسی طرح شوہر پر بھی لازم ہے کہ بیوی کو اہمیّت دے اور اُس کے حُقوق کا پورا پورا خیال رکھے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ (پ۲، البقرۃ:۲۲۸)

ترجَمۂ کنزالعرفان: اور عورتوں کیلئے بھی مَردوں پر شریعت کے مطابق ایسے ہی حق ہے جیسا (اُن کا) عورتوں پر ہے۔

صَدرُ الافاضِل حضرت علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جس طرح عورتوں پر شوہروں کے حُقوق کی ادا واجب ہے اسی طرح شوہروں پر عورتوں کے حُقوق کی رِعایت لازم ہے۔[1]

لہٰذا شوہر کو چاہئے کہ وہ ہرگز ہرگز بیوی کے حُقوق کو ہلکا نہ جانے، اُسے کمزور سمجھ کر اُس کے ساتھ ناانصافی نہ کرے، اُس پر ظُلم و سِتم نہ کرے اور ہر وقت اس بات کو پیشِ نظر رکھے کہ جس رَبِّ عَزَّوَجَلَّ نے اُسے بیوی پر حاکم بنایا ہے وہ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن جَلَّ جَلَالُہٗ سب حاکموں کا حاکم ہے، وہ ناانصافی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ آیئے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول، رسولِ مقبول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے عورت کے حُقوق کی جو اہمیّت بیان فرمائی ہے اُس کے بارے میں چند فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُلاحظہ کیجئے:

بیوی کے حُقوق سے متعلّق 4 فرامینِ مُصْطَفٰے

❀ اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَیْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْۤا اِلَیْهِنَّ فِیْ كِسْوَتِهِنَّ وَ طَعَامِهِنَّ یعنی خبردار! بیویوں کا

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ۲، البقرہ، تحت الآیہ: ۲۲۸

تم پر حق ہے کہ اوڑھنے پہننے اور کھانے پینے کے معاملات میں اُن کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔[1] ❀ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا یعنی کامل ایمان والے مومنین وہ ہیں جن کے اَخلاق اچھے ہوں اور تم میں بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کیلئے اَخلاقی طور پر اچھے ہوں۔[2] ❀ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ یعنی تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل وعیال کے حق میں بہتر ہو اور میں اپنے اہل وعیال کے حق میں تم سب سے بہتر ہوں۔[3] ❀ عورتوں (یعنی بیویوں) کے معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو کہ وہ تمہارے زیرِ دست ہیں۔[4]

شوہر پر بیوی کے حُقوق

فتاویٰ رضویہ کی جلد 24 میں شوہر پر بیوی کے جو حُقوق بیان کئے گئے ہیں تفسیر صراطُ الجنان میں اُن کا خلاصہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ خرچہ دینا، رہائش مُہَیّا کرنا، اچھے طریقے سے گُزارہ کرنا، نیک باتوں، حیاء اور پردے کی تعلیم دیتے رہنا، ان کی خِلاف ورزی کرنے پر سختی سے منع کرنا، جب تک شریعت منع نہ کرے ہر جائز بات میں اس کی دلجوئی کرنا، اس کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر صبر کرنا اگرچہ یہ عورت کا حق نہیں۔[5]

---

1 ... ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا، ۲/۳۸۷، حدیث: ۱۱۶۲

2 ... ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا، ۲/۳۸۷، حدیث: ۱۱۶۵

3 ... ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، ۲/۴۷۸، حدیث: ۱۹۷۷

4 ... مسند احمد، مسند البصریین، ۷/۳۷۶، حدیث: ۲۰۷۲۰

5 ... تفسیر صراط الجنان، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۲۸، ۱/۳۴۸

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے!! بیان کئے گئے شَرْعی حُقوق کے علاوہ میاں بیوی پر ایک دوسرے کے بہت سے اَخلاقی حُقوق بھی لاگو ہوتے ہیں جن کا خیال نہ رکھنے کی صورت میں اگرچہ شَرْعی گرفت نہ ہو مگر گھر کا ماحول ضرور ناخُوشگوار ہوتا ہے۔ میاں بیوی کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی عزّت کریں، عزّتِ نَفْس کا خیال رکھیں خاص طور پر ایک دوسرے کے عزیز و اَقارب کے سامنے اپنے رفیقِ حیات اور اس کے گھر والوں کی عزّت کی حفاظت کریں۔ اس معاملے میں کوتاہی کی معمولی سی چنگاری بھی بسا اوقات بہت بڑے اَلاؤ کا سبب بنتی ہے اس لئے اس میں کوتاہی نہ کریں، اگر کوئی شَرْعی اور مَعاشی رُکاوٹ نہ ہو تو ایک دوسرے کی خُوشیوں اور خواہشوں کا بھی خیال رکھیں خاص طور پر شوہر کو چاہئے کہ بیوی بچّوں پر بلاوجہ تنگی نہ کرے کہ مالِ حلال کما کر بال بچّوں پر خرچ کرنا باعثِ اجرِ عظیم ہے۔

اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت

ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ایک دینار وہ ہے جو تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی غلام پر خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی مسکین پر خرچ کیا اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا، ان میں سب سے زیادہ اجر اُس دینار کا ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔[1]

---

1 . . . مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ . . . الخ، ص ۳۸۸، حدیث: ۲۳۱۱

حضرت سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: (بروزِ قیامت) سب سے پہلے جو چیز انسان کے ترازوئے اعمال میں رکھی جائے گی وہ انسان کا وہ خرچ ہو گا جو اس نے اپنے گھر والوں پر کیا ہو گا۔ (1)

سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منوّرہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لئے خرچ کرتے ہو اس کا تمہیں اجر دیا جاتا ہے حتی کہ اس نوالے کا بھی جسے تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔ (2)

اہل و عیال کی بے جا خواہشات کا غلام نہ بنئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً ماں باپ، بیوی بچّوں اور قَرابت داروں کے حُقوق کی ادائیگی ہماری ہی ذِمّہ داری ہے لیکن اس معاملے میں انتہائی احتیاط کی بھی ضرورت ہے، انسان اپنے آپ کو بیوی بچّوں کی خواہشات کا ایسا غلام ہر گز نہ بنائے کہ ان کی ناجائز خواہشیں بھی پوری کرتے پھرے یا جائز خواہشوں کو پورا کرنے کیلئے آمدنی کے ناجائز ذرائع اختیار کرے اور شریعت کی حدیں پھلانگنے لگ جائے۔ یاد رکھئے! اگر ہم بیوی بچّوں یا والدین وغیرہ کی خواہشات پوری کرنے اور ان کے طعنوں سے بچنے کیلئے حرام و حلال کی پروا کئے بغیر مال و دولت جمع کرتے رہے، مشکل وقت میں اُنہیں صبر و شکر، تَوَکُّل و قناعت کا ذہن نہ دیا اور اُنہیں حلال و حرام کی تمیز نہ سکھائی تو کہیں ایسا نہ ہو

---

1 ... المعجم الاوسط، ۴/۳۲۸، حدیث: ۶۱۳۵

2 ... مسلم، کتاب الوصیۃ، باب الوصیۃ بالثلث، ص ۶۸۲، حدیث: ۴۲۰۹

کہ کل بروزِ قیامت وہی ہمارے خِلاف بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مُقدَّمہ کر دیں اور ہماری پکڑ ہو جائے، جیسا کہ

مالِ حرام کا وَبال

حضرت سَیِّدُنا فقیہ ابو اللَّیث سَمرقَندی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نَقل کرتے ہیں: مروی ہے کہ مرد سے تعلُّق رکھنے والوں میں پہلے اُس کی زَوجہ اور اُس کی اَولاد ہے، یہ سب (یعنی بیوی، بچّے قیامت میں) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: اے ہمارے رَبّ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اِس شخص سے ہمارا حق دِلا، کیونکہ اِس نے کبھی ہمیں دِینی اُمور کی تعلیم نہیں دی اور یہ ہمیں حرام کھلاتا تھا جس کا ہمیں علم نہ تھا، پھر اس شخص کو حرام کمانے پر اس قدر مارا جائے گا کہ اس کا گوشت جُھڑ جائے گا پھر اس کو میزان (یعنی ترازو) کے پاس لایا جائے گا، فرشتے پہاڑ کے برابر اس کی نیکیاں لائیں گے تو اس کے عِیال (یعنی بال بچّوں) میں سے ایک شخص آگے بڑھ کر کہے گا: میری نیکیاں کم ہیں، تو وہ اُس کی نیکیوں میں سے لے لے گا، پھر دوسرا آکر کہے گا: تُو نے مجھے سُود کھلایا تھا اور اُس کی نیکیوں میں سے لے لے گا، اِس طرح اُس کے گھر والے اس کی سب نیکیاں لے جائیں گے اور وہ اپنے اہل و عیال کی طرف حسرت و یاس (یعنی رَنج و مایوسی) سے دیکھ کر کہے گا: اب میری گردن پر وہ گُناہ و مَظالم رہ گئے جو میں نے تمہارے لئے کئے تھے۔ فرشتے کہیں گے: یہ وہ شخص ہے جس کی نیکیاں اِس کے گھر والے لے گئے اور یہ اُن کی وجہ سے جہنّم میں چلا گیا۔[1]

---

1 . . . قرۃ العیون، الباب الثامن فی عقوبۃ قاتل . . . الخ، ص ۴۰۱

غور کیجئے! اس شخص کی بد نصیبی کا کیا عالَم ہو گا جو اپنے اہل و عیال کی خاطِر حرام کماتا رہے اور بروزِ قیامت اس کے گھر والے ہی اُس کی تمام نیکیاں حاصل کر کے نجات پا جائیں اور وہ خُود قلّاش (کنگال) رہ جائے۔ بد قسمتی سے مُعاشرے کے حالات اس قدر خراب ہو چکے ہیں کہ مال کی حرص و ہَوَس میں نہ جانے کیسے کیسے گُناہوں کا اِرتکاب کیا جارہا ہے۔ نقلی، مِلاوٹ والی اور عیب دار چیز کو اصلی، معیاری اور اعلیٰ کو الٹی کی بتا کر بیچا جارہا ہے، اَوّلاً تو عیب ہی پوشیدہ رکھا جاتا ہے اور اگر کوئی خریدار کسی خرابی کی نشاندہی کرے تو اُسے یقین دِلانے کیلئے جُھوٹی قسمیں کھانے سے بھی گُریز نہیں کیا جاتا۔ یاد رکھئے! ماں باپ کی خدمت کرنا، بیوی بچّوں کا خیال رکھنا اور اُن کی ضروریات کو پورا کرنا بُری بات نہیں، بُری بات یہ ہے کہ انسان اپنی استطاعت سے بڑھ کر ان کی خواہشات پوری کرنے کی کوشش کرتے ہوئے مالِ حرام کی طرف پیش قدمی کرے اور ماں باپ، بیوی بچّوں یا عزیز رشتے داروں کی خاطر اپنے آپ کو اُس اُخروی ہلاکت پر پیش کر دے جس کی طرف حدیثِ پاک میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ

گھر والوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے والا

تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مومن کو اپنا دین بچانے کیلئے ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ اور ایک غار سے دوسرے غار کی طرف بھاگنا پڑے گا، اس وقت روزی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی ہی سے حاصل کی جائے گی۔ جب ایسا زمانہ آجائے گا تو آدمی اپنے بیوی بچّوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گا، اگر اس کے بیوی بچّے نہ ہوں تو وہ اپنے والدین کے ہاتھوں ہلاک

ہو گا، اگر اس کے والدین نہ ہوئے تو وہ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گا۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! وہ کیسے؟ فرمایا: وہ اُسے اُس کی تنگ دستی پر عار دلائیں گے تو وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والے کاموں میں مصروف کر دے گا۔[1]

اس حدیثِ پاک پر خصوصاً وہ اسلامی بہنیں غور کریں جو اپنے شوہروں کو ان کی آمدنی پر طرح طرح کے طعنے دیتے ہوئے اس طرح کی جلی کٹی باتیں سناتی ہیں: فُلاں نے اتنا بڑا مکان بنالیا، فُلاں کتنا خُوشحال ہو گیا ہے، تم بھی تو کچھ کرو، تمہاری تنخواہ میں تو گھر کے اَخراجات ہی پورے نہیں ہوتے وغیرہ وغیرہ۔ نیز شوہر مُلازَمت و کاروبار سے جیسے ہی تھکا ہارا گھر آتا ہے اپنی فرمائشوں اور بچّوں کی شکایتوں کے اَنبار لگا کر اس کو مالی حالات سے بیزار اور ذہنی اَذِیّت میں گرفتار کر دیتیں ہیں۔ نتیجتاً بے چارہ شوہر ان کے طعنوں سے بچنے اور ان کی بے جا فرمائشیں پوری کرنے کے لئے حُصُولِ مال کے وَبال میں پھنس کر روزگار کے ناجائز ذرائع اختیار کر لیتا ہے۔ حرام مال اپنے ساتھ کیا کیا تباہ کاریاں لاتا ہے اس بارے میں 3 فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سنئے اور حرام سے بچنے کی نیّت بھی کر لیجئے۔

مالِ حرام قبولیتِ اعمال میں رُکاوٹ

1. اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کی جان

1 ... زھد کبیر، ص ۱۸۳، حدیث: ۴۳۹

ہے! بے شک بندہ حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اس کے 40 دن کے عمل قبول نہیں ہوتے اور جس بندے کا گوشت حرام اور سُود سے پلا بڑھا ہو اس کیلئے آگ زیادہ بہتر ہے۔[1]

2. جو شخص 10 دَراہم میں ایک کپڑا خریدے اور ان میں حرام کا ایک دِرہم بھی شامل ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس وقت تک اس کی کوئی نماز بھی قبول نہیں فرمائے گا کہ جب تک اس کپڑے میں سے کچھ بھی اس کے استعمال میں رہے۔[2]

3. اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ایک فرشتہ ہر رات میں بَیْتُ الْمُقَدَّس کی چھت پر نِدا کرتا ہے: جس نے حرام کھایا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا نہ کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ ہی کوئی نفل۔[3]

کھائیں رزقِ حرام ، ایسے ہیں بد لگام ان کو کس نے کہا؟ عاشقانِ رسول
عہد توڑا کریں ، جُھوٹ بولا کریں ان کو کس نے کہا؟ عاشقانِ رسول

رزقِ حرام کی آفات

حضرت سَیِّدُنا امام ابُوالفَرج عبدُ الرَّحمٰن بن علی جَوزی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رزقِ حرام اور مالِ حرام سے بچنے کی نصیحتیں کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: حرام غذا ایک ایسی آگ ہے جو فکر کی چربی پگھلا دیتی ہے، حلاوتِ ذکر کی لذّت ختم کر دیتی ہے، سچی نیّتوں کے لباس جلا دیتی ہے اور حرام ہی سے بصیرت کا اندھا پن پیدا ہوتا ہے لہٰذا مالِ حلال

1 . . . معجم اوسط، ۵/۳۴، حدیث: ۶۴۹۵

2 . . . کنز العمال، کتاب البیوع، الباب الاول فی الکسب، جزء: ۲، ۲/۸، حدیث: ۹۲۶۰

3 . . . احیاء علوم الدین، کتاب الحلال والحرام، الباب الاول فی فضیلۃ الحلال . . . الخ، ۲/۱۱۴

جمع کرو اور اُسے میانہ روی سے خرچ کرو خُود بھی حرام سے بچو اور اپنے گھر والوں کو بھی اِس سے بچاؤ، حرام خوروں کی صحبت میں نہ بیٹھو، ان کا کھانا کھانے سے بچتے رہو اور جس کا ذریعۂ مَعاش، حرام ہو اس کی صحبت اِختیار نہ کرو۔ اگر تم اپنی پرہیز گاری میں سچے ہو تو نہ ہی کسی کی حرام پر رہنمائی کرو کہ اگر وہ اُسے کھالے تو اُس کا حساب تم سے لیا جائے اور نہ ہی حرام کے حُصُول میں کسی کی مدد کرو کیونکہ مُعاون (یعنی مددگار) بھی عمل میں شریک ہی ہوتا ہے۔ یاد رکھو! حلال کھانے ہی سے اعمال قبول ہوتے ہیں اور فاقہ و تنگدستی کو چُھپانے اور تنہائی میں رو رو کر آہیں بھرنے کو اعمال کی قبولیّت اور رِزقِ حلال کمانے کے سلسلے میں نہایت اَہم مقام حاصل ہے۔[1]

سَیِّدُنا بہاءُ الدین زکریّا ملتانی کی نصیحت

شیخُ الاسلام حضرت سَیِّدُنا بہاءُ الدین زکریّا ملتانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے مُریدوں کو اکثر یہ نصیحت فرماتے تھے: اپنے بیوی بچّوں کو رزقِ حلال کھلاؤ، اگر ذرّہ برابر بھی ناجائز اور حرام کمائی کسی نے اپنی زَوجہ و اَولاد کو کھلائی تو ان کے اندر بھی حرام رِزق کی تاثیر پیدا ہو جائے گی۔[2]

نارِ دوزخ میں نہ لے جائے کہیں مالِ حرام
کر لو توبہ چھوڑ دو اے بھائیو! سب ہیر پھیر

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

1 . . . آنسوؤں کا دریا، ص ۲۸۴

2 . . . اللہ کے خاص بندے عبدہ، ص ۵۴۶

زندگی بھر کا ساتھ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شادی کے ذریعے میاں بیوی زندگی کے سفر میں ایک دوسرے کے رفیقِ سفر بن جاتے ہیں اور چونکہ یہ سفر طویل ہے تو ان کی رفاقت بھی طویل ہی ہوتی ہے شاید اسی لئے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا رفیقِ حیات یعنی زندگی بھر کا ساتھی کہا جاتا ہے۔ اس طویل سفر میں جا بجا نشیب و فراز آتے رہتے ہیں اس لئے ہنسی خُوشی اس سفر کو طے کرنے کیلئے میاں بیوی میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ غور کرے کہ مجھے دینی و دُنیوی اعتبار سے کامیاب شوہر یا کامیاب بیوی کا کردار ادا کرنے کیلئے کن اوصاف و اَخلاق کا حامل ہونا چاہئے۔ آیئے! مُلاحظہ کیجئے کہ کامیاب شوہر کو کن اَخلاق کا خیال رکھنا چاہئے:

شوہر کو کیسا ہونا چاہئے؟

1. شوہر کو چاہئے کہ وہ حسنِ اَخلاق، نرم مِزاجی، رحمدلی کے ساتھ اپنی بیوی سے پیش آئے۔ اُسے تکلیف نہ پہنچائے، گالی نہ دے، حیا سے عاری، اَخلاق سے گرے ہوئے بازاری الفاظ نہ بولے، مسکراتے چہرے سے ملاقات کرے، خُوشحالی اور تنگدستی ہر حالت میں اس سے میٹھی اور عُمدہ گفتگو کرے، بیوی کو احساس دلائے کہ میرے دل میں تمہارا بلند مقام ہے۔
2. شوہر کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی پر ظُلم و زِیادَتی نہ کرے، اس کے حُقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتے بلکہ عدل و انصاف قائم رکھے۔ اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان

کے درمیان بھی عدل و انصاف کو ملحوظ رکھے، کسی ایک کی طرف زیادہ مائل ہونے سے گُریز کرے، رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس کی دو بیویاں ہوں اور ان میں سے کسی ایک کی طرف اُس کا میلان زیادہ ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اُس کا ایک پہلو مفلوج ہو گا۔[1] خود ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بھی تعلیمِ اُمّت کیلئے اپنی ازواجِ مُطَہَّرات میں عدل و انصاف کا خُوب خیال فرماتے چنانچہ اُمُّ المومنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں: رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہمارے ہاں قیام کی تقسیم کے معاملے میں ہم میں سے کسی کو کسی پر فضیلت و ترجیح نہیں دیتے تھے۔[2]

3. شوہر کو چاہئے کہ وہ بیوی کے راز کو اپنے سینے میں چُھپائے رکھے نیز اس کی امیدوں، دُکھوں اور اچھی بُری باتوں یا عادتوں کو بِلا مَصْلِحت کسی پر ظاہر نہ کرے، اس کے حسنِ ظاہر اور حسنِ باطن کو غیروں بالخصوص مَردوں پر ظاہر نہ کرے، خاص طور پر صحبت کے وقت کے راز تو اشارتاً بھی بیان نہ کرے۔ یہ سخت ناجائز و حرام اور حیا سے عاری کام ہے، حدیثِ مُبارَکہ میں ہے: اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین شخص وہ ہو گا جو اپنی عورت کے قریب جائے اور عورت اس کے پاس جائے پھر وہ شخص اس کا راز ظاہر کر دے۔[3]

---

1 . . . ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی التسویۃ بین الضرائر، ۲/۳۷۵، حدیث: ۱۱۴۴

2 . . . ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، ۲/۳۵۳، حدیث: ۲۱۳۵

3 . . . مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سر المرأۃ، ص ۵۷۹، حدیث: ۳۵۴۲

4. شوہر کو چاہئے کہ گھریلو کاموں میں بیوی سے ہونے والی غلطیوں سے درگُزر کرے اور گالی گلوچ کرنے، مارنے پیٹنے اور جِھڑکنے کے بجائے پیار سے سمجھائے کیونکہ عورت عموماً نرم دل ہوتی ہے اور محبت چاہتی ہے لہٰذا نرمی و پیار سے سمجھانے سے بات اُس کی سمجھ میں آجائے گی۔ اس کے بَر خِلاف اگر شوہر بیوی کی غلطیوں کی تاک اور عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو لڑائی جھگڑا ہوتا رہے گا اور شیطان خُوشی مناتا رہے گا کیونکہ وہ یہی تو چاہتا ہے کہ میاں بیوی میں فساد برپا ہو جائے اور ان کی زندگی اجیرن بن جائے۔

5. شوہر کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کی دینداری، حسنِ اَخلاق اور اعلیٰ فضائل و خصائل پر نظر رکھے، صرف اس کے ظاہر کو نہ دیکھے، باطن پر بھی توجّہ دے۔ ظاہری حسن دھوکہ ہوتا ہے اور باطنی حسن قیمتی ہوتا ہے جو ہمیشہ قائم رہتا ہے۔

6. شوہر کو چاہئے کہ وہ خود بھی نماز روزے کی پابندی اور دیگر نیک کام کرے اور اپنی بیوی کو بھی نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے، سنّتوں پر عمل کرنے اور عبادات بجالانے کی ترغیب دیتا رہے، دین کے ضروری مسائل سیکھنے میں اُس کی مدد کرے، قرآنِ پاک کی تلاوت اور مختلف کاموں سے پہلے کی مسنون دعائیں پڑھنے کی تلقین کرے، اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں صدقہ و خیرات کی ترغیب دلائے تاکہ دل سے مال کی محبت نکلے اور آخرت بہتر ہو، غرض یہ کہ بال بچوں کی اصلاح کی کوشش جاری رکھنی چاہئے اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (پ۲۸، التحریم:۶)

ترجَمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

7. شوہر کو چاہئے کہ اپنی بیوی کی خُوشنودی کی خاطر ظاہری باطنی صفائی کا خیال رکھے داڑھی مونچھ اور سر کے بالوں کا مناسب بندوبست رکھے، تیل کنگھی کا اِہتمام کرے، اندرونی بالوں کی مناسب وقت پر صفائی کرے، صاف ستھرا لباس زیبِ تن کیا کرے اور شریعت کی حد میں رہتے ہوئے ہر اعتبار سے زینت اختیار کرے۔ حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: بلاشُبہ میں اپنی بیوی کے لئے زینت اختیار کرتا ہوں جس طرح وہ میرے لئے بناؤ سنگھار کرتی ہے اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں وہ تمام حُقُوق اچھی طرح حاصل کروں جو میرے اُس پر ہیں اور وہ بھی اپنے حُقُوق حاصل کرے جو اس کے مجھ پر ہیں۔ کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا اُن پر ہے شرع کے مُوافق) اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ بیویوں کے ساتھ اچھی صحبت اور بہتر سُلوک خاوندوں پر اسی طرح لازم ہے جس طرح بیویوں پر ہر اُس (جائز) کام میں خاوندوں کی اطاعت واجب ہے جس کا وہ اُنہیں حکم دیں۔[1]

8. جب بیوی کسی تکلیف، دُکھ درد اور مشکل میں ہو یا بیمار ہو جائے تو شوہر کو چاہئے کہ

1 ... تفسیر قرطبی، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۲۸، ۲/۹۶

اُس کا ساتھ دے، اُس کے ساتھ حقیقی ہمدردی کرے، بیماری میں بیوی کی کیفیت کے مطابق اُسے گھریلو کام کاج میں مُناسب رِعایت دے اور اُس کا ہاتھ بھی بٹائے، اُس کی پریشانی دور کرنے اور علاج مُعالجہ کروانے کی طرف خُصُوصی توجّہ دے، اس معاملے میں سُستی و بے پروائی، بخل و کنجوسی یا بیزاری کا مُظاہرہ کرنا باہمی محبت اور گھریلو ماحول پر منفی اثرات مُرتّب کرتا ہے۔

9. شوہر کو چاہئے کہ اگر بیوی کبھی کسی بات پر روٹھ جائے تو خود بھی خَفا ہو جانے کے بجائے اُسے مَنانے کی کوشش کرے اور یہ باتیں پیشِ نظر رکھے کہ جب میں خود روٹھتا ہوں تو وہ بھی مجھے مَناتی اور میرے ناز نخرے اُٹھاتی ہے، آج اگر وہ ناراض ہوگئی تو کیا ہوا، وہ بھی تو آخر انسان ہے، اُسے بھی تو کسی بات پر غُصّہ آسکتا ہے، میں اُسے پیار محبت سے مَنا لوں گا تو کونسی قیامت آجائے گی وغیرہ وغیرہ۔ یاد رکھئے! بیوی کے روٹھ جانے پر اُسے اہمیّت نہ دینا اور ناراض چھوڑ دینا بے مُروّتی کی بات ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مرد کو اگر عورت پر فضیلت عطا فرمائی ہے تو عورت کو بھی کئی اعتبار سے عظمتیں عطا کی ہیں۔ چنانچہ

عورت کی عظمت

شیخُ الحدیث، علّامہ عبدُ المصطفےٰ اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ❀ عورت خُدا کی بڑی بڑی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ ❀ عورت دُنیا کی آبادکاری اور دینداری میں مَردوں کے ساتھ تقریباً برابر کی شریک ہے۔ ❀ عورت مرد کے دل کا

سُکون، روح کی راحت، ذہن کا اطمینان، بدن کا چین ہے۔ ❀عورت دُنیا کے خُوبصورت چہرہ کی ایک آنکھ ہے۔ اگر عورت نہ ہوتی تو دُنیا کی صورت کانی ہوتی۔ ❀عورت آدم عَلَیْہِ السَّلَام و حضرت حوّا (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا) کے سوا تمام انسانوں کی "ماں" ہے اس لئے وہ سب کے لئے قابلِ احترام ہے۔ ❀عورت کا وُجُود انسانی تمدُّن کیلئے بے حد ضروری ہے اگر عورت نہ ہوتی تو مَردوں کی زندگی جنگلی جانوروں سے بدتر ہوتی۔ ❀عورت بچپن میں بھائی بہنوں سے محبت کرتی ہے۔ شادی کے بعد شوہر سے محبت کرتی ہے۔ ماں بن کر اپنی اَولاد سے محبت کرتی ہے۔ اس لئے عورت دُنیا میں پیار و محبت کا ایک "تاج محل" ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اب اسلامی بہنیں مُلاحَظہ کریں کہ کامیاب بیوی کو کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے:

بیوی کو کیسا ہونا چاہئے؟

1. بیوی کو چاہئے کہ اپنے حسنِ اَخلاق، ثابت قدمی اور عُمدہ عادات و اوصاف کے ذریعے اپنے شوہر کا دل جیت لے اور سُسرال میں اپنا وَقار قائم کرے۔ بدخُلقی اور بدمِزاجی سے پرہیز کرے۔ اپنے شوہر کیلئے تسکین کا باعث بنے، اس کی خواہش کا خیال رکھے اس کے ساتھ شدید محبت و اُلفت کا اظہار کرے۔
2. بیوی کو چاہئے کہ ہر نیک اور جائز کام میں اپنے شوہر کی اِطاعت و فرمانبرداری کرے،

1... جنتی زیور، ص۳۸

اس کی ہر جائز طلب پر لبّیک کہہ کر اس کی محبت کی انتہا تک پہنچنے کی کوشش کرے، اپنی اور شوہر کی عزّت کی حفاظت کرے، ہمیشہ اپنے شوہر کا احترام کرے اور اس کو خُوش رکھنے کے جَتَن کرتی رہے کیونکہ شوہر کی خُوشی اور اِطاعت گُزاری میں ہی بیوی کیلئے جنّت کی حق داری ہے۔ نبیِ رحمت، مالکِ جنّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزّت و عِصْمت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اِطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنّت کے جس دروازے سے چاہے جنّت میں داخل ہو جا۔[1]

3. بیوی کو چاہئے کہ شرم و حیا کا زیور اپنائے اور شوہر کی غیرت کا لحاظ رکھے، اس کی غیر موجودَگی میں بیگانوں کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے، اگر شوہر کی غیر موجودَگی میں شوہر کا کوئی دوست گھر میں داخل ہونے کیلئے اجازت طلب کرے تو خود پر اور شوہر پر غیرت کھاتے ہوئے نہ تو اس کو گھر میں داخل ہونے دے اور نہ ہی سوال و جواب کا سلسلہ کرے البتہ اگر دروازے کے پیچھے سے مجبوراً کسی بات کا جواب دینا پڑے تو آواز میں نرمی و لچک پیدا کئے بغیر روکھے انداز میں مختصر جواب دے دے۔ یونہی اگر راستے میں کہیں شوہر کے دوست سے آمنا سامنا ہو جائے تو اس کو ہرگز اپنی پہچان نہ کرائے بلکہ جس غیر مَحْرَم شخص کے بارے میں یہ گمان ہو کہ وہ اسے جانتا ہے یا یہ اُسے جانتی ہے تو اس کے

---

1 . . . مسند احمد، مسند عبد الرحمن بن عوف، ۱/۴۰۶، حدیث: ۱۶۶۱

سامنے بھی اجنبیت کا مُظاہَرہ کرے۔

4. بیوی کو چاہئے کہ جو کچھ ربّ تعالیٰ نے اس کے شوہر کو دیا ہے اسی پر راضی رہتے ہوئے ربّ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، اگر شوہر کی آمدنی کم ہے تو اس کو کم آمدنی پر طعنے نہ دے کہ وہ حرام روزی میں پڑ جائے بلکہ اُس کا حوصلہ بڑھائے اور اُسے حرام سے بچ کر حلال روزی کمانے ہی کی تلقین کرے۔ چنانچہ امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: گزشتہ زمانے میں عورتوں کی عادت تھی کہ مرد گھر سے نکلنے لگتا تو اس کی بیوی یا بیٹی اس سے کہتی: حرام کمائی سے بچتے رہنا، ہم بھوک و تکلیف تو برداشت کر سکتے ہیں لیکن جہنّم کی آگ برداشت نہیں کر سکتے۔ (1)

5. بیوی اپنے شوہر کی راز دار بن کر رہے، شوہر کی کوئی بات بھی اپنی سہیلیوں وغیرہ کے سامنے بیان نہ کرے، بالخصوص اپنے اور شوہر کے پوشیدہ معاملات تو ہرگز ہرگز نہ بتائے۔ رسولِ اکرم نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: روزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بُرا وہ ہو گا جو اپنی بیوی سے یا جو بیوی اپنے شوہر سے حاجت پوری کرے اور اپنے ہمسفر کا راز فاش کر دے۔ (2)

6. بیوی کو چاہئے کہ شوہر سے نہ ضرورت سے زیادہ حیا کرے اور نہ ہی حد سے بڑھ کر بے تکلّف ہو البتہ شوہر کے مِزاج کو ضرور مدِّ نظر رکھے، اس سے لڑائی جھگڑا نہ کرے، جب شوہر بات کرے تو خاموشی اختیار کرے اور غور سے سنے، شوہر کے

1... احیاء العلوم، ۲/۲۱۹

2... مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سر المرأۃ، ص ۵۷۹، حدیث: ۳۵۴۳

گھر والوں اور قرابت داروں کا احترام کرے، اچھے انداز میں شوہر کا حال دریافت کرے اور جب اسے دیکھے تو خُوشی سے ملے اور اپنائیت کا اظہار کرے۔

7. شوہر کے مال میں حسنِ تدبیر اختیار کرے، شوہر کی اجازت کے بغیر اُس کا مال خرچ نہ کرے اور نہ ہی میکے والوں کو کچھ دے بلکہ بغیر اجازت صدقہ بھی نہ کرے اور اجازت سے بھی فضول خرچ نہ کرے۔

8. بیوی کو چاہئے کہ اپنے مکان، بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے۔ جب شوہر اپنے کام سے فارغ ہو کر گھر آئے تو اچھی حالت میں بہتر انداز سے اُس کا استقبال کرے۔

9. بیوی کو چاہئے کہ اپنے شوہر کی اَولاد سے محبت کرے، ان کی اچھی تَرْبِیَت کرے، چھوٹے بچّوں کو خاص طور پر نہلا دُھلا کر اُجلا رکھے، بڑے بچّوں کی صفائی سُتھرائی کا بھی خیال کرے، وقت پر صاف ستھرے کپڑے مُہَیّا کرے، ان پر ہمیشہ شفقت کرے اور ان کو خُوش رکھے۔ چنانچہ حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بے شک جنّت میں ایک گھر ہے جسے "الفرح" کہا جاتا ہے۔ اس میں وہی لوگ داخل ہوں گے جو بچّوں کو خُوش کرتے ہیں۔[1]

10. بیوی کو چاہئے کہ حکمت و دانائی، سچائی اور سمجھداری کو اپنا زیور بنالے، بات کو پہلے تولے بعد میں بولے، گالی گلوچ اور فحش گوئی وغیرہ سے اپنی زبان آلودہ نہ کرے۔

---

1 . . . جامع صغیر، ص ۱۴۰، حدیث: ۲۳۲۱

11. جب شوہر کسی وجہ سے پریشانی کا شکار ہو تو اس کا حوصلہ بڑھائے، اگر وہ غصے میں ہو تو اس کے سامنے ایسی گفتگو کرے جس سے اس کا غُصّہ ٹھنڈا ہو جائے، اگر کسی بات پر نصیحت کی ضرورت محسوس کرے تو ایسے انداز میں نصیحت کرے کہ شوہر کو ناگوار نہ گزرے، ہر وقت نصیحت کرنے سے گُریز کرے، اگر شوہر مشورہ طلب کرے تو ایسا مشورہ دے جو دینی، اَخلاقی اور مُعاشَرَتی اعتبار سے دُرست اور شوہر کے حق میں مفید ہو۔

12. بیوی کو چاہئے کہ شوہر کی پسند کو اپنی پسند بنائے، اُس کی طبیعت کو سمجھنے کی کوشش کرے کہ اُسے کیا اچھا اور کیا بُرا لگتا ہے، رہن سہن کے معاملے میں اپنا رَوَیّہ ایسا رکھے کہ شوہر کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے کہ میں اپنی بیوی کے نزدیک بہت اچھا ہوں اور وہ میرے ساتھ تنگدستی و فراخ دستی اور خُوشی و غمی ہر حال میں خُوش ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ساس، سسر کو کیسا ہونا چاہیے؟

شادی کے بعد لڑکی کیلئے سُسرال کا ماحول اور وہاں کے افراد اجنبی ہوتے ہیں، اگر رشتہ داروں میں شادی ہوئی ہو تب بھی رہن سہن کے معاملات میں کسی حد تک اُسے اجنبیت ہی محسوس ہوتی ہے اس لئے ساس سُسر کو چاہئے کہ اُس کے ساتھ بُزرگانہ برتاؤ کریں اور چند باتوں کا خُصُوصِیَّت کے ساتھ خیال رکھیں۔

❀ ساس سُسر کو چاہئے کہ وہ اپنی شفقتوں کے ذریعے بہو کی اجنبیت اور وحشت کو جلد

از جلد ختم کرنے کی کوشش کریں اور اسے اُنسیّت (محبت) کا احساس دلائیں تا کہ اُسے کام کاج وغیرہ میں دُشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

❀ ساس کو چاہئے کہ وہ اپنی بہو کو نرمی اور اچھے انداز سے گھریلو کام کاج کے ڈھنگ سکھائے اور اپنے یہاں کے طور طریقے بتائے۔

❀ کبھی غلطی کر بیٹھے تو اُسے ڈانٹنے یا اُس کی ماں کی تَربِیَت پر منفی تبصرہ کرنے کے بجائے اسے اپنی بیٹی سمجھتے ہوئے درگزر سے کام لے۔ البتہ اگر ساس سُسر کبھی ڈانٹ دیں تو بہو کو چاہئے کہ یہ سوچ کر نظر انداز کر دے کہ میرے والدین بھی تو کبھی مجھے ڈانٹ دیتے تھے، ساس سُسر نے ڈانٹ دیا تو کیا ہوا یہ بھی ماں باپ کی جگہ ہیں۔

❀ ساس سُسر کو چاہئے کہ وہ اپنی بہو کی عزّتِ نَفْس کا خیال رکھیں، مہمانوں، رشتے داروں یا گھر کے دیگر افراد کے سامنے اُسے جِھڑکنے یا اُس پر غُصّہ کرنے سے گُریز کریں بلکہ بہو کے سامنے اُس کے شوہر پر بھی غُصّہ نہ کریں۔

❀ ساس سُسر اور شوہر کو چاہئے کہ دُلہن کے ماں باپ، بھائی بہن اور رشتہ داروں کے بارے میں ایسی باتیں نہ کریں جس سے اُس کی دل آزاری ہو اور اُسے تکلیف پہنچے کیونکہ انسان فطری طور پر اپنوں کی بُرائی سُننا گوارا نہیں کرتا۔ مروی ہے کہ جب ابو جہل کے بیٹے حضرت سَیِّدُنا عِکْرِمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایمان لائے تو رسولِ کریم رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو حکم دیا کہ عِکْرِمہ کے سامنے کوئی بھی اُن کے

باپ ابو جہل کو بُرا نہ کہے۔ [1]

❀ سُسر اور بہو اگرچہ ایک دوسرے کیلئے مَحْرَم ہیں، ان کیلئے ایک دوسرے سے شَرْعی پردہ کرنا واجب نہیں مگر اس کے باوُجُود بہو کو چاہئے جب بھی سُسر کے سامنے جانا ہو اُس کی بُزرگی کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے سر، گلے اور سینے وغیرہ پر دوپٹا یا چادر اچھی طرح اوڑھ لے، اِس کے علاوہ سُسر اور بہو دونوں ہی کو چاہئے کہ اپنے درمیان تکلّف اور شرم و حیا کی دیوار قائم رکھیں اور ایک دوسرے سے ہرگز ہرگز بے تکلّف نہ ہوں۔

داماد کو کیسا ہونا چاہئے؟

شادی کے بعد لڑکے کو بھی داماد ہونے کی حیثیّت سے چند باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے:

❀ داماد کو چاہئے کہ وہ اپنی ساس سُسر کو اپنے والدین کی طرح سمجھے۔ ❀ ان کا ادب و احترام کرے۔ ❀ اُن پر غُصّہ کرنے یا اُن کی بُرائی کرنے سے خود کو باز رکھے۔ ❀ اپنے سُسرال سے اِس قسم کی لالچ نہ کرے کہ وہ میرے اور میرے گھر والوں کیلئے کھانے پینے کی اشیاء، نئے موسمی پھل یا تحفے وغیرہ بھیجتے رہیں بلکہ اپنے سُسرال میں تحفے تحائف یا کوئی چیز اس غرض سے بھی نہ بھیجے کہ اُنہیں اِس سے اعلیٰ چیز بھیجنی چاہئے۔ ❀ جب اُس کے ساس سُسر اپنی بیٹی سے ملنے آئیں تو اُنہیں نظر انداز کرنے یا ان سے روکھے انداز میں ملنے کے بجائے خندہ پیشانی سے ملے اور حسبِ استطاعت ان کی ضیافت (کھانے وغیرہ) کا اِہتمام بھی کرے۔ ❀ ساس سُسر کے سامنے اپنی زَوجہ یعنی اُن کی بیٹی کی بُرائی

1 . . . مدارج النبوت، قسم سوم، باب ہفتم، ذکر عکرمہ بن ابی جہل، ۲/ ۲۹۸

بیان نہ کرے۔ ❀ سُسرال جائے تو ضرورت سے زیادہ وہاں ٹھہر کر اُن پر بوجھ نہ بنے۔ ❀ سُسرال میں اپنی پُر تکلّف دعوت کی فرمائش نہ کرے بلکہ اس کی خواہش بھی دل میں نہ رکھے۔ ❀ سُسرال والوں سے حتی الامکان قرض لینے سے بچے کہ اِس سے سُسرال میں اور بیوی کی نظر میں عزّت کم ہوتی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ساس بہو میں اختلاف کی بنیادی وجہ

عموماً ساس بہو میں نا اتفاقی اور کشیدگی کی بُنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ شادی سے پہلے لڑکے کی زیادہ اپنائیت ماں کے ساتھ ہوتی ہے اور وہ اس کے حُقوق ادا کرتا ہے مگر شادی کے بعد وہ ماں کے ساتھ ساتھ اپنی بیوی کے حُقوق بھی ادا کرتا ہے تو ماں شاید یہ محسوس کرتی ہے کہ بیٹے کی توجّہ اس سے ہٹ کر صرف بہو کی ہی طرف ہو گئی ہے اور میرے حُقوق ادا کرنے کے بجائے اسی کے حُقوق پورے کرتا ہے۔ ایسی صورت میں بیٹے کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کے حُقوق پورے طریقے سے ادا کرے اور ایسا کوئی انداز اختیار نہ کرے جس سے والدین یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ اِس کے دل میں ہماری اہمیّت کم ہو گئی ہے۔ ساس کو بھی چاہئے کہ وہ اس بات کو اپنے ذہن میں نہیں آنے دے اور یہ سوچے کہ بیٹے پر اب زیادہ ذمے داری آگئی ہے ممکن ہے کہ جسمانی اور ذہنی تھکن کی وجہ سے وہ پہلے کی طرح مجھے وقت نہیں دے پاتا ہو۔ نیز بہو کو بھی چاہئے کہ وہ ساس کی عزّت و خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑے، مختلف کاموں میں ساس سے مشورہ طلب کرے،

میکے وغیرہ جانے کیلئے شوہر کی اجازت کے ساتھ ساتھ اَخلاقی طور پر اپنی ساس سے بھی اجازت لے لے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ حکمتِ عملی اختیار کی جائے تو فائدہ ہی ہو گا۔

نَنْد و بھاوج میں اختلاف کی وجہ

شادی کے بعد شوہر کی جانب سے لڑکی کا تعلُّق شوہر کی بہن سے بھی ہو جاتا ہے جسے نَنْد کہا جاتا ہے اور یہ رشتہ بھابھی اور نَنْد کا رشتہ کہلاتا ہے۔ اگر بھابھی اور نَنْد میں اتفاق و اِتّحاد اور اپنائیت قائم ہو جائے تو یہ رشتہ گھر کو امن کا گہوارہ بنانے میں مُعاون و مددگار ثابت ہوتا ہے اس کے برعکس اگر ان دونوں میں سے ہر ایک اپنی بَرتری جتانے کی ٹھان لے، ہر بات میں ایک دوسرے کی تردید کر کے اُسے نیچا دکھانے کی کوشش کرے، ایک دوسرے کی عزّت اور حیثیّت کا لحاظ نہ کرے تو گھر کا امن تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ عام طور پر نَنْد و بھاوج میں کشیدگی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بہن بھائی کا رشتہ بہت پیار بھرا ہوتا ہے، بہن اپنے بھائی کی لاڈلی ہوتی ہے، اس سے اپنی ہر دلی خواہش پوری کرواتی ہے اور بھائی بھی جی جان سے اس پر شفقت کرتے ہوئے اس کی تمنّا پوری کر دیتا ہے۔ مگر جب بھائی کی شادی ہو جاتی ہے اور دُلہن کی صورت میں بھابھی گھر آتی ہے تو بھائی کی توجّہ اور اپنائیت کسی حد تک اپنی بیوی کی طرف بھی ہو جاتی ہے اور اَخراجات بھی بڑھ جاتے ہیں، شادی سے پہلے گھر والوں کے ساتھ جو رَوِیّہ تھا اُس میں بھی فرق آجاتا ہے جس کے نتیجے میں نَنْد اپنی بھابھی کو اِن تمام باتوں کا ذِمّہ دار سمجھ کر بلاوجہ دل برداشتہ ہو جاتی ہے بلکہ کبھی کبھار تو واقعی اس فرق کی اصل ذِمّہ دار بھابھی ہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی

ہوشیاری سے بہن بھائی میں نفرت کا زہر گھول دیتی ہے یا اُن کی محبتوں کو کم کرنے کی سازشیں کرتی ہے جس کی وجہ سے نَنَد کے دل میں اپنی بھابھی سے نفرت کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنی بھابھی کی نقل و حرکت پر نظر رکھتی ہے، اُس کی ہر بات کا اُلٹا مطلب نکالتی ہے، بات بات پر نُکتہ چینی کرتی ہے، اپنے بھائی کو بھابھی کے خِلاف بھڑکانے کی کوشش کرتی ہے اور عموماً اپنی ماں کو بھی اپنے ساتھ شریک کر کے بھائی کی محبت میں ہی بھائی کا ہنستا بستا گھر اُجاڑ دیتی ہے۔

نَنَد کو کیسا ہونا چاہئے؟

نَنَد کو چاہئے کہ وہ یہ بات ذہن نشین رکھے کہ بھابھی سے اُلجھنے جھگڑنے سے میرا ہی بھائی جس کی میں لاڈلی ہوں پریشان اور ذہنی دباؤ کا شکار ہو گا، گھر کے دیگر افراد بھی اَذِیّت و بے چینی کا شکار ہو جائیں گے اس طرح گھر کا سُکون برباد ہو جائے گا۔ نَنَد کو چاہئے کہ وہ بھابھی کے ساتھ خیر خواہی کرے، اس سے عزّت سے پیش آئے، اس کو اپنی سہیلی بنالے، اس کے دُکھ درد کا احساس کرے، اُس کی پریشانیوں میں اُس کا ساتھ دے، اُس کی طرف سے کوئی اَذِیّت و تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کرے، اُس کی طرف سے اپنا دل صاف رکھے، اس کی بُرائیوں اور عیبوں پر نظر پڑے تو اسے اچھے طریقے سے سمجھائے یا پردہ پوشی کرے۔ نَنَد اپنی بھابھی سے اچھا برتاؤ کرے گی تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بھابھی بھی اس کے ساتھ اچھے سُلوک سے پیش آئے گی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ اُس کے اپنے سُسرال میں اُس کی نَنَدیں بھی اُس کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں گی۔ اگر نَنَد

پہلے ہی شادی شُدہ ہے اور خُدانخواستہ سُسرال میں اُس کے ساتھ اُس کی ساس اور نَنْدوں کا اچھا رَوَیّہ نہیں ہے تب بھی اُسے چاہئے کہ وہ اپنے میکے جاکر اپنی بھابھی سے اُس کا بدلہ لینے اور بدسُلوکی کرنے کے بجائے رِضائے الٰہی کیلئے حُسنِ اَخلاق کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھے۔ البتہ بھابھی کو بھی اپنی نَنْد کے ساتھ نیک سُلوک کرنا چاہئے اور بہن بھائی کے رشتے میں دراڑیں یا اُن کی محبتوں میں فاصلے پیدا کرکے قطعِ رحمی جیسی بُرائی کا سبب نہیں بننا چاہئے کیونکہ احادیثِ مبارکہ میں قطعِ رحمی کی بہت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ

ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اُس قوم پر رحمت نہیں نازل ہوتی جس قوم میں کوئی رشتہ داریوں کو کاٹنے والا موجود ہے۔[1] اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں اور میں رَحْمٰن ہوں، میں نے رشتوں کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام سے اس کے نام کو مشتق کیا ہے۔ تو جو شخص رشتہ کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا اور جو اس کو کاٹ دے گا۔ میں اس کو کاٹ دوں گا۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سسر کی ذِمّہ داریاں

میاں بیوی میں سے ہر ایک کا باپ چونکہ دوسرے کیلئے سُسر کی حیثیّت رکھتا ہے یعنی لڑکے کا باپ لڑکی کیلئے اور لڑکی کا باپ لڑکے کے لئے سُسر ہوتا ہے اس لئے اُن کی

1 . . . شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، ۶/ ۲۲۳، حدیث: ۷۹۶۲

2 . . . ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی قطعیۃ الرحم، ۳/ ۳۶۳، حدیث: ۱۹۱۴

اِزْدِواجی زندگی کی بہتری میں اِن دونوں کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے بلکہ اگر شادی کے بعد لڑکا اپنے والدین کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہو تو لڑکی کے باپ کے مقابلے میں لڑکے کے باپ پر زیادہ ذِمّہ داریاں عائد ہوتی ہیں کیونکہ وہی اُن دونوں کے قریب ہوتا ہے۔ لہٰذا اُسے چاہئے کہ وقتاً فوقتاً اپنے بیٹے اور بہو کو گھریلو زندگی گُزارنے کے آداب بتائے اور غلطی کرنے پر ان کی اصلاح کرے۔ اگر بیٹا اپنی بیوی کے حُقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرے تو اسے سمجھائے اور بیوی کے حُقوق ادا کرنے کی تلقین کرے۔ اگر بیٹا اپنے سسرال والوں سے ناراض ہو، انہیں بُرا بھلا کہے یا بیوی کو ان سے ملنے نہ دے تو اس بارے میں بھی صحیح رُخ پر اُس کی رہنمائی کرے۔ اگر بیٹے اور بہو کے درمیان جھگڑا، تلخ کلامی یا ناراضی ہو جائے تو اِسے میاں بیوی کا آپس کا معاملہ قرار دیکر چُپ سادھنے اور اس معاملے سے اپنے آپ کو بر طرف سمجھنے کے بجائے انتہائی غیر جانبداری سے دونوں میں صُلح کروائے، خاص طور پر اپنے بیٹے کی بے جا حمایت سے گُریز کرے۔ سُسر کو چاہئے کہ سربراہ ہونے کی حیثیّت سے گھر کے ماحول اور تمام افراد کی نقل و حرکت، باہمی رویّوں اور گفتگو کے زاویوں کو بھی سنجیدگی سے پرکھتا رہے کہ کہیں گھر کے افراد یا باہر سے آنے والے رشتے دار وغیرہ اُس کے بیٹے اور بہو کے درمیان پھُوٹ ڈالنے کا سبب تو نہیں بن رہے، اگر ایسا ہو تو حکمتِ عملی سے اُنہیں اِس سے باز رکھے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مشورے دینے میں احتیاط سے کام لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میاں بیوی کا گھر بسانے یا اُجاڑنے میں کبھی کبھار تو

اُن کے عقلمند یا احمق دوست اپنا کردار ادا کرتے ہیں اس طرح کہ عقلمند دوست دینی اور دُنیوی اعتبار سے اچھے مشورے دیتے ہیں جس کے نتیجے میں میاں بیوی کا گھر بس جاتا ہے جبکہ احمق دوست عجیب و غریب قسم کے جاہلانہ مشورے دیتے ہیں جس کے نتیجے میں اُن کا گھر اُجڑ جاتا ہے۔ مگر اکثر میاں بیوی کا گھر بسانے یا اُجاڑنے میں اُن کے اپنے ہی بہن بھائیوں یا والدین کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اگر وہ سچی خیر خواہی کریں تو گھر بس جاتا ہے اور اگر جانے انجانے میں اس قسم کے مشورے دیں کہ اپنے رفیقِ حیات کے ناز و نخرے مت اُٹھانا ورنہ ساری زندگی پچھتاؤ گے، اس کا کوئی کام مت کرنا ورنہ غلام کہلاؤ گے، اس کی تعریف مت کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ان مشوروں کی وجہ سے لڑکے کا یہ ذہن بن جاتا ہے کہ بیوی پر بے جا سختی ہی کرنی ہے اور لڑکی کا یہ ذہن بن جاتا ہے کہ شوہر کی مخالفت کرنی اور ہٹ دھرمی سے کام لینا ہے، نتیجتاً شادی کے بعد میاں بیوی میں ناخوشگواری کی فضا قائم ہو جاتی ہے۔

بچّوں کا گھر بسانے میں ماں باپ کا کردار

والدین کو چاہئے کہ اپنے بچّوں کا گھر بسے رہنے اور ان کی محبتیں قائم رکھنے کی تگ و دو جاری رکھیں اور یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ بہو اور داماد کے درمیاں ناراضی کے موقع پر اُن کی ذرا سی غفلت و بے پروائی، بیٹے بیٹی کی غیر ضروری طرفداری یا منفی کردار کی وجہ سے ان کے بچّوں کا آشیانہ اُجڑ سکتا ہے۔ لہٰذا اگر خُدانخواستہ بیٹی اپنے شوہر سے رُوٹھ کر گھر آجائے تو والدین کو چاہئے کہ داماد اور اُس کے گھر والوں پر غُصّہ کرنے اور اُن سے لڑنے

پر آمادہ ہونے کے بجائے اپنی بیٹی کو سمجھائیں اور اُسے فوراً سُسرال پہنچانے کی کوشش کریں، ہرگز ہرگز بیٹی کے دل میں لگی آگ کو اس طرح کے جملے بول کر ہوا مت دیں: آجا بیٹی بیٹھ جا، اب ہم دیکھتے ہیں تیرا شوہر کیسے تجھے لینے آتا ہے، اُسے تیرا ذرا بھی احساس ہو گا تو وہ خود تجھے لینے آئے گا، دیکھنا اُسے ایسا سبق سکھائیں گے کہ زندگی بھر یاد رکھے گا، جب تک وہ یہاں آکر گھٹنے نہیں ٹیکے گا تُو اُس کے ہاں نہیں جائے گی، اُس نے تجھے آنے کیسے دیا، تیری ساس سُسر نے تجھے روکا کیوں نہیں، ابھی ہم زندہ ہیں، تُو ہم پر بوجھ تھوڑی ہے، اب تُو اپنے سُسرال کبھی نہیں جائے گی وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح لڑکے کے والدین کو بھی چاہئے کہ اپنے بیٹے کا آشیانہ اُجڑنے کی روک تھام کریں اور اس طرح کی اِشتعال انگیز باتوں سے بیٹے کو مُشتَعِل نہ کریں کہ اب کوئی ضرورت نہیں اُسے گھر لانے کی، اگر وہ گھر میں آئی تو ہم اس گھر میں نہیں رہیں گے، جب سے وہ گھر میں آئی تھی اِس گھر کا سُکون غارت کیا ہوا تھا، ہمیں ذلیل کرنے کیلئے اپنی ماں کے گھر جا کر بیٹھ گئی، تمہارا احساس ہو گا تو خود یہاں آئے گی، اُس کے ماں باپ کو چاہئے کہ وہ خود اُسے لے کر آئیں، تمہارے جانے سے تمہاری اور ہماری ناک کٹ جائے گی، تمہارے لئے لڑکیوں کی کمی ہے کیا وغیرہ وغیرہ۔ والدین کی اسطرح کی باتیں بچّوں کو ضِدّی بنا دیتی ہیں اور وہ اپنے رفیقِ حیات کے انتظار میں اپنے اپنے گھر بیٹھے رہتے ہیں بلکہ یہ انتظار جیسے جیسے طویل ہوتا ہے والدین اپنے بیٹے یا بیٹی کے مزید کان بھرتے اور سُسرال نا جانے پر اور پکّا کر دیتے ہیں۔ اگر بالفرض بہو خود ہی اپنے سُسرال آجائے یا داماد ہی اپنی بیوی کو منانے اپنے سُسرال پہنچ جائے تو بعض اوقات

ساس سُسر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرنے کے بجائے اپنی بہو یا داماد کو کڑوی کسیلی باتیں سُنا کر شرمندہ اور ذلیل کرتے ہیں۔

بہر حال اگر لڑکی روٹھ کر اپنے والدین کے گھر چلی جائے تو اولاً سسرال والوں کو چاہئے کہ اپنی بہو کو منا کر لائیں، اپنی "اَنا" کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ یہ سوچیں کہ بہو ہمارے گھر کی عزّت ہے۔ اگر سُسرال والے منانے کیلئے نہ آئیں تو لڑکی کے والدین یہ سوچ کر خود ہی اپنی بیٹی کو اُس کے سُسرال لے جائیں کہ اب اُن کی بیٹی سُسرال کی امانت ہے بلکہ وقتاً فوقتاً اپنی بیٹی کے ذہن میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کریں کہ اب تمہارا سُسرال ہی تمہارا گھر ہے تاکہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر روٹھ کر میکے کا رُخ نہ کرے۔ اگر لڑکا لڑکی کے والدین صبر و تحمل اور اِفہام و تفہیم سے کام لیں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُن کے بچّوں کا آشیانہ بکھرنے سے بچ جائے گا۔ آیئے! اِس ضمن میں خاندانِ نبوت کا ایک انتہائی سبق آموز واقعہ مُلاحظہ کیجئے:

خاتونِ جنّت کو نصیحت

حضرت سَیِّدُنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت سَیِّدَتُنا فاطمۃُ الزّہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا میں شکر رنجی ہوگئی، چنانچہ وہ رسولِ کریم، رؤفٌ رّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس جانے کیلئے گھر سے روانہ ہوئیں تو حضرت سَیِّدُنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی اُن کے پیچھے ہولئے اور ایسی جگہ کھڑے ہوگئے جہاں سے گفتگو سن سکیں، حضرت سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اپنے بابا جان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے حضرت علی

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شکایت کی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: میری بیٹی! غور سے سُنو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ ایسی کوئی عورت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے شوہر کے مِزاج کے خِلاف کچھ کرے اور شوہر خاموش بھی رہے (یعنی بیویوں سے شوہر کے مِزاج کے خِلاف کوئی بات ہوتی ہے تو اُسے بھی غُصّہ آ ہی جاتا ہے یہ کوئی بڑی بات نہیں)۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں یہ کہتے ہوئے وہاں سے لوٹ آیا کہ خُدا کی قسم! اب میں ایسا کچھ نہیں کروں گا جو حضرت فاطمہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا) کو ناگوار گزرے۔ حضرت سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے بھی کہا کہ خُدا کی قسم آئندہ میں ایسا کچھ نہیں کروں گی جو حضرت علی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کو ناپسند ہو۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ خاتونِ جنّت بلکہ جنّتی عورتوں کی سردار حضرت سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا جب حضرت سَیِّدُنا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شکایت لے کر اپنے بابا جان رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر ہوئیں تو ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُنہی کو انتہائی شفقت سے نصیحت فرمائی، یقیناً حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا یہ طرزِ عمل بھی والدین کیلئے بہترین نمونہ ہے، اُنہیں چاہئے کہ اپنے بچّوں کی باہمی ناراضیوں کو اپنی عقلمندی اور معاملہ فہمی سے جلد سے جلد ختم کر دیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

[1] ... احکام النساء لابن جوزی، ص ۱۴۰

زوجہ سے اچھے برتاؤ اور اسکی دینی تربیت سے مُتَعَلِّق شوہر کیلئے مدنی پھول

بیوی پر بے جا سختی مت کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِزْدِواجی بندھن (یعنی رشتہ) جتنا اہم ہے اُتنا ہی نازک بھی ہے کیونکہ ایک دوسرے کی خِلافِ مِزاج باتیں برداشت نہ کرنے، درگزر سے کام نہ لینے اور ایک دوسرے کی اچھائیوں کو نظر انداز کرکے صرف کمزوریوں پر نظر رکھنے سے دل میں نفرتیں جنم لیتی ہیں اور گھر ٹوٹنے کے اِمکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات شوہر کے مِزاج میں کچھ ایسی سختی ہوتی ہے کہ آئے دن کسی نہ کسی بات پر چیخ وپکار رہتی ہے، مثلاً سالن میں نمک مرچ کم یا زیادہ ہو جائے، لذّت میں کچھ کمی رہ جائے، کھانا دیر سے مِلا، پانی کھارا ہونے یا کوئی پکّا داغ لگ جانے کی وجہ سے لباس اچھی طرح نہ دُھلا، بجلی نہ ہونے یا دیر سے آنے کی وجہ سے کپڑے بروقت استری نہ ہوئے، شوہر نے پانی منگوایا اور بیوی سے لانے میں دیر ہوگئی یا برف نہ ہونے کی وجہ سے گرم پانی پیش کیا گیا یا مِزاج کے مطابق ٹھنڈا نہ تھا، گھر کی صفائی میں کچھ کوتاہی ہوگئی یا ساس اور نَنْدوں نے جُھوٹی سچی شکایت لگادی یا اسی قسم کی کوئی چھوٹی موٹی بات ہوگئی تو شوہر آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور چیخ چیخ کر گھر سر پہ اُٹھالیتا ہے بلکہ بعض لوگ تو انتہا درجے کا سخت رَوَیّہ اختیار کر جاتے ہیں، یاد رکھئے! قرآن وحدیث میں مسلمانوں کو تکلیف دینے والوں کی مَذمّت بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۵۸﴾ (پ ۲۲، الاحزاب: ۵۸)

تَرْجَمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان والے مَردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گُناہ اپنے سر لیا۔

تفسیر صراطُ الجنان میں اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت ہے: یاد رہے کہ اس کا شانِ نزول اگرچہ خاص ہے لیکن اس کا حکم تمام مسلمان مَردوں اور عورتوں کو عام ہے اور آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ ایمان والے مَردوں اور عورتوں کے ساتھ ایسا سُلوک کرتے ہیں جس سے انہیں اَذِیّت پہنچے حالانکہ انہوں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہوتا جس کی وجہ سے انہیں اَذِیّت دی جائے تو ان لوگوں نے بہتان اور کھلے گُناہ کا بوجھ اُٹھالیا اور خود کو بہتان کی سزا اور کھلے گُناہ کے عذاب کا حق دار ٹھہرالیا ہے۔[1]

حدیثِ پاک میں بھی بیوی یا کسی بھی مسلمان کو تکلیف دینے سے منع کیا گیا ہے چنانچہ رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اُس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو تکلیف دی۔[2] ایک اور حدیثِ پاک میں ہے: تم میں سے کوئی شخص اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر دن کے آخر میں اُس سے حاجت پوری کرے گا۔[3]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنی بیویوں کو ظُلماً مارتے

1 . . . تفسیر صراط الجنان، پ۲۲، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵۸، ۸/ ۸۸

2 . . . معجم صغیر، جزء: ۱، ص ۱۶۹، حدیث: ۲۶۹

3 . . . بخاری، کتاب النکاح، باب مایکرہ من ضرب النساء، ۳/ ۴۶۵، حدیث: ۵۲۰۴

ہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں پر جب دل چاہتا ہے بے دریغ پیٹتے ہیں، بیوی قدموں میں گر کر مُعافی مانگتی رہ جاتی ہے مگر انہیں ذرا رحم نہیں آتا۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایک تو صِنفِ نازُک پر ظُلم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں اور پھر اسے مردانگی اور بہادری سمجھا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قہر و غضب سے ڈرنا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ اگر بیوی نے قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں اپنے اوپر کئے گئے ظُلم و سِتم کے خِلاف فریاد کر دی تو کیا بنے گا؟ لہٰذا ابھی وقت ہے توبہ کر لیں، اگر ظُلم کیا ہے تو مُعافی مانگ کر اُسے راضی کر لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ بروزِ قیامت سخت مشکل میں پھنس جائیں کیونکہ اُس روز ظالم کو اپنے ظُلم کا انجام بھگتنا پڑے گا۔

تکلیف پہنچانے کا وَبال

حضرت سیِّدُنا یزید بن شَجَرہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس طرح سمندر کے کنارے ہوتے ہیں اِسی طرح جہنّم کے بھی کنارے ہیں جن میں بُختی اونٹوں جیسے سانپ اور خچّروں جیسے بچھو رہتے ہیں۔ اہلِ جہنّم جب عذاب میں کمی کیلئے فریاد کریں گے تو حکم ہو گا کناروں سے باہر نکلو وہ جیسے ہی نکلیں گے تو وہ سانپ انہیں ہونٹوں اور چہروں سے پکڑ لیں گے اور ان کی کھال تک اُتار لیں گے وہ لوگ وہاں سے بچنے کیلئے آگ کی طرف بھاگیں گے پھر ان پر کھجلی مُسلَّط کر دی جائے گی وہ اس قدر کھجائیں گے کہ ان کا گوشت پوست سب جَھڑ جائے گا اور صرف ہڈیاں رہ جائیں گی، پُکار پڑے گی: اے فلاں! کیا تجھے تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہے گا: ہاں۔ تو کہا جائے گا یہ اُس تکلیف کا

بدلہ ہے جو تو مومنوں کو دیا کرتا تھا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اصلاح کیلئے سختی کرنے کا اسلامی ضابطہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر خُدانخواستہ کبھی شوہر کو بیوی کی طرف سے بدسُلوکی یا نافرمانی کا سامنا کرنا پڑے تو شوہر کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ کس چیز نے اسے نافرمانی کرنے پر مجبور کیا ہے؟ اگر بیوی کو اِس نافرمانی پر اُبھارنے میں اُس کا اپنا ہی قُصُور ہو تو اُسے چاہئے کہ بیوی کے ساتھ عدل و انصاف والا معاملہ اختیار کرے اور اس کی دُرُست شکایت دُور کرے، اور اگر اِس نافرمانی کی طرف لے جانے میں اُس کا اپنا کوئی قُصُور نہیں بلکہ عورت خود ہی کسی وجہ سے سرکشی و نافرمانی میں مُبتلا ہو گئی ہے تو شوہر کو ان حالات میں بیوی کی اصلاح کا وہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے جو قرآنِ پاک میں بیان ہوا ہے۔ چنانچہ رَبِّ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَ هُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ

ترجَمۂ کنزالایمان: اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور اُنہیں مارو۔ (پ۵، النساء: ۳۴)

سختی کرنے کی نفیس وضاحت

تفسیر صراطُ الجنان میں اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت لکھا ہے کہ اس آیت میں

---

1 . . . الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، فصل فی ذکر حیاتہا وعقاربہا، ۴/ ۲۸۰، حدیث: ۵۶۴۹

نافرمان عورت کی اصلاح کا طریقہ بڑے اَحسَن پیرائے میں بیان فرمایا گیا ہے۔ سب سے پہلے نافرمان بیوی کو اپنی اِطاعت کے فوائد اور نافرمانی کے نقصانات بتاؤ نیز قرآن وحدیث میں اس تعلُّق سے منقول فضائل اور وعیدیں بتا کر سمجھاؤ، اگر اس کے بعد بھی نہ مانیں تو ان سے اپنے بستر الگ کر لو پھر بھی نہ مانیں تو مناسب انداز میں اُنہیں مارو۔ اس مار سے مراد ہے کہ ہاتھ یا مسواک جیسی چیز سے چہرے اور نازُک اعضاء کے علاوہ دیگر بدن پر ایک دو ضَربیں لگا دے۔ وہ مار مراد نہیں جو ہمارے ہاں جاہلوں میں رائج ہے کہ چہرے اور سارے بدن پر مارتے ہیں، مکوں، گھونسوں اور لاتوں سے پیٹتے ہیں، ڈنڈا یا جو کچھ ہاتھ میں آئے اس سے مارتے اور لہولہان کر دیتے ہیں یہ سب حرام و ناجائز، گُناہِ کبیرہ اور پَرلے درجے کی جہالت اور کمینگی ہے۔[1]

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تفسیرِ نعیمی میں فرماتے ہیں: نافرمانی پر بیوی کو خاوند مار سکتا ہے مگر اصلاح کی مار مارے نہ کہ ایذاء کی مار، جیسے شاگرد کو استاد یا اَولاد کو ماں باپ مارتے ہیں اصلاح کیلئے۔ بلا قُصُور بیوی کو مارنا سخت ممنوع ہے جس کی پکڑ رَبّ کے ہاں ضرور ہو گی۔[2]

سختی کے بہانے تلاش نہ کیجئے

بہر حال بیان کردہ تین طریقوں میں سے ترتیب وار پہلا یا دوسرا طریقہ اختیار کرنے سے اگر بیوی نافرمانی چھوڑ کر اپنی غلطی کی مُعافی مانگتے ہوئے اِطاعت و فرمانبرداری

1... تفسیر صراط الجنان، پ۵، النساء، تحت الآیۃ: ۳۴، ۲/ ۱۹۷

2... تفسیر نعیمی، پ۵، النساء، تحت الآیۃ: ۳۴، ۵/ ۶۱ ملتقطا

پر آمادہ ہو جائے تو شوہر کو چاہئے کہ اس کی معذرت قبول کرے اور بلاوجہ اس پر سختی کرنے کے حیلے بہانے تلاش نہ کرے۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو اُن پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بلند بڑا ہے۔ (پ۵، النساء: ۳۴)

بیوی کی معذرت قبول کیجئے

تفسیر صراطُ الجنان میں اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت لکھا ہے کہ اِس آیت سے اُن لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو عورت کے ہزار بار معذرت کرنے، گڑگڑا کر پاؤں پڑنے، طرح طرح کے واسطے دینے کے باوُجود اپنی ناک نیچی نہیں کرتے اور صِنفِ نازک کو مَشقِ سِتم بنا کر اپنی بُزدلی کو بہادری سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن بہادروں کو عاجزی اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔[1] صَدرُ الافاضل مولانا سَیِّد محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: تم گُناہ کرتے ہو پھر بھی وہ (رَبِّ عَزَّوَجَلَّ) تمہاری توبہ قبول فرماتا ہے تو تمہاری زیرِ دست عورتیں اگر قُصُور کرنے کے بعد مُعافی چاہیں تو تمہیں بطریقِ اولیٰ معاف کرنا چاہئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت و بَرتری کا لحاظ رکھ کر ظُلم سے مُجْتَنِب (یعنی کنارہ کش) رہنا چاہئے۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ۵، النساء، تحت الآیۃ: ۳۴، ۲/۱۹۸

2 ... تفسیر خزائن العرفان، پ۵، النساء، تحت الآیۃ: ۳۴

خُوبیوں کو پیشِ نظر رکھئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیشہ قُصور مرد ہی کا نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھار عورت کے کام یا عادتیں بھی ایسی ہوتی ہیں کہ مرد غُصّہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعض خواتین باقاعدہ اپنے شوہر کو برانگیختہ کرتی اور اپنی چَرب زبانی سے اُسے مزید غُصّہ دلاتی ہوں مگر اِس کے باوُجُود شوہر کو چاہئے کہ وہ عورت کو تَشَدُّد کا نشانہ ہرگز نہ بنائے، عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے جس کی وجہ سے فطری طور پر عورت کے مِزاج میں ٹیڑھا پن ہے، اگر کوئی شخص اُس کی فِطرت سے جنگ کرے گا اور اُس پر سختی کر کے اُس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اُسے توڑ بیٹھے گا، لہٰذا عقلمندی اسی میں ہے کہ پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات کو حرزِ جان بنایا جائے اور بیوی کی اچھی عادتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اُس کی خامیوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ چنانچہ حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، وہ تمہارے لئے کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی اگر تم اس سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو تو اُس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اُس سے فائدہ اٹھالو اور اگر سیدھا کرنا چاہو گے تو اُسے توڑ دو گے اور اُس کا توڑنا طَلاق ہے۔[1] اور ارشاد فرمایا: لَا یَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا اٰخَرَ "کوئی مسلمان مرد (شوہر) کسی مسلمان عورت (بیوی) سے نفرت نہ کرے اگر اُس

---

1 ... مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، ص ۵۹۵، حدیث: ۳۶۴۲

کی ایک عادت ناپسند ہے تو دوسری پسند ہو گی۔[1]

بے عیب بیوی ملنا ناممکن ہے

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: سُبْحٰنَ اللہ کیسی نفیس تعلیم! مقصد یہ ہے کہ بے عیب بیوی ملنا ناممکن ہے، لہٰذا اگر بیوی میں دو ایک بُرائیاں بھی ہوں تو اسے برداشت کرو کہ کچھ خُوبیاں بھی پاؤ گے۔ یہاں (صاحبِ) مرقات نے فرمایا: جو بے عیب ساتھی کی تلاش میں رہے گا وہ دُنیا میں اکیلا ہی رہ جائے گا، ہم خود ہزار ہا بُرائیوں کا سَرچشمہ ہیں، ہر دوست عزیز کی بُرائیوں سے درگزر کرو، اچھائیوں پر نظر رکھو، ہاں! اِصلاح کی کوشش کرو، بے عیب تو رسولُ اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) ہیں۔[2]

بے جا سختی کرنے والوں کیلئے لمحۂ فکریہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہر شخص اپنے اِرد گرد کے ماحول پر نظر ڈالے اور غور کرے تو اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ زندگی کے مختلف مراحل میں قدم قدم پر اُسے جس جس چیز کی ضرورت پڑتی یا جس جس فرد سے واسطہ پڑتا ہے وہ تمام کی تمام چیزیں یا سارے کے سارے افراد اس کے مِزاج پر پورا نہیں اترتے بلکہ یہ کہنا بے جا نہیں ہو گا کہ اکثر مِزاج کے خِلاف ہی ہوتے ہیں، نجانے کن کن سے آدمی خود بیزار اور کون کون خود اُس سے بیزار ہوتا ہے مگر اِس کے باوُجود مُروّت، مجبوری یا حکمتِ عملی کے

---

1 ... مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، ص ۵۹۵، حدیث: ۳۶۴۸

2 ... مرآۃ المناجیح، ۵/۸۷

باعث سمجھوتے اور برداشت سے کام لیتے ہوئے ایک دوسرے سے روابط برقرار رکھتے ہیں اور تعلُّقات کی دیوار میں دراڑ نہیں آنے دیتے بالکل اسی طرح اشیاء کا معاملہ ہے کہ کھانے پینے سے لے کر استعمال کرنے تک کی نجانے کتنی چیزیں ایسی ہیں جو ہر لحاظ سے آپ کی سوچ، خواہش اور معیار کے عین مطابق نہیں ہوتیں لیکن وہ آپ کی ضرورت ہیں اِس لئے آپ کسی صورت اُنہیں چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ ذرا سوچئے! جب آپ دُنیا کی کئی چیزوں کو بے شُمار عُیُوب و نقائص کے باوُجُود اپناتے اور کئی لوگوں کو خِلافِ مِزاج ہونے کے باوُجُود نبھاتے ہیں تو پھر یہ دوہرا معیار اُس ہستی کیلئے کیوں جو آپ کی رفیقۂ حیات، زندگی کی اہم ضرورت اور آپ کی تمام تر ضروریات کا خیال رکھنے والی ہے؟ کیا اِس لئے کہ آپ اُس کے حاکم و افسر ہیں جس طرح چاہیں اُس کے ساتھ سُلوک کریں؟ کیا صرف آپ ہی اُس کے حاکم ہیں کوئی آپ کا حاکم نہیں؟ کیا صرف بیوی ہی شوہر کو جواب دِہ ہے شوہر کسی کو جواب دِہ نہیں؟ یاد رکھئے! اگر اُس پر آپ کا حکم چلتا ہے تو آپ پر بھی احکمُ الحاکمین جَلَّ جَلَالُہٗ کا حکم چلتا ہے، اگر آج گھر کی چار دیواری میں بات بات پر ناجائز طور پر اُسے ذلیل کریں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن محشر کے میدان میں سب کے سامنے آپ کو بھی ذِلّت و رُسوائی کا سامنا کرنا پڑے۔

یہ بھی تو سوچئے کہ جب وہ آپ کی کئی خِلافِ مِزاج باتوں اور عادتوں کو خاموشی سے سہہ لیتی ہے تو کیا آپ اُس کی چند عادتوں پر صبر نہیں کر سکتے...؟ کیا آپ اُس کی چھوٹی چھوٹی خطاؤں پر اُسے معاف نہیں کر سکتے...؟ کیا آپ اس کی بے شمار خدمتوں کا صِلہ عفو و درگزر کی صورت میں نہیں دے سکتے...؟ کیا خبر یہی مُعافی کل بروزِ قیامت آپ کے

گُناہوں کی مُعافی کا سبب بن جائے۔

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنی بیوی کے بُرے اَخلاق پر صبر کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے حضرت ایّوب عَلَیْہِ السَّلَام کے مصیبت پر صبر کرنے کی مثل اَجْر عطا فرمائے گا اور اگر عورت اپنے شوہر کے بُرے اَخلاق پر صبر کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے فرعون کی بیوی آسیہ کے ثواب کی مثل اَجْر عطا فرمائے گا۔[1]

بد اَخلاق بیوی اور صابِر شوہر

منقول ہے کہ ایک مرتبہ شیخ ابو الحسن خِرْقانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی وِلایت کا شُہْرہ سُن کر مشہور فلسفی بُو علی سینا اُن سے ملاقات کرنے کیلئے خِرْقان پہنچا۔ جب اُن کے گھر جا کر اُن کی بیوی سے پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں؟ تو اندر سے جواب آیا کہ تم ایک زِنْدیق (بے دین) اور جُھوٹے شخص کو شیخ کہتے ہو! مجھے نہیں معلوم کہ شیخ کہاں ہیں البتہ میرا شوہر جنگل سے لکڑیاں لانے گیا ہے۔ یہ سُن کر بُو علی سینا کو طرح طرح کے خیالات آنے لگے کہ جب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بیوی ہی اِس قسم کی باتیں کرتی ہے تو نہ معلوم آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا کیا مرتبہ ہے۔ اگرچہ میں نے بہت تعریف سنی ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک معمولی انسان ہیں۔ پھر جب وہ آپ کو تلاش کرتے ہوئے جنگل کی طرف روانہ ہوا تو دیکھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ شیر پر لکڑیاں لادے تشریف

1 . . . کتاب الکبائر، الکبیرۃ السابعۃ والاربعون، ص ۲۰۶

لارہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر بُو علی سینا بہت حیران ہوا اور نہایت ادب سے عرض کرنے لگا: حضور! اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو ایسا بلند مقام عطا فرمایا ہے لیکن آپ کی بیوی آپ کے متعلّق بہت بُری باتیں کہتی ہے آخر اِس کی کیا وجہ ہے؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جواب دیا کہ اگر میں ایسی بیوی کا بوجھ برداشت نہ کرتا تو پھر یہ شیر میرا بوجھ کیونکر اُٹھاتا۔[1] (یعنی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کے لئے بیوی کی زبان درازی پر صبر کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے جنگل کے شیر کو بھی میرا اِطاعت گُزار بنادیا ہے)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

غیر شرعی اُمور پر صبر کے بجائے اصلاح کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میاں بیوی کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کو نیکی کی دعوت دیتے اور بُرائی سے منع کرتے رہیں، یاد رکھئے! ایک دوسرے کی خِلافِ مِزاج باتوں یا کاموں پر صبر کرنے کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خلافِ شریعت اُمور و معاملات پر بھی آنکھیں میچ لی جائیں، لَب سی لئے جائیں، ایک دوسرے کو کچھ نہ کہا جائے اور صبر سے کام لیا جائے، بالخصوص خاوند کو ایسے اُمور سے غفلت نہیں برتنی چاہئے جن میں ڈِھیل دینے سے شریعت کی خِلاف ورزی ہوتی ہو، جب شوہر اپنی زَوجہ کو فرائض و واجبات میں کوتاہی کرتے ہوئے یا فلموں ڈراموں، گانے باجوں، جُھوٹ، غیبت، چُغلی، وعدہ خِلافی، تہمت، بے شرمی و بے پردگی وغیرہ بُرائیوں کا اِرتکاب کرتے

---

1 . . . تذکرۃ الاولیاء، جزء: ۲، ص ۱۷۴ ملخصا

ہوئے دیکھے تو ہر گز خاموشی اختیار نہ کرے بلکہ اچھے انداز میں اصلاح کی کوشش کرے۔ قرآنِ پاک میں رَبِّ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (پ۲۸، التحریم:۶)

ترجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

صَدرُ الافاضل مولانا سَیِّد محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اختیار کرکے، عبادتیں بجالا کر، گناہوں سے باز رہ کر اور گھر والوں کو نیکی کی ہدایت اور بدی سے مُمانَعَت کرکے اور انہیں علم وادب سکھا کر (اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ)۔ [1]

اہلِ خانہ کی اسلامی تعلیم وتربیت لازم ہے

معلوم ہوا کہ جہاں مسلمان پر اپنی اصلاح کرنا ضروری ہے وہیں اہلِ خانہ کی اسلامی تعلیم وتربیت کرنا بھی اس پر لازم ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ خود بھی علمِ دین سیکھ کر اُس پر عمل کرے اور اپنے بیوی بچّوں اور گھر کے ان افراد کو جو اس کے ماتحت ہیں اسلامی احکامات کی تعلیم دے یا دلوائے تاکہ وہ اور اُس کے اہلِ خانہ جہنّم کی آگ سے محفوظ رہ سکیں۔ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے رِوایت ہے، رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص نگہبان

1... تفسیر خزائن العرفان، پ۲۸، التحریم، تحت الآیۃ:۶

ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، چنانچہ حاکم نگہبان ہے، اُس سے اُس کی رِعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے اہلِ خانہ پر نگہبان ہے، اس سے اس کے اہلِ خانہ کے بارے سُوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگہبان ہے، اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، خادم اپنے مالک کے مال میں نگہبان ہے، اس سے اس کے بارے میں سوال ہو گا، آدمی اپنے والد کے مال میں نگہبان ہے، اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، الغرض تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہو گا۔[1]

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ یہ نہ سمجھو کہ صرف بادشاہ سے ہی اس کی رِعایا کا سوال ہو گا ہم آزاد رہیں گے، نہیں بلکہ ہر شخص سے اپنے ماتحت لوگوں کے متعلّق سوال ہو گا کہ تم نے ان کے دینی و دُنیاوی حُقوق ادا کیے یا نہیں؟ مزید فرماتے ہیں: مرد سے سوال ہو گا کہ تو نے اپنی بیوی بچّوں کے شَرعی حُقوق ادا کیے یا نہیں، جن کا خرچہ تیرے ذِمّہ تھا انہیں خرچ دیا یا نہیں اور جن کی تعلیم تجھ پر لازم تھی انہیں تعلیم دی یا نہیں۔[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل نماز روزے کے ساتھ ساتھ گھر کی خواتین کو پردے کی تعلیم دینا اور اس کی اہمیّت سمجھانا بہت ضروری ہے کیونکہ فی زمانہ مسلم

1 . . . بخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری والمدن، ۱/ ۳۰۹، حدیث: ۸۹۳

2 . . . مرآۃ المناجیح، ۵/ ۳۵۱ تا ۳۵۲ ملتقطا

مُعاشَرہ جن بُرائیوں کے سمندر میں ڈوبتا جارہا ہے ان میں سے ایک بے پردگی بھی ہے۔ جس کی وجہ سے مُسْلِم مُعاشَرہ تباہی کے دہانے پر آکھڑا ہوا ہے لہٰذا ہر مرد و عورت پر لازم ہے کہ بُری خصلتوں اور خراب عادتوں سے اپنے آپ کو بچانے کے علاوہ پردے کی بھی سخت پابندی کریں خصوصاً مرد اپنے اہل و عیال کو پردے کی تاکید کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف دلاتا رہے۔ آیئے نیکی کی دعوت نہ دینے کے انجام سے متعلِّق ایک حدیثِ پاک مُلاحَظہ کیجئے:

نیکی کی دعوت نہ دینے کا انجام

حُضورِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام کو حکم فرمایا: فلاں شہر کو اس کے رہنے والوں سمیت زیر وزَبر کردو۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: اے رَبّ عَزَّوَجَلَّ! ان لوگوں میں تیرا ایک فلاں نیک بندہ بھی ہے جس نے پلک جھپکنے کی مقدار بھی تیری نافرمانی نہیں کی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: شہر کو اس نیک بندے سمیت اہلِ شہر پر اُلٹ دو کیونکہ اس کا چہرہ میری نافرمانیاں دیکھ کر کبھی مُتَغَیِّر نہیں ہوا۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں ڈر جانا چاہئے اور غور کرنا چاہئے! کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے سامنے ہمارے گھر والے یا بیوی بچّے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی اور شریعت کی خِلاف ورزی کرتے ہوں اور ہم انہیں اِس سے روکنے کی قدرت رکھنے کے باوُجُود خاموش

1 ... مشکاۃ، کتاب الآداب، باب الامر بالمعروف، ۲/ ۲۴۱، حدیث: ۵۱۵۲

رہ کر نظر انداز کر دیتے ہوں؟ اگر ایسا ہے تو فوراً ہمیں اس انداز کو تبدیل کر کے آئندہ گھر والوں اور بیوی بچّوں کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

تین اشخاص پر جنّت حرام

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ہیں جن پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنّت حرام فرمادی ہے ایک تو وہ شخص جو ہمیشہ شراب پئے، دوسرا وہ شخص جو اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے، اور تیسرا وہ دَیُّوث (یعنی بے حیا) جو اپنے گھر والوں میں بے غیرتی کے کاموں کو برقرار رکھے۔[1]

دیُّوث کسے کہتے ہیں؟

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے الفاظ "وہ دَیُّوث (یعنی بے حیا) کہ جو اپنے گھر والوں میں بے غیرتی کے کاموں کو برقرار رکھے" کہ تحت فرماتے ہیں: بعض شارِحین نے فرمایا کہ اس سے مُراد زِنا اور اسبابِ زنا ہیں یعنی جو اپنی بیوی بچّوں کے زِنا یا بے حیائی، بے پردگی، اجنبی مَردوں سے اِختلاط، بازاروں میں زینت سے پھرنا، بے حیائی کے گانے ناچ وغیرہ دیکھ کر باوُجود قدرت کے نہ روکے وہ بے حیاء دَیُّوث ہے۔[2] معلوم ہوا کہ باوُجودِ قدرت اپنی زَوجہ، ماں، بہنوں اور جوان بیٹیوں وغیرہ کو گلیوں، بازاروں، شاپنگ سینٹروں، مخلوط تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے، اجنبی پڑوسیوں، نامَحْرَم رشتے داروں، غیر مَحْرَم ملازِموں،

1 ... مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمر، ۲/ ۳۵۱، حدیث: ۵۳۷۲
2 ... مرآۃ المناجیح، ۵/ ۳۳۷ بتغیر قلیل

چوکیداروں اور ڈرائیوروں سے بے تکلّفی اور بے پردگی سے منع نہ کرنے والے سخت اَحمق، بے حیا، دَیُّوث، جنّت سے محروم اور جہنّم کے حقدار ہیں۔

اصلاح کیلئے جابرانہ انداز اختیار نہ کیجئے

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے "باحیانوجوان" میں فرماتے ہیں: حتَّی الامکان بے پردگی وغیرہ کے معاملہ میں عورتوں کو روکا جائے مگر حکمتِ عملی کے ساتھ، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی زوجہ یا ماں بہنوں پر اس طرح کی سختی کر بیٹھیں جس سے گھر کا اَمن ہی تہ وبالا ہو کر رَہ جائے۔ ضَرور تاً میرے بیان کی کیسٹیں سنایئے جن میں پردہ کا ذِکر ہے۔ مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت حصّہ 16 صفحہ 80 تا 92 سے **"دیکھنے اور چُھونے کا بیان"** پڑھنا پڑھانا یا پڑھ کر سنانا بھی انتہائی مفید ہے۔ ان کیلئے دل سوزی کے ساتھ دعا بھی فرماتے رہئے۔ خود کو اور اہلِ خانہ کو ہر گُناہ سے بچانے کی کُڑھن پیدا کیجئے اور کوشش بھی جاری رکھیں۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پردے اور چار دیواری کی حکمت واہمیت

عورت کی حقیقی ذمہ داری اُمورِ خانہ داری ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی مخلوق کو مختلف کاموں کیلئے

1 . . . باحیانوجوان، ص ۲۴

بنایا ہے اور جس کو جس کام کیلئے بنایا ہے اسی کے مطابق اس کا مزاج بنایا۔ لہٰذا ہر چیز سے اس کی فِطرت اور خاصیّت کے مطابق کام لینا چاہئے، خِلافِ فِطرت کام لینے سے خرابی کا خدشہ ہے، مثلاً: ٹوپی سر پر رکھنے اور جُوتا پاؤں میں پہننے کیلئے ہے، اگر کوئی جُوتا سر پر باندھ لے اور ٹوپی پاؤں میں پہن لے تو ہر کوئی اسے بے وقوف کہے گا۔ گلاس پانی پینے اور اُگالدان تُھوکنے کے لئے ہے، اگر کوئی اُگالدان میں پانی پئے اور گلاس میں تُھوکے تو لوگ اس کو پاگل ہی کہیں گے۔ بیل کی جگہ گھوڑا اور گھوڑے کی جگہ بیل کام نہیں دے سکتا۔ اسی طرح انسان کے دو گروہ کئے گئے ہیں ایک عورت دوسرا مرد۔ عورت کو گھر میں رہ کر امورِ خانہ داری انجام دینے کی ذمے داری سونپی گئی ہے اور مرد کے کندھوں پر بیرونی معاملات اور دیگر ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کی ذمے داری ڈالی گئی ہے، اب جو شخص عورتوں کو مَردوں کی طرح گھر سے باہر نکلنے اور مَردوں کو عورتوں کی طرح گھر میں بیٹھے رہنے کا مشورہ دے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو پاؤں میں ٹوپی اور سر میں جوتے پہننے کا مشورہ دے۔

عورتوں کے حُقوق کا حقیقی پاسدار

اسلام کی آمد سے پہلے عورتوں سے بہت ہی بُرے سُلوک کئے جاتے تھے، ان کی عزّت کو تار تار کیا جاتا، اُنہیں پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا، ان کے حُقوق پامال کئے جاتے، گھر میں بچّی کی ولادت کو اپنے لئے ننگ وعار سمجھا جاتا، انہیں زندہ درگور کر دیا جاتا اور عورتوں کو جانوروں سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا مگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دینِ اسلام نے آکر عورتوں

کو عزّت دی اور نہ صرف ان کے حُقوق بیان کئے بلکہ ان حُقوق کی ادائیگی کی تاکید اور اُس پر عظیم اجر و ثواب کی بشارت بھی دی، اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے عورت کو چادر اور چار دیواری کی تاکید کی تاکہ اسکی عزّت و ناموس کی حفاظت کا خاطر خواہ بندوبست ہو سکے۔ پردے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ باپردہ عورت بُری نگاہوں سے بچی رہتی ہے اور اس کی عزّت و آبرو محفوظ رہتی ہے۔ اس کے برعکس جو عورت پردے کا اِہتِمام نہیں کرتی وہ بُری نگاہوں کا نشانہ بنتی ہے اور اس کی عزّت و آبرو خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ وہ باپردہ رہ کر اپنی عزّت کی حفاظت کریں۔

پردہ بے عزّتی نہیں عزّت ہے

شیخُ الحدیث حضرت علّامہ عبدُ المصطفیٰ اَعظمی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیہ فرماتے ہیں: آج کل بعض مُلحد قسم کے دشمنانِ اسلام مسلمان عورتوں کو یہ کہہ کر بہکایا کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو پردہ میں رکھ کر عورتوں کی بے عزّتی کی ہے اس لئے عورتوں کو پردوں سے نکل کر ہر میدان میں مَردوں کے دوش بدوش کھڑی ہو جانا چاہئے۔ مگر پیاری بہنو! خُوب اچھی طرح سمجھ لو کہ ان مَردوں کا یہ پروپیگنڈہ اتنا گندا اور گھناؤنا فریب اور دھوکہ ہے کہ شاید شیطان کو بھی نہ سُوجھا ہو گا۔ مزید فرماتے ہیں: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندیو! تمہیں انصاف کرو کہ تمام کتابیں کھلی پڑی رہتی ہیں اور بے پردہ رہتی ہیں مگر قرآن شریف پر ہمیشہ غلاف چڑھا کر اس کو پردے میں رکھا جاتا ہے تو بتاؤ کیا قرآن مجید پر غلاف چڑھانا یہ قرآن کی عزّت ہے یا بے عزّتی؟ اسی طرح تمام دُنیا کی مسجدیں ننگی اور

بے پردہ رکھی گئی ہیں مگر خانۂ کعبہ پر غلاف چڑھا کر اس کو پردہ میں رکھا گیا ہے تو بتاؤ کیا کعبۂ مُقدّسہ پر غلاف چڑھانا اس کی عزّت ہے یا بے عزّتی؟ تمام دُنیا کو معلوم ہے کہ قرآنِ مجید اور کعبۂ معظمہ پر غلاف چڑھا کر ان دونوں کی عزّت و عظمت کا اعلان کیا گیا ہے کہ تمام کتابوں میں سب سے افضل و اعلیٰ قرآن ہے۔ اور تمام مسجدوں میں افضل و اعلیٰ کعبۂ معظمہ ہے اسی طرح مسلمان عورتوں کو پردہ کا حکم دے کر اللہ عَزَّوَجَلَّ ورسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف سے اس بات کا اعلان کیا گیا ہے کہ اقوامِ عالَم کی تمام عورتوں میں مسلمان عورت تمام عورتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ پیاری بہنو! اب تمہیں کو اس کا فیصلہ کرنا ہے کہ اسلام نے مسلمان عورتوں کو پردوں میں رکھ کر ان کی عزّت بڑھائی ہے یا ان کی بے عزّتی کی ہے؟[1]

پردے میں عزّت کا تحفّظ ہے

بِلاشُبہ اسلام نے عورت کو جہاں اور بہت سی عظمتیں عطا کیں وہیں اسکی "غیرت و ناموس" کے بیش قیمت نگینے کے تحفّظ کا بھی زبردست اور فِطرت کے عین مطابق انتظام کیا، جس طرح قیمتی اثاثوں کی سرِ عام نُمائش کرنے کے بجائے انہیں پابندِ تجوری کر کے نظروں سے مَخفی اور مال کے چوروں سے محفوظ رکھنا ضروری ہے، ناموسِ عورت کو عزّت کے لٹیروں سے بچانے اور اس تک پہنچنے کے راستے بند کرنے کیلئے بھی کچھ اسی طرح کی تدابیر لازمی قرار دی گئیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

1... جنتی زیور، ص ۸۲

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى (پ۲۲، الاحزاب: ۳۳)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی

اور فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ (پ۲۲، الاحزاب: ۵۹)

ترجَمۂ کنز الایمان: اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے مُنہ پر ڈالے رہیں۔

نیز پسِ پردہ رہتے ہوئے مجبوراً غیر مرد سے گفتگو کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو لہجے میں اجنبیت و بیگانگی رکھنے اور آواز میں نزاکت و نرمی اور لچک سے بچنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (۳۲) (پ۲۲، الاحزاب: ۳۲)

ترجَمۂ کنز العرفان: بات کرنے میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا مریض آدمی کچھ لالچ کرے۔

خبر دار! ہوشیار! آج اسلام دُشمن عناصر بنتِ حوّا کو چالاکی و عیّاری سے تجوری سے باہر لانے اور اُس کی عِصمت کو نیلام کرنے کیلئے جُھوٹی ہمدردی ظاہر کر کے بے حیائی کو فیشن، بے پردگی کو مساوات، ناموسِ عورت کی خُداوندی حفاظتی تدابیر کو قید، پردے سے متعلّق اسلامی احکامات کی خِلاف ورزی کو آزادی اور عورت کو ہَوَس بھری نگاہوں کی زَد پر لانے کو ترقّی قرار دیکر عورتوں کے حُقوق کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔

حُقوقِ نِسواں کے عَلَم برداروں کی حقیقت

عورتوں کے حُقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والے ہَوَس کے ان پُجاریوں کی مثال اُن بُھوکے

بھیڑیوں جیسی ہے جنہوں نے بکریوں کے حق میں جُلوس نکالا کہ بکریوں کو آزادی دو بکریوں کے حُقوق مارے جارہے ہیں اُنہیں گھروں میں قید کرکے رکھا گیاہے۔یہ سُن کر بہت سی جوان اور جذباتی بکریاں بھیڑیوں کو اپنا ہمدرد سمجھ بیٹھیں اور ان کی بولی بولنے لگیں،ایک عقلمند بوڑھی بکری نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی کہ بھیڑیئے ہمارے دُشمن ہیں،ان کی باتوں میں مت آؤ!چار دیواری میں تمہیں جو تحفّظ حاصل ہے، آزادی ملتے ہی اسے شدید خطرات لاحق ہو جائیں گے مگر نوجوان بکریوں نے اس کی ایک نہ سُنی اور اپنے خیر خواہ کو بدخواہ اور بدخواہوں کو خیر خواہ سمجھ کر آزادی آزادی کے نعرے لگانے شروع کر دیئے، مجبوراًمالک نے اُنہیں آزاد کر دیا۔ بکریاں بہت خُوش ہوئیں اور اُچھلتی کودتی چار دیواری سے باہر بھاگیں مگر یہ کیا!ابھی تو آزادی کی فضامیں کھل کر سانس بھی نہیں لی تھی کہ بھیڑیوں نے دَھاوابول دیااور اُنہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ مسلمان خواتین کو چاہئے کہ حقیقت کی عکّاسی کرتی ہوئی اس فرضی حکایت کو نظر انداز نہ کریں اور اسلام نے اُنہیں عزّت و آبرو کی حفاظت کیلئے چادر کی صورت میں جو خیمہ اور چار دیواری کی صورت میں جو قلعہ عطا فرمایاہے خُدارا!اُسے غنیمت جانیں اور اس قلعہ و خیمہ سے باہر نکلنے اور اپنے ساتھ شانہ بہ شانہ چلنے کی دعوت دینے والے بھیڑیوں کو ان بکریوں کی طرح اپنا خیر خواہ ہر گز نہ سمجھیں، آج عورتوں کے حُقوق کی بات کرنے والے درحقیقت عورتوں تک پہنچنے کی آزادی چاہ رہے ہیں،انہیں عورتوں کے حُقوق کی نہیں بلکہ اپنی غلیظ پیاس بُجھانے کی فکر ہے اے کاش!کوئی سمجھے!!!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دورِ رَواں میں پردے کی ضرورت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس میں کوئی شک نہیں کہ حُضورِ اکرم نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا مُقَدَّس زمانہ نہایت خیر و برکت والا تھا اور موجودہ زمانہ شر و فساد کا ہے، اُس زمانے میں عام مرد بھی پرہیز گار ہوا کرتے تھے جبکہ آج ایک تعداد نہایت آزاد اور فُسّاق و فُجّار، اُس وقت عام عورتیں پاک دامن حیاء والی اور شرمیلی ہوا کرتی تھیں اور اب بد قسمتی سے بہت سی عورتیں آزاد اور شرم و حیاء سے عاری ہیں، جب اُس مُقَدَّس اور پاکیزہ زمانے میں عورتوں سے پردہ کرایا گیا تو کیا یہ وقت اُس وقت سے اچھا ہے؟ ہر گز اچھا نہیں، جب حُضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاکیزہ اور مُقَدَّس زمانے میں خواتین کو پردے کی تاکید کی گئی تو ذرا سوچئے! آج کے اِس پُرفتن دور میں اِس کی کس قدر ضرورت ہے۔ آیئے اس ضمن میں چند واقعات مُلاحظہ کیجئے:

نابینا صحابی سے بھی پردے کا حکم

اُمُّ المومنین حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے مروی ہے کہ وہ اور اُمُّ المومنین حضرت سَیِّدَتُنا میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر تھیں اسی دوران عبدُ اللہ بن اُمِّ مکتوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے، چونکہ اس وقت پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا چنانچہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم دونوں ان سے پردہ کرلو۔ حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ

اللہ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یَا رسُولَ اللہ! یہ تو نابینا ہیں، نہ تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی پہچان سکتے ہیں۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم دونوں تو نابینا نہیں ہو تم دونوں تو اِنہیں دیکھ سکتی ہو۔ (1)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کیا پیاری تعلیم ہے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی کہ حضورِ اکرم، نورِ مجسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی اَزواجِ مُطَہَّرات کو ایک نابینا صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پردے کا حکم ارشاد فرمایا۔

خاتونِ جنّت کا پردہ

سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وصالِ ظاہری کے بعد خاتونِ جنّت، شہزادیِ کونین، حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃُ الزّہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا پر غمِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اِس قدر غَلَبہ ہوا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کے لبوں کی مسکراہٹ ہی ختم ہو گئی! اپنے وصال سے قبل صِرف ایک ہی بار مُسکراتی دیکھی گئیں۔ اس کا واقعہ کچھ یوں ہے: حضرت سیِّدَتُنا خاتونِ جنّت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو یہ تشویش تھی کہ عُمر بھر تو غیر مَردوں کی نظروں سے خود کو بچائے رکھا ہے، اب کہیں بعدِ وفات میری کفن پوش لاش ہی پر لوگوں کی نظر نہ پڑ جائے! ایک موقع پر حضرت سیِّدَتُنا اَسماء بنتِ عُمیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا: میں نے حَبشہ میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر ایک ڈولی کی سی صُورت بنا کر اُس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔

---

1 ... ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال، ۴/۳۵۶، حدیث: ۲۷۸۷

پھر اُنہوں نے کھجور کی شاخیں منگوا کر انہیں جوڑ کر اُس پر کپڑا تان کر سیّدہ خاتونِ جنّت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو دِکھایا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا بہت خُوش ہوئیں اور لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔ بس یہی ایک مسکراہٹ تھی جو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد دیکھی گئی۔ (1)

بیٹے کی شہادت پر بھی حجاب کی پابندی

حضرت سیّدَتُنا اُمِّ خَلّاد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا بیٹا جنگ میں شہید ہو گیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ان کے بارے میں معلومات حاصِل کرنے کیلئے چہرے پر نِقاب ڈالے باپردہ بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں حاضِر ہوئیں، اِس پر کسی نے حیرت سے کہا: اِس وقْت بھی آپ نے مُنہ پر نِقاب ڈال رکھا ہے! کہنے لگیں: میں نے بیٹا ضرور کھویا ہے، حیا نہیں کھوئی۔ (2)

پردہ دار خواتین کی عظمت وشان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُقدّس خواتین کے بیان کردہ واقعات میں ان مسلمان خواتین کیلئے بھی درس ہے جو پردہ نہیں کرتیں اور ان لوگوں کیلئے بھی درس ہے جو اپنی عورتوں کو پردے کی تاکید نہیں کرتے حالانکہ شَرعی پردہ کرنے والیوں کی بڑی شانیں ہوتی ہیں۔ چُنانچہ اَخْبَارُ الْاَخْیَار میں ہے: سخت قَحط سالی ہوئی، لوگوں کی بہت

---

1 . . . پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۲۰۰، جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص ۱۵۹ مفہوما

2 . . . ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب فضل قتال الروم . . . الخ، ۳/ ۹، حدیث: ۲۴۸۸

دُعاؤں کے باوُجود بارش نہ ہوئی۔ حضرت سیِّدُنا بابا نِظامُ الدّین ابُو المؤیّد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی امّی جان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا کے کپڑے کا ایک دھاگہ ہاتھ میں لیکر عرض کی: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ اُس خاتون کے دامن کا دھاگہ ہے جس (خاتون) پر کبھی کسی نامَحْرَم کی نظر نہ پڑی، میرے مولیٰ! اِسی کے صدقے رحمت کی برکھا (بارش) برسادے! ابھی دُعا ختم کی ہی تھی کہ رَحمت کے بادل گھِر گئے اور رِم جِھم رِم جِھم بارش شروع ہوگئی۔ (1)

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا حَیا سے ان کی انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ہماری صحابیات اور صالحات کس قَدَر پردے کا اِہْتِمام کرتی تھیں، جی ہاں! یہی وہ پردہ نشین مائیں تھیں جنھوں نے بڑے بڑے بہادر جرنیل، سپہ سالار، عظیم حکمران، علمائے رَبَّانِیّین اور اولیائے کاملین کو جَنم دیا جن کی بدولت اسلام چار دانگِ عالَم میں پھیل گیا، تمام اُمَّہاتُ المومنین، جملہ صحابیاتِ سیِّدُ المُرسَلِین سب باپردہ تھیں، حسنین کریمین کی والدہ ماجدہ خاتونِ جنّت سیّدہ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا باپردہ تھیں، سرکارِ بغداد حضورِ غوث پاک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی والدہ محترمہ سَیِّدَتُنا اُمُّ الخیر فاطمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا باپردہ تھیں، الغرض جب تک پردہ قائم تھا اور عِفّت مآب خواتین چادر اور چار دیواری کے اندر تھیں مسلمان خُوب ترقّی کی منازل طے کرتا جارہا تھا، غیر مسلموں پر غالب آرہا تھا، جب سے غیر مسلموں کے زیرِ اثر آکر مسلمانوں نے بے پردگی کا سلسلہ شروع کیا مسلمان مُسلسل تنزُّلی (زوال) کے گہرے گڑھے میں

---

1 . . . پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۱۴۱، اخبار الاخیار، ص ۲۹۴

گر تا جارہا ہے، کل تک جو غیر مُسلِم مسلمانوں کے نام سے لرزہ بَر اَندام تھے آج مسلمانوں کی بے پردگیوں، بداعمالیوں کے باعِث غالب آچکے ہیں۔ مگر مسلمان ہوش کے ناخُن نہیں لے رہا، سوچتا نہیں ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج اگر ہمیں اپنی کھوئی ہوئی عظمتِ رَفتہ کو حاصِل کرنا ہے تو اس دورِ جدید کی بد تہذیبی سے جان چُھڑا کر اپنے روشن ماضی کی جانب واپس جانا ہو گا، ابتدا اپنے گھر سے کرتے ہوئے اپنے گھر کی خواتین کو شَرعی پردے کے اِہتِمام کا ذِہن دینے کی کوشش کرنی ہو گی، ان کا ذہن بنائیں کہ صرف جہاں شریعت اجازت دیتی ہے اسی صورت میں گھر سے باہر قدم رکھیں اور وہ بھی مدنی احتیاطوں کے ساتھ جس کا ذہن شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: شَرعی اجازت کی صُورت میں گھر سے نکلتے وقت اسلامی بہن غیر جاذِبِ نظر کپڑے کا ڈِھیلا ڈھالا مدنی بُرقع اوڑھے، ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں جرابیں پہنے۔ مگر دستانوں اور جُرّابوں کا کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ کھال کی رنگت جھلکے۔ جہاں کہیں غیر مَردوں کی نظر پڑنے کا اِمکان ہو وہاں چہرے سے نقاب نہ اٹھائے مَثَلاً اپنے یا کسی کے گھر کی سیڑھی اور گلی محلّہ وغیرہ۔ نیچے کی طرف سے بھی اس طرح بُرقع نہ اٹھائے کہ بدن کے رنگ برنگے کپڑوں پر غیر مَردوں کی نظر پڑے۔ واضح رہے کہ عورت کے سر سے لیکر پاؤں کے گٹّوں کے نیچے تک جسم کا کوئی حصّہ بھی مثلاً سر کے بال یا بازو یا کلائی یا گلا یا پیٹ یا پنڈلی وغیرہ اجنبی مرد (یعنی جس سے شادی ہمیشہ کیلئے حرام نہ ہو) پر بلا اجازتِ شَرعی ظاہر نہ ہو بلکہ اگر لباس ایسا مَہِین یعنی پتلا ہے جس سے بدن کی رنگت جھلکے یا ایسا چُست ہے کہ کسی عُضو کی

ہَیئت (یعنی شکل وصُورت یا اُبھار وغیرہ) ظاہر ہو یا دوپٹّہ اتنا باریک ہے کہ بالوں کی سیاہی چمکے یہ بھی بے پردگی ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

غیرت مندوں کیلئے لمحۂ فکریہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل اکثر مسلمانوں میں حیاء اور غیرت کا فُقدان ہے۔ بیٹا ماں پر، بھائی بہن پر اور شوہر بیوی پر غیرت نہیں کھاتا، شوہر گھر سے نکلتے وقت بیوی سے یہ کہتے ہوئے جاتا ہے کہ میں نے پلمبر کو کہہ دیا ہے وہ آجائے گا تم ذرا ٹونٹی صحیح کروالینا، بجلی کے کاریگر (Electrician) کو بلا کر فلاں پنکھا یا بلب تبدیل کروالینا، بڑھئی (Carpenter) آئے گا اس سے الماری یا دروازے کی مَرَمَّت کروا لینا، دُودھ والے سے بات کرلینا کہ روزانہ اتنے کلو دُودھ دے جایا کرے، غرض سبزی فروش سے لے کر بچّے کو اسکول پہنچانے والی گاڑی کے ڈرائیور تک سے بات کرنا اور معاملات طے کرنا گھر کی خواتین کی ذِمّہ داری ہوتی ہے، ذرا سوچئے! آج کے اِس پُرفِتن دور میں اس طرح کا انداز اپنانا اور اپنی غیر موجودگی میں گھر کے کاموں کیلئے غیر مَردوں کو اپنے گھر بھیج دینا یا غیر مَردوں کو گھر کی خواتین سے گفتگو کرنے کے مواقع فراہم کرنا غیرت مندی ہے یا نہیں؟ بہر حال شوہر کو غیرت کا دامن ہرگز ہرگز نہیں چھوڑنا چاہئے۔ آیئے غیرت مندی سے متعلّق ایک فکر انگیز واقعہ مُلاحظہ کیجئے:

---

1 ... پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۴۳

غیرت مند شوہر

حضرت سیِّدُنا ابو عبدُ اللہ محمد بن احمد بن موسیٰ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں "رَے" (ایران کے دارُالخلافہ، موجودہ نام تہران) کے قاضی موسیٰ بن اِسحاق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی محفل میں تھا۔ قاضی صاحب لوگوں کے مسائل حل کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک عورت ان کے پاس لائی گئی، اس کے سرپرستوں کا دعویٰ تھا کہ اس عورت کے شوہر نے اس کا پانچ سو دینار مہر ادا نہیں کیا۔ جب اس کے شوہر سے پوچھا گیا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا: مجھ پر مہر کا دعویٰ بے بُنیاد ہے۔ شوہر کے انکار پر قاضی صاحب نے عورت سے گواہ طلب کئے، گواہ حاضر کئے گئے تو ان میں سے ایک نے کہا: میں اس عورت کو دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ اسے پہچان کر گواہی دوں۔ چنانچہ، وہ عورت کی طرف بڑھا اور کہا: تم اپنا نقاب ہٹاؤ تاکہ تمہاری پہچان ہو سکے۔ یہ دیکھ کر اس کے شوہر نے کہا: یہ شخص میری زَوجہ کے پاس کیوں آیا ہے؟ وکیل نے کہا: یہ گواہ تمہاری زَوجہ کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہے تاکہ پہچان ہو جائے۔ یہ سن کر غیرت مند شوہر پکار اُٹھا: اس شخص کو روک دو، میں قاضی صاحب کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ جو دعویٰ میری زَوجہ نے مجھ پر کیا ہے وہ مجھ پر لازم ہے، میں پانچ سو دینار ادا کرنے کو تیار ہوں، خُدارا! میری زَوجہ کا چہرہ کسی غیر مرد پر ظاہر نہ کیا جائے۔ لہٰذا گواہ کو روک دیا گیا۔ جب عورت نے اپنے غیرت مند شوہر کا یہ جذبہ دیکھا تو کہا: سب گواہ ہو جاؤ! میں نے اپنا مہر معاف کر دیا، میں دُنیا و آخرت میں اس کا مُطالَبہ نہ کروں گی، یہ مہر میرے غیرت مند شوہر کو مُبارَک ہو۔

محفل میں موجود تمام لوگ میاں بیوی کے اس فیصلے پر عَش عَش کر اُٹھے۔ قاضی صاحب نے فرمایا: ان دونوں کا یہ معاملہ بہترین اوصاف اور اعلیٰ اَخلاق پر دلالت کرتا ہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس واقعہ میں ہمارے لئے بہترین سبق ہے۔ کیسا غیرت مند تھا وہ شخص! کہ اپنے اوپر لازم پانچ سو (500) دینار کا اقرار تو کر لیا لیکن اس کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ میری زوجہ کا چہرہ کسی غیر مرد کے سامنے ظاہر ہو۔ یہ حیاء کا اعلیٰ درجہ ہے اگر ہم بھی اپنے اندر شرم وحیا اور غیرت مندی جیسے عظیم اوصاف پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں شرم وحیا اور غیرت مندی کا بہت زیادہ درس دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ دعوتِ اسلامی سے منسلک اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں شرم وحیا کے پیکر ہوتے ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پسندیدہ وناپسندیدہ غیرت

بسا اوقات کچھ غیر سنجیدہ لوگ غیرت کے نام پر بیوی کے بارے میں شکوک و شُبہات میں پڑ جاتے ہیں، بِلاوجہ اس کی ہر بات کی کھوج لگاتے ہیں، اس کے ہر کام کو اس طرح شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ اس کا جینا مشکل کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ اپنی یہ عادت ختم کر دیں اور اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے

---

1 . . . عیون الحکایات، الحکایۃ السابعۃ بعد الثلاثمائۃ، ص ۲۷۵

بیوی کے معاملے میں وہ غیرت اختیار کریں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پسند ہے۔ تاجدارِ انبیاء، محبوبِ کبریا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: غیرت کی ایک قسم وہ ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پسند ہے اور ایک وہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناپسند ہے، وہ غیرت جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پسند ہے وہ ایسے معاملے میں غیرت کھانا ہے جس میں شک کا پہلو موجود ہو اور جو غیرت اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناپسند ہے وہ ایسے معاملے میں غیرت کھانا ہے جس میں شک کا پہلو نہ ہو۔[1]

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: بلاوجہ کسی پر بدگمانی کرنا غیرت نہیں بلکہ فتنہ و فساد کی جڑ ہے بعض خاوندوں کو اپنی بیویوں پر بلاوجہ بدگمانی رہتی ہے جس سے ان کے گھروں میں دن رات جھگڑے رہتے ہیں، یہ غیرت رَبِّ تعالٰی کو ناپسند ہے، رَبِّ تعالٰی فرماتا ہے: ﴿اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پ۲۶، الحجرات: ۱۲)﴾ (تَرجَمۂ کنزالایمان: بے شک کوئی گمان گُناہ ہو جاتا ہے۔)[2]

غیرت میں حد سے بڑھنے کی مُمانعت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ جن معاملات میں شک و شُبہ کی گنجائش ہی نہ ہو ان میں بلاوجہ شکوک و شُبہات میں مُبتلا ہو کر اپنے مُتَعَلِّقین پر غیرت کھانا دُرُست نہیں کیونکہ یہ بدگمانی ہے اور بدگمانی حرام ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ غیرت

1 . . . ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی الخیلاء فی الحرب، ۳/ ۶۹، حدیث: ۲۶۵۹

2 . . . مرآۃ المناجیح، ۵/ ۱۴۲

کے معاملے میں حد سے بڑھنے کے بجائے ہمیشہ ہوش سے کام لیں۔ جیسا کہ حضرت سیّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے شہزادے کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے میرے لختِ جگر! اپنی بیوی کے معاملے میں حد سے نہ بڑھنا کہ تم اپنی بیوی پر تہمت لگا بیٹھو حالانکہ وہ اس تہمت سے بَری ہو۔[1] اسی طرح امیرُ الْمُومنین حضرت سَیِّدُنا عَلِیُّ الْمُرتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: اپنی زَوجہ پر اتنی زیادہ غیرت بھی نہ کھاؤ کہ وہ تمہاری وجہ سے بدنام ہو جائے کیونکہ غیرت کی ایک حد ہے اگر بندہ اس حد سے تجاوُز کرے تو ممکن ہے کہ اس کے ذِمّہ جو حُقوق ہیں اُن میں کمی کا مرتکب ہو جائے۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خوش مزاجی، عفوودرگزراور باہمی صلح جوئی سے مُتَعَلِّق مدنی پھول

اِزْدِواجی زندگی کیلئے بدمِزاجی کا نقصان

میاں بیوی کو چاہئے کہ بدمِزاجی کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیں، بات بات پر چیخ پکار سے کام لینا، چھوٹی سی غلطی پر بلاوجہ غصے اور جذباتی پن کا مُظاہَرہ کرنا، ایک دوسرے کے ساتھ روکھے پن سے پیش آنا، ہر وقت چہرہ سپاٹ و سنجیدہ رکھنا، سیدھے مُنہ بات نہ کرنا، خُوشی و مَسَرَّت یا رَنج و غم کے موقع پر بھی چہرہ بے تأثّر رکھنا کہ خُوشی یا غم کا اظہار ہی نہ ہو یونہی گھر کے دیگر معاملات سے لاتعلّقی برتنا یا بچّوں سے بے رُخی سے پیش آنا

1 . . . شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالٰی، ۱/ ۴۹۹، حدیث: ۸۳۰

2 . . . قوت القلوب، الفصل الخامس والاربعون، ذکر التزویج وترکہ ایہما افضل، ۲/ ۴۱۸

دُرُست نہیں کہ یہ عادتیں انسان کی بدمِزاجی اور بد اَخلاقی کا پتا دیتی ہیں، اس سے گھر کے ماحول پر انتہائی منفی اثرات مُرتّب ہوتے ہیں، میاں بیوی کے درمیان تناؤ پیدا ہوتا اور بچّوں سے ہم آہنگی ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا میاں بیوی کو چاہئے کہ آپس میں ایک دوسرے سے بھی اور اپنے بچّوں کے ساتھ بھی مناسب خُوش طبعی کا اظہار کریں بلکہ ہو سکے تو موقع کے مطابق چہرے پر مسکراہٹ سجائے رکھیں کہ یہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سنّت ہے۔

حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت سَیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے متعلّق فرماتی ہیں کہ وہ ہر بات مسکرا کر کیا کرتے تھے، میں نے ان سے اِس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا: میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دیکھا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ دورانِ گفتگو مسکراتے رہتے تھے۔[1]

پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اِس طرزِ عمل سے اُن لوگوں کو درس حاصل کرنا چاہئے جو ضرورت سے زیادہ سنجیدگی اختیار کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے بسا اوقات گھر کے افراد بھی ان کی مسکراہٹ دیکھنے کو تَرس جاتے ہیں۔ یاد رکھئے! روکھے پن اور غیر ضروری سنجیدگی صرف گھر کے افراد کو ہی اُکتاہٹ میں مُبتلا نہیں کرتی بلکہ دیگر لوگ بھی اس طرح کا رَوَیّہ رکھنے والے شخص کے قریب بیٹھنا پسند نہیں کرتے، لہٰذا خُشک مِزاجی سے حتی الامکان بچتے ہوئے مُسکراہٹ، ہلنساری اور خندہ

1 . . . مکارم الاخلاق للطبرانی، باب فضل تبسم . . . الخ، ص ۳۱۹، حدیث: ۲۱

پیشانی کی عادات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کیجئے بلکہ کبھی کبھار موقع کی مناسبت سے خُوش طبعی کرنے میں بھی ہر گز تأمُّل سے کام نہ لیجئے۔

ہنسی مذاق کی کثرت کا نقصان

یاد رکھئے! مسکراہٹ اور خُوش طبعی اختیار کرنے کا ہر گز ہر گز یہ مطلب نہیں کہ سنجیدہ باتوں کو بھی ہنسی مذاق کی نذر کر دیا جائے، اس طرح بے موقع ہنسی مذاق کرنے اور بات بات پر ہنستے رہنے والے کا لوگوں کی نظر میں وَقار مجروح ہو جاتا ہے، اس کی بات کا وزن کم ہو جاتا ہے، اس کی سنجیدہ بات کو بھی ہنسی مذاق سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے، اہم معاملات میں اُس سے مشورہ لینا گوارا نہیں کیا جاتا اور اگر وہ خود ہی کسی معاملے میں کوئی مفید مشورہ دے تو اُس کے مشورے کو اہمیّت نہیں دی جاتی۔ امیر المومنین حضرت سیّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جو شخص زیادہ ہنستا ہے، اس کا دبدبہ اور رُعب چلا جاتا ہے اور جو آدمی مِزاح (کی کثرت) کرتا ہے وہ دوسروں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔[1] بلکہ زیادہ ہنسنے سے تو ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے منع فرمایا ہے چنانچہ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے: وَلَا تُكْثِرِ الضَّحْكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحْكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ یعنی بکثرت نہ ہنسو کہ ہنسنے کی کثرت دل کو مُردہ کر دیتی ہے۔[2]

---

1 ... احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان عظیم خطر اللسان ... الخ، ۳/۱۵۸

2 ... ترمذی، کتاب الزھد، باب من اتقی المحارم ... الخ، ۴/۱۳۷، حدیث: ۲۳۱۲

خُوش طبعی کیلئے گُناہوں کا اِرتکاب نہ کیجئے

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ بہت زیادہ نہ ہنسا کریں، نیز دوست اَحباب یا بیوی بچّوں کے ساتھ موقع کی مناسبت سے تھوڑی بہت خُوش طبعی کرنے میں بھی ایسا طریقہ ہر گز ہر گز اختیار نہ کریں جو جُھوٹ، غیبت، چُغلی یا کسی کی دل آزاری پر مشتمل ہو کیونکہ خُوش طبعی کے طور پر بھی جُھوٹ بولنا یا غیبت، چُغلی اور مسلمانوں کی دل آزاری کرنا جائز نہیں۔ مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مِزاح (خُوش طبعی) کے حوالے سے فرماتے ہیں: دل خُوش بات کرنا، ایسی بات جس سے اپنا اور سننے والے کا دل خُوش ہو جاوے مِزاح ہے اور جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچے جیسے کسی کا مذاق اڑانا سُخْرِیہ ہے۔ مِزاح اچھی چیز ہے سُخْرِیہ بُری بات ہے۔[1] ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ بھی خُوش طبعی فرمایا کرتے تھے مگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ظَرافت و خُوش طبعی بیان کردہ بُرائیوں سے پاک ہوا کرتی تھی جیسا کہ

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کیا یَارَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ ہم سے خُوش طبعی فرماتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ہم سچی بات کے علاوہ کچھ نہیں کہتے۔[2] لہٰذا ہمیں چاہئے کہ خُوش طبعی کے معاملے میں بھی ہم اپنے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے طرزِ عمل ہی کو اپنے لئے نمونہ بنائیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

1 ... مرآۃ المناجیح، ۶/ ۴۹۳

2 ... ترمذی، کتاب البر و الصلۃ، باب ماجاء فی المزاح، ۳/ ۳۹۹، حدیث: ۱۹۹۷

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے بارے میں ہمیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے رہنمائی نہ ملی ہو حتی کہ ایک مرد کو مثالی شوہر بننے کے لئے جن خُصُوصِیَّات کی ضرورت ہے وہ تمام باتیں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم کی حیاتِ مُبارَکہ سے سیکھی جاسکتی ہیں۔ رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صرف صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اپنی ازواجِ مُطَہَّرات کے ساتھ بھی مِزاح فرمایا کرتے تھے۔ آیئے اس ضمن میں ایک واقعہ مُلاحَظہ کیجئے:

دوڑنے کا مقابلہ

حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ میں ایک سفر میں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہمراہ تھی، میری لڑکپن کی عمر تھی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے فرمایا: آگے چلے جاؤ، وہ حضرات آگے روانہ ہوگئے تو فرمایا: آؤ میں تمہارے ساتھ دوڑنے کا مقابلہ کروں، میں نے اُن کے ساتھ مقابلہ کیا اور آگے نکل گئی۔ کچھ عرصے بعد کسی اور سفر میں بھی میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ تھی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے فرمایا: آگے روانہ ہو جاؤ۔ پھر مجھ سے فرمایا: آؤ دوڑنے کا مقابلہ کرتے ہیں، میں پہلے والا مقابلہ بھول چکی تھی اور (پہلے کے مقابلے میں) فربہ بھی تھی، میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں اِس حالت میں کیسے مقابلہ کرسکتی ہوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم ضرور کرسکتی ہو۔ میں نے مقابلہ کیا تو حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم جیت گئے اور ارشاد فرمایا: یہ اُس (دن کی) جیت کا بدلہ ہو گیا۔[1]

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یہ ہے اپنی ازواجِ پاک سے اَخلاق کا برتاؤ۔ ایسے اَخلاق سے گھر جنّت بن جاتا ہے، مسلمان یہ اَخلاق بھول گئے۔ خیال رہے کہ اُمُّ المومنین عائشہ صِدّیقہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا) لڑکپن میں حضور (سَرْوَرِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) کے نکاح میں آئیں جب کہ حضور (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کی عمر شریف پچاس سال کے قریب تھی، اِسقدر تفاوُتِ عُمر (یعنی عُمر میں فرق) کے باوُجود آپ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا) کبھی نہ گھبرائیں۔ کیوں؟ اِن اَخلاقِ کریمانہ کی وجہ سے۔[2] معلوم ہوا کہ شوہر کو اپنی زَوجہ کے ساتھ موقع کی مناسبت سے خُوش طبعی بھی کرنی چاہئے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ یہی چیز باعثِ ثواب بھی بن سکتی ہے۔ مگر بعض لوگ بے رُخی، روکھے پن یا خشک مِزاجی پر اپنی سنجیدگی کی بُنیاد رکھتے ہیں اور شاید یہ سوچتے ہیں کہ ہماری اک ذراسی مسکراہٹ یا معمولی سی خُوش طبعی ہماری سنجیدگی کی عمارت کو زمین بوس کر دے گی حالانکہ یہ ان کی خام خیالی ہے کیونکہ کبھی کبھار مِزاح (خُوش طبعی) کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے ثابت بھی ہے۔ جیسا کہ مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی

1 ... سنن الکبری للنسائی، کتاب عشرۃ النساء، مسابقۃ الرجل زوجتہ، ۵/۳۰۴، حدیث: ۸۹۴۵۔ یاد رہے! یہ دوڑ تنہائی میں تھی لہٰذا فی زمانہ ہونے والی مرد و عورت کی دوڑ (Race) کیلئے اس حدیث کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

2 ... مرآۃ المناجیح، ۵/۹۶

عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کبھی کبھی خُوش طبعی کرنا ثابت ہے، اسی لیے علماء کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی خُوش طبعی کرنا سنّتِ مُسْتَحَبّہ ہے۔[1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں تمام معاملات میں حضور اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی صحیح معنوں میں پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ایک دوسرے کو نبھایئے آشیانہ بچایئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بدقسمتی سے فی زمانہ ہم یہ اَخلاق بُھلا چکے ہیں شاید اسی وجہ سے اِزْدِواجی زندگی کا سُکون بے چینی کی نذر ہو گیا ہے۔ میاں بیوی میں فاصلے بڑھتے جارہے ہیں، گھریلو بدامنی عام ہوتی جارہی ہے اور گھر میدانِ جنگ کا نقشہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔ اگر آج بھی ہم حسنِ سُلوک، برداشت اور نرمی سے متعلّق اسلامی تعلیمات پر عمل کریں اور حسنِ اَخلاق کے پیکر، خَلْق کے رہبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اَخلاقِ کریمہ کو اختیار کریں تو گھریلو امن و امان بحال اور اُجڑا چمن پھر سے آباد ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اگر خُدانخواستہ کسی کے گھر میں باہمی اختلافات نے ڈیرا جمالیا ہو، میاں بیوی کے درمیان نوک جھونک کا سلسلہ جاری رہتا ہو یا دل سے ایک دوسرے کی محبت ماند پڑ گئی یا اہمیّت کم ہو گئی ہو تو میاں بیوی کو چاہئے کہ گرمی کے بجائے نرمی، غصے کی جگہ برداشت اور بدلہ

---

1 . . . مرآۃ المناجیح، ۶/ ۴۹۳ ملتقطا

لینے کے بجائے درگزر سے کام لیں۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آشیانہ بھی بکھرنے اور اُجڑنے سے بچ جائے گا اور ڈھیروں فضائل بھی حاصل ہونگے۔ آیئے نرمی، صبر و برداشت اور درگزر کی اہمیّت کے بارے میں سنتے ہیں:

نرمی کی اہمیّت کا اندازہ تو اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے دو انبیاء، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کے بھائی حضرت ہارون عَلَیْہِ السَّلَام کو فرعون کے پاس بھیجا تو فرعون کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰى ﴿۴۴﴾

(پ۱۶، طٰہٰ: ۴۳، ۴۴)

ترجَمۂ کنزالعرفان: دونوں فرعون کی طرف جاؤ بیشک اس نے سرکشی کی ہے تو تم اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ شاید وہ نصیحت قبول کرلے یا ڈر جائے۔

تفسیر صراطُ الجنان میں اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت بیان کیا گیا ہے کہ دین کی تبلیغ کے علاوہ دیگر دینی اور دُنیوی معاملات میں بھی جہاں تک ممکن ہو نرمی سے ہی کام لینا چاہئے کہ جو فائدہ نرمی کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے وہ سختی کرنے کی صورت میں حاصل ہو جائے یہ ضروری نہیں۔[1] آیئے نرمی کے فضائل پر 4 فرامینِ مُصْطَفٰے سنئے۔

نرمی کے فضائل

❀ جو شخص نرمی سے محروم رہا وہ بھلائی سے محروم رہا۔[2] ❀ جس شخص کو نرمی

1 . . . تفسیر صراط الجنان، پ۱۶، طٰہٰ، تحت الآیۃ: ۴۴، ۶/ ۲۰۱

2 . . . مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الرفق، ص ۱۰۷۲، حدیث: ۶۵۹۸

سے حصہ دیا گیا اسے بھلائی سے حصہ دیا گیا اور جسے نرمی کے حصے سے محروم رکھا گیا اسے بھلائی کے حصے سے محروم رکھا گیا۔[1] ❀ اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور رِفْق (یعنی نرمی) کو پسند فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نرمی کرنے پر وہ چیزیں عطا کرتا ہے جو سختی یا کسی اور وجہ سے عطا نہیں فرماتا۔[2] ❀ نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے وہ اسے خُوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال دی جاتی ہے اسے بدصورت کر دیتی ہے۔[3]

غصے پر قابو رکھئے

غصے پر قابو رکھنا اور عفو و درگزر سے کام لینا بھی شریعت میں نہایت پسندیدہ ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ (پ۴، ال عمران: ۱۳۴)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور غُصّہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

غُصّہ برداشت کرنے کے فضائل

ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی وقتاً فوقتاً غُصّے کو قابو میں رکھنے کی ترغیب و فضیلت بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ ❀ رسولِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بہادر وہ نہیں جو پہلوان ہو اور دوسرے کو پچھاڑ

1 . . . ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الرفق، ۳/۴۰۷، حدیث: ۲۰۲۰

2 . . . مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الرفق، ص ۱۰۷۲، حدیث: ۶۶۰۱

3 . . . مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الرفق، ص ۱۰۷۳، حدیث: ۶۶۰۲

دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غُصّے کے وقت خود کو قابو میں رکھے۔[1] ❀ اور ارشاد فرمایا: جو اپنے غُصّے کو روکے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس سے روک دے گا۔[2] ❀ اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو اپنے غُصّے میں مجھے یاد رکھے گا میں اسے اپنے جلال کے وقت یاد کروں گا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ اسے ہلاک نہ کروں گا۔[3] ❀ اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی خُوشنودی کیلئے بندے نے غُصّے کا جو گھونٹ پیا، اس سے بڑھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک کوئی گھونٹ نہیں۔[4]

عَفْوودَرگزر کی فضیلت

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جب لوگ حساب کیلئے ٹھہرے ہوں گے تو اس وقت ایک مُنادی یہ اعلان کرے گا: جس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذِمّۂ کرم پر ہے وہ اٹھے اور جنّت میں داخل ہو جائے۔ پھر دوسری بار اعلان کرے گا کہ جس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذِمّۂ کرم پر ہے وہ اٹھے اور جنّت میں داخل ہو جائے۔ پوچھا جائے گا کہ وہ کون ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذِمّۂ کرم پر ہے۔ منادی کہے گا: ان کا جو لوگوں (کی خطاؤں) کو معاف کرنے والے ہیں۔ پھر تیسری بار منادی اعلان کرے گا: جس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذِمّۂ کرم پر ہے وہ

1 . . . بخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ۴/ ۱۳۰، حدیث: ۶۱۱۴

2 . . . شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، ۶/ ۳۱۵، حدیث: ۸۳۱۱

3 . . . مسند الفردوس، ۳/ ۱۶۹، حدیث: ۴۴۴۸

4 . . . شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، ۶/ ۳۱۴، حدیث: ۸۳۰۷

اٹھے اور جنّت میں داخل ہو جائے۔ تو ہزاروں آدمی کھڑے ہوں گے اور بلا حساب جنّت میں داخل ہو جائیں گے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ لوگوں کے ساتھ نرم رَوَیّہ رکھنے، غصے کے وقت ضَبط و تَحَمُّل رکھنے اور لوگوں کی غلطیوں کو نظر انداز کر دینے کے کیسے فضائل ہیں لہٰذا میاں بیوی کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی بُرائیوں اور خامیوں پر ہی نظر نہ رکھیں بلکہ اچھائیوں اور خُوبیوں کو بھی پیشِ نظر رکھیں۔ مثلاً: جب بیوی سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو شوہر کے غصے کا سبب بنے تو شوہر اسے مارنے پیٹنے کے بجائے سوچے کہ وہ اپنے ماں باپ، بھائی بہن، رشتے دار، سہیلیوں اور اپنے گھر کو چھوڑ کر صرف میرے لئے یہاں آئی ہے، وہ میری دن رات خدمت کرتی ہے، میرے بچّوں کی دیکھ بھال کرتی ہے، میرے مال کی حفاظت کرتی ہے، میرے گھر کی صفائی ستھرائی کرتی ہے، میرے لئے کھانا پکاتی ہے، میرے کپڑے دھوتی اور استری کرتی ہے، بیمار ہونے پر تیمار داری کرتی ہے، دیگر گھر کے اَفْراد کی بھی کام میں مدد و خیر خواہی کرتی ہے، لہٰذا مجھے اس سے انتقام نہیں لینا چاہئے بلکہ اسے معاف کر دینا چاہئے اور غُصّہ ختم ہونے کے بعد اسے اچھے طریقے سے سمجھانا چاہئے۔ اسی طرح اگر شوہر سے کبھی کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو بیوی کو غصے میں مُبتلا کرنے کا سبب بنے تو بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر کے ساتھ

---

1 . . . معجم اوسط، ۱/۵۴۲، حدیث: ۱۹۹۸

بدزبانی اور لڑائی جھگڑا کرنے کے بجائے خاموش رہے اور سوچے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ پر حاکم بنایا ہے، یہ میرا محافظ ہے، اس کے ہوتے کوئی میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا، یہ غموں کی دھوپ میں میرے لئے سائبان ہے، یہ میرے لئے کھانے پینے اور لباس کا انتظام کرتا ہے، میرے اور میرے بچّوں کے لئے خون پسینہ ایک کر کے حلال روزی کماتا ہے، میرے اور میرے بچّوں کے بیمار پڑ جانے پر دوا کا انتظام کرتا ہے، میرے بچّوں کے تعلیمی اَخراجات اٹھاتا ہے لہٰذا مجھے مثبت انداز سے اس کے ساتھ پیش آنا چاہئے، اس کی باتوں کو برداشت کرنا چاہئے، اس کیلئے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھنا چاہئے اور ناراضی کے وقت اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دینا چاہئے بلکہ اسے مَنا کر اس کا غُصّہ ٹھنڈا کرنا چاہئے۔

شوہر پر بیوی کے احسانات

ایک شخص امیرُ المومنین حضرت سَیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں اپنی بیوی کی شکایت لے کر حاضر ہوا۔ جب دروازے پر پہنچا تو ان کی زَوجہ حضرت اُمِّ کلثوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کی (غصے کی حالت میں) بلند آواز سے گفتگو کرنے کی آواز سنائی دی۔ جب اس شخص نے یہ ماجرا دیکھا تو یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ گیا کہ میں اپنی بیوی کی شکایت کرنے آیا تھا لیکن یہاں تو خود امیرُ المومنین بھی اسی مسئلے سے دوچار ہیں۔ بعد میں حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس شخص کو بُلوا کر آنے کی وجہ پوچھی۔ اس نے عرض کی: حضور! میں تو آپ کی بارگاہ میں اپنی بیوی کی شکایت لے کر

آیا تھا مگر جب دروازے پر آپ کی زَوجہ محترمہ کی گفتگو سنی تو میں واپس لوٹ گیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ میری بیوی کے مجھ پر چند حُقوق ہیں جن کی بناء پر میں اس سے درگزر کرتا ہوں: ❀ وہ مجھے جہنّم کی آگ سے بچانے کا ذریعہ ہے، اس کی وجہ سے میرا دل حرام کی خواہش سے بچا رہتا ہے۔ ❀ جب میں گھر سے باہر ہوتا ہوں تو وہ میرے مال کی حفاظت کرتی ہے۔ ❀ میرے کپڑے دھوتی ہے۔ ❀ میرے بچّے کی پَرْوَرِش کرتی ہے۔ ❀ میرے لئے کھانا پکاتی ہے۔

یہ سُن کر وہ شخص بے ساختہ بول اُٹھا کہ یہ تمام فوائد تو مجھے بھی اپنی بیوی سے حاصل ہوتے ہیں، مگر افسوس! میں نے اُس کی اِن خدمات اور احسانات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کبھی اُس کی کوتاہیوں سے درگزر نہیں کیا، آج کے بعد میں بھی درگزر سے کام لوں گا۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس واقعہ میں حضرت سَیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی گفتار اور اپنے عملی کردار کے ذریعے بیوی کی شکایت لے کر آنے والے شخص کو جو مدنی پھول عطا فرمائے ان سے یہی درس ملتا ہے کہ صرف بیوی کو ہی نہیں بلکہ شوہر کو بھی بُردباری، تَحَمُّل مِزاجی اور وسیع ظرفی کا مُظاہرہ کرنا چاہئے۔

صلح میں تاخیر مت کیجئے

الغرض لڑائی جھگڑے اور ناچاقیوں کی صورت میں میاں بیوی کو خانہ بربادی اور ایک دوسرے سے علیحدگی کی روک تھام کیلئے صلح میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ قرآنِ

1 . . . تنبیہ الغافلین، باب حق المراۃ علی الزوج، ص ۲۸۰

کریم میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَیْرٌ ؕ (پ۵، النساء:۱۲۸)

ترجَمۂ کنزالعرفان: اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی زِیادَتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو ان پر کوئی حرج نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح بہتر ہے۔

تفسیر صراطُ الجنان میں اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت لکھا ہے کہ قرآن نے گھریلو زندگی اور مُعاشَرَتی بُرائیوں کی اصلاح پر بہت زور دیا ہے اسی لئے جو گُناہ مُعاشَرے میں بگاڑ کا سبب بنتے ہیں اور جو چیزیں خاندانی نظام میں بگاڑ کا سبب بنتی ہیں اور خرابیوں کو جنم دیتی ہیں ان کی قرآن میں بار بار اصلاح فرمائی گئی ہے جیسا کہ یہاں فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی زِیادَتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو، زِیادَتی تو اس طرح کہ شوہر اس سے علیحدہ رہے، کھانے پہننے کو نہ دے یا اس میں کمی کرے یا مارے یا بدزبانی کرے اور اِعراض یعنی مُنہ پھیرنا یہ کہ بیوی سے محبت نہ رکھے، بول چال ترک کردے یا کم کردے۔ تو ان پر کوئی حرج نہیں کہ آپس میں اِفہام و تفہیم سے صلح کرلیں جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے اپنے مُطالبات کچھ کم کردے اور اپنے کچھ حُقوق کا بوجھ کم کر دے اور شوہر یُوں کرے کہ باوُجُود رغبت کم ہونے کے اس بیوی سے اچھا برتاؤ بہ تکلّف کرے۔ یہ نہیں کہ عورت ہی کو قربانی کا بکرا بنایا جائے۔ مرد و عورت کا یوں آپس میں صلح کرلینا زِیادَتی کرنے اور جدائی ہوجانے دونوں سے بہتر ہے کیونکہ طَلاق اگرچہ بعض

صورتوں میں جائز ہے مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں نہایت ناپسندیدہ چیز ہے۔ حضرت عبدُ اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے ناپسند چیز طَلاق دینا ہے۔[1]

صُلح کیلئے ضرور تاً مُنْصِف مقرّر کیجئے

لہٰذا میاں بیوی کو ایک دوسرے سے صلح کرنے اور باہمی رشتے کو بہتر طور پر برقرار رکھنے کی ہر ممکن حد تک کوشش کرنی چاہئے بلکہ اگر خُدانخواستہ ان میں اختلافات اس حد تک پہنچ جائیں کہ ان میں سے کوئی بھی معذرت کرنے کیلئے تیار نہ اور دونوں میں علیحدگی ہونے کے اِمکانات ظاہر ہوں تو دونوں کے خاندان میں سے ایک ایک سنجیدہ اور معاملہ فہم قریبی رشتہ دار کو مُنْصِف (یعنی انصاف کرنے والے) کے طور پر مُقرّر کرلینا چاہئے تاکہ وہ دونوں مل کر میاں بیوی کے درمیان صلح کی کوئی صورت نکالیں، اگر وہ سچے جذبے اور نیک نیتی کے ساتھ میاں بیوی میں صلح کی کوشش کریں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد ضرور شاملِ حال ہوگی۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ

ترجَمۂ کنزالعرفان: اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک مُنْصِف مرد کے گھر والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک مُنْصِف عورت کے گھر والوں کی طرف سے (بھیجو) یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو

1 . . . تفسیر صراط الجنان، پ۵، النساء، تحت الآیۃ: ۱۲۸، ۲/ ۳۲۱، ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب کراھیۃ الطلاق، ۲/ ۳۷۰، حدیث: ۲۱۷۸

(پ۵، النساء: ۳۵) اللہ ان کے درمیان اتفاق پیدا کر دے گا۔

تفسیر صراطُ الجنان میں اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت ہے کہ (جب اصلاح کی صورت نہ بن رہی ہو تو) نہ مرد طَلاق دینے میں جلدی کرے، نہ عورت خُلع کے مطالبے پر اِصرار کرے بلکہ دونوں کے خاندان کے خاص قریبی رشتہ داروں میں سے ایک ایک شخص کو مُنْصِف مُقرّر کر لیا جائے، اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ چونکہ رشتے دار ایک دوسرے کے خانگی معاملات سے واقف ہوتے ہیں، فریقَین کو ان پر اطمینان ہوتا ہے اور ان سے اپنے دل کی بات کہنے میں کوئی جھجک بھی نہیں ہوتی، یہ مُنْصِف مناسب طریقے سے ان کے مسئلے کا حل نکال لیں گے اور اگر مُنْصِف، میاں بیوی میں صلح کروانے کا ارادہ رکھتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کے مابین اتفاق پیدا کر دے گا اس لئے حتّی المقدور صلح کے ذریعے اس معاملے کو حل کیا جائے لیکن یہ یاد رکھیں کہ انہیں میاں بیوی میں جدائی کروا دینے کا اختیار نہیں یعنی یہ جدائی کا فیصلہ کریں تو شَرْعاً ان میں جدائی ہو جائے، ایسا نہیں ہو سکتا۔[1]

گھر ٹوٹنے کے اسباب و حل مع طلاق سے مُتَعَلِّق مفید مدنی پھول

میاں بیوی کے اختلافات کے اسباب

میاں بیوی کو چاہئے کہ اپنے رشتے کو مضبوط بنانے اور اسے کسی بھی ممکنہ ٹھیس سے بچانے کے لئے ان اسباب کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں جن کی وجہ سے عام طور پر میاں بیوی

1 . . . تفسیر صراط الجنان، پ۵، النساء: تحت الآیۃ: ۳۵، ۲/ ۱۹۹

میں لڑائی جھگڑے، اختلافات اور علیحدگیاں ہوتی ہیں آیئے بعض اسباب مُلاحظہ کیجئے:

بیوی کی طرف سے ناشکری

بعض اوقات شوہر کے حق میں بیوی کا ناشکرا ہونا باہمی اختلاف کا سبب بنتا ہے کہ سُسرال کی اپنائیت اور شوہر کے اچھے سُلوک کے باوُجُود بیوی ہٹ دھرمی کا مُظاہرہ کرتی ہے، شوہر سے نِت نئے مطالبے کرتی، شوہر کی آمدنی میں گُزارہ نہ ہونے کا رونا روتی، چادر سے زیادہ پاؤں پھیلاتی، اونچے اونچے خواب دیکھتی اور میکے جاکر سُسرال کی شکایات کرنا اپنی عادت بنالیتی ہے یہ وہ عوامل ہیں جو محبت کی مضبوط دیوار میں دراڑ پیدا کردیتے ہیں۔

شوہر کی طرف سے بداَخلاقی کا سُلوک

بعض اوقات بیوی کے حق میں شوہر کا بداَخلاق ہونا اختلافات کا سبب بنتا ہے، شوہر اگر بیوی کے سامنے سُسرال کی بُرائی کرتا رہے، اس کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو بُرا کہے، بات بات پر بیوی کو جِھڑکے اور گالیاں دے، طعن وتَشنیع کرے، بلاوجہ اُس پر سختی کرے، صرف اپنی پسند کو ترجیح دے اور بیوی کی پسند کو کوئی اہمیّت نہ دے تو اس کی یہ مسلسل بداَخلاقی بیوی کے دل میں نفرت کا زہر گھول دیتی اور ان کے درمیان اختلافات کا سنگِ بُنیاد رکھ دیتی ہے۔

بیوی کی خود فراموشی

گھر ٹوٹنے کا ایک سبب بیوی کا اپنے آپ سے بے پروائی برتنا بھی ہے۔ بعض خواتین اپنے شوہر کی خدمت، گھر کی نظافت اور بچّوں کی نگہداشت میں تو کسر نہیں چھوڑتیں مگر

خود سے اس قدر بیگانگی کا مُظاہرہ کرتی ہیں کہ انہیں نہ اپنے کپڑوں کی نظافت کا خیال رہتا ہے اور نہ شوہر کی خاطر زینت اختیار کرنے کا ہوش، اُجڑا چہرہ، بکھرے بال اور بے سلیقہ کپڑے دیکھ دیکھ کر بالآخر شوہر کا دل اس سے بیزاری اور نفرت محسوس کرنے لگتا ہے ایسی صورت میں ان کے درمیان اختلافات اور لڑائی جھگڑے نہیں ہونگے تو اور کیا ہو گا۔

شوہر کے معاملات میں بے جا مُداخلت

اختلاف کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بیوی اپنے شوہر کے کہیں آنے جانے پر روک ٹوک کرتی، بلا وجہ اُس سے اس کی کمائی کا حساب مانگتی اور اَخراجات کے بارے میں غیر ضروری پوچھ گچھ کرتی ہے اس سے عموماً شوہر کو چِڑ پیدا ہو جاتی ہے اور اُس پر غیرت سوار ہو جاتی ہے کہ میری بیوی مجھ پر حکومت جتاتی، میری آمدنی اور خرچ کا مجھ سے حساب طلب کرتی ہے! اس چڑچڑے پن کا نتیجہ بھی لڑائی جھگڑے کے سوا کچھ نہیں۔

حاسدین سے غفلت

گھر ٹوٹنے کا ایک سبب یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی اپنے اردگرد کے ماحول کو نظر انداز کر دیتے اور اپنے حاسدین سے غافل ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب حاسدین میاں بیوی کو ایک دوسرے کے خِلاف بھڑکاتے ہیں تو وہ کسی تحقیق کے بغیر اپنے رفیقِ سفر کے مُخالف ہو جاتے اور ایک دوسرے پر برس پڑتے ہیں یوں ان کی محبت اور اتفاق، حسد کی نذر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا میاں بیوی کو چاہئے کہ اپنے خیر خواہوں اور بد خواہوں کی پہچان رکھیں اور بد خواہوں کی طرف سے ہر وقت خبر دار رہا کریں نیز اگر اپنے رفیقِ حیات

کے بارے میں کسی سے کوئی منفی بات سنیں تو اچھی طرح تحقیق کر لیں۔

جو لوگ حسد یا کسی بھی وجہ سے میاں بیوی کے اختلاف کا سبب بنتے ہیں انہیں اس سے باز آنا چاہئے کیونکہ دو مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنا انتہائی بُری خصلت ہے اور بالخصوص میاں بیوی کو ایک دوسرے کے خِلاف بھڑکانے والوں کو توڑ جانا چاہئے کہ ایسوں کے بارے میں ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر یا غلام کو اس کے آقا کی سرکشی پر اُبھارا وہ ہم میں سے نہیں۔ (1)

غیر میں دلچسپی

بعض اوقات میاں بیوی میں سے کسی ایک کا غیر میں دلچسپی رکھنا فساد کی جڑ ثابت ہوتا ہے یعنی شوہر کی کسی غیر عورت میں یا بیوی کی کسی غیر مرد میں دلچسپی اُس کے رفیقِ سفر کی غیرت کو للکارتی ہے، اگر شوہر اپنی بیوی کے سامنے کسی عورت کے خدّ و خال، چال ڈھال، قد کاٹھ، خُوبصورتی یا عادات و اطوار کی عُمدگی کا تذکرہ کرے تو بیوی کو یہ بات انتہائی ناگوار محسوس ہوتی ہے اسی طرح اگر بیوی اپنے شوہر کے سامنے کسی مرد کی اس انداز میں خُوبیاں بیان کرے تو یقیناً شوہر غیرت کھائے گا اور غیرت کھانی بھی چاہئے۔ ایسی صورت میں اگر بروقت میاں بیوی کے درمیان نوک جھونک نہ بھی ہو تو آئندہ نوک جھونک ہونے کے قوی اِمکانات ہوتے ہیں لہٰذا میاں بیوی کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے

1 . . . ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب فیمن خبب امراۃ علی زوجھا . . . الخ، ۲/ ۳۶۹، حدیث: ۲۱۷۵

رفیقِ حیات ہی کی طرف متوجّہ رہیں اور غیر میں دلچسپی لینے سے لازمی گُریز کریں کیونکہ یہ شرعی اور اَخلاقی دونوں اعتبار سے بُرا ہے۔

شکوک وشبہات اور توہّمات

فی زمانہ میاں بیوی کے اختلافات کی ایک بہت بڑی وجہ شک ووہم بھی ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے بارے میں شکوک وشبہات اور توہُّمات میں مُبتلا ہو جاتے ہیں اور پھر یہ شکوک وشبہات ان کیلئے ایک دوسرے پر عدم اعتمادی میں اضافہ کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کھرے معاملات میں بھی شک کیا جاتا ہے جن میں شک ووہم کی بالکل گنجائش نہیں ہوتی، بالآخر میاں بیوی کا رشتہ کچے دھاگے کی طرح اس قدر کمزور ہو جاتا ہے کہ ٹوٹنے میں دیر نہیں لگتی۔ اگرچہ میاں بیوی کا ایک دوسرے پر غیر ضروری شک کرنا انتہائی نامناسب ہونے کے علاوہ بدگمانی جیسے حرام اور جہنّم میں لیجانے والے کام کا سبب بھی ہے مگر بعض اوقات جانے انجانے میں واقعی کوئی ایسا معاملہ سرزد ہو جاتا ہے کہ فریقِ ثانی شک کرنے میں حق بجانب ہوتا ہے۔ لہٰذا میاں بیوی کو اختلاف کا سبب بننے والی چیزوں سے بچنے کے ساتھ ایسی چیزوں سے بھی گُریز کرنا چاہئے جو ان کے مابین شکوک وشبہات کیلئے سنگِ بُنیاد ثابت ہوں۔

شک پیدا کرنے میں سوشل میڈیا اور موبائل کا کردار

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میاں بیوی کے درمیان شک پیدا کرنے کے یوں تو بہت سے اسباب ہیں مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ موجودہ دَور میں سوشل

مِیڈیا اور موبائل کا غیر معمولی استعمال میاں بیوی میں شک کا بیج بونے میں بہت زیادہ کردار ادا کر رہا ہے کیونکہ سوشل مِیڈیا اور موبائل فون کے ذریعے عشقِ مجازی کی وباء پھیلنے کے واقعات بہت عام ہیں، عُمُوماً آوارہ لڑکے نَفْسانی خواہشات کی تکمیل کیلئے **"ٹائم پاس"** کرنے کی آڑ میں کسی نہ کسی طرح صِنفِ نازُک کا فون نمبر حاصل کرنے کے بعد یا فیس بُک وغیرہ کے ذریعے ہی ایک دوسرے سے رابطہ قائم کر لیتے ہیں اور بعض اَوقات پہلا قدم صِنفِ نازُک ہی کی طرف سے اُٹھایا جاتا ہے، یُوں کچھ ہی عرصے میں اَجْنَبِیّت ختم ہو جاتی اور بے حیائی اور عشقِ مجازی کا نہ ختم ہونے والا سِلْسِلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مناسب حد تک موبائل اور سوشل مِیڈیا کا استعمال میاں بیوی کو ایک دوسرے کیلئے بالخصوص بیوی کو شوہر کی نظر میں مشکوک بنا دیتا ہے لہٰذا ان چیزوں کا استعمال صرف اور صرف ضرورت کی حد تک ہونا چاہئے۔

موبائل استعمال کرنے کی احتیاط

شوہر کو چاہئے کہ وہ دفتر کی پریشانیاں موبائل فون کے ساتھ گھر لے کر نہ آیا کرے نیز گھر پر موبائل فون کے ذریعے لوگوں سے باتوں میں یا سوشل مِیڈیا کے استعمال میں اس قدر مصروف نہ ہو جائے کہ بیوی بچّوں کو وقت ہی نہ دے پائے اور اسلامی بہنوں کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ شوہر کی موجودَگی میں اگر ان کے موبائل فون پر جانے پہچانے نمبر سے کسی سہیلی یا محرم رشتے دار کی کال آئے تو شوہر کے سامنے ہی بات کر لیا کریں، شوہر کے پاس سے اٹھ کر چلے جانے اور بات کرنے کیلئے تنہائی اختیار

کرنے کا معمول نہ بنائیں کیونکہ اگر شوہر شکی مزاج ہوا تو اس کے دل میں طرح طرح کے وَساوِس و خیالات آسکتے ہیں کہ نجانے کس سے بات کر رہی ہے یا کونسی بات ہے جو میرے سامنے نہیں کی جاسکتی وغیرہ وغیرہ۔ یوں بیوی کی شخصیت اس کی نظروں میں مشکوک ہو سکتی ہے، یونہی اگر کسی نامعلوم نمبر سے فون آیا کرے تو خود بات کرنے کے بجائے شوہر یا گھر کے کسی مرد سے بات کروادیا کریں اور گھر میں کوئی مرد موجود نہ ہو تو مجبوراً اگر چہ کال ریسیو (Receiv) کرلیں کہ کیا خبر کوئی ہنگامی (Emergency) کال ہو مگر انجان یا غیر مَحْرَم شخص سے ضروری بات کرتے ہوئے لہجہ کَرَخْت اور اندازِ گفتگو روکھا ہی ہونا چاہئے نیز جیسے ہی یہ محسوس ہو کہ کال کرنے والے نے بے مقصد کال کی ہے تو فضول سوال و جواب کا تبادلہ جاری رکھنے کے بجائے رابطہ منقطع کر دیجئے، اسی طرح میسج (Message) یا مِس کال (Missed Call) آئے تو جب تک سامنے والا اپنی شناخت نہ کروادے جوابی میسج (Reply SMS) یا کال (Call Back) نہ کریں بلکہ بذریعہ میسج یہ پوچھنے کی زحمت بھی نہ کریں کہ کون ہے؟ کیونکہ بعض آوارہ اور اوباش قسم کے لوگ اس کھوج میں ہوتے ہیں کہ یہ موبائل نمبر صِنْفِ نازک کا ہے یا نہیں، اگر پتا چل جائے کہ صِنْفِ نازک ہی کا ہے تو فون اور میسیجز (Messages) کے ذریعے رابطہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسی صورت میں بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کو بھی اُس نامعلوم نمبر سے کال، مس کال یا میسج آنے کے بارے میں آگاہ کر دے تاکہ نہ بتانے اور شوہر کو خود ہی معلوم ہو جانے کی صورت میں شکوک و شبہات کی

گنجائش نہ رہے اور کوئی ناخُوشگوار واقعہ پیش نہ آئے، بہر حال ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن کو چاہئے کہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی عزّت کی فکر کرے اور اپنے گھر کو برباد ہونے سے بچانے کیلئے ان تمام مدنی پھولوں پر عمل کرے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

طَلاق دینے میں ضبط سے کام لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً ہر شخص کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے گھر میں ہمیشہ خُوشیوں کی فراوانی رہے اور کبھی اس کی زندگی میں غم کے سائے نہ منڈلائیں لیکن بسا اوقات نہ چاہتے ہوئے بھی میاں بیوی میں سے کسی ایک یا دونوں کی اَنا کے سبب معمولی باتیں بھی جھگڑوں اور فسادات کا روپ دھار لیتی ہیں حتی کہ نوبت طَلاق تک جا پہنچتی ہے۔ اگر خُدانخواستہ کبھی میاں بیوی کے درمیان اس طرح کا اختلاف یا کشیدگی پیدا ہو بھی جائے تو دونوں کو نہایت سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کئے گئے طریقۂ کار کے مطابق اپنی اپنی آتشِ غضب کو بجھانے اور اپنے درمیان صلح کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس مصالحت کیلئے رشتے داروں میں سے کسی مُنصِف کو بھی مُقرّر کرنا چاہئے ،اس کے علاوہ بالخصوص شوہر کو چاہئے کہ طَلاق دینے میں ہر گز ہر گز عجلت پسندی اور جلد بازی سے کام نہ لے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بے سوچے سمجھے طَلاق دے بیٹھے اور جب دماغ سے غصے کا خُمار اترے تو دامن میں حسرت و پچھتاوے کے سوا کچھ باقی نہ رہے۔ یاد رکھئے! شیطان انسان کو غصے اور طیش میں

لا کر جلد بازی میں اس کے مُنہ سے طَلاق کے الفاظ نکلوا کر اس کا گھر برباد کروا دیتا ہے اور اس پر خُوشی مناتا ہے، شیطان لعین کو میاں بیوی کی جدائی کس قدر عزیز ہے اس کا اندازہ اس حدیثِ پاک سے بَخُوبی لگایا جاسکتا ہے:

شیطان کے نزدیک قابلِ فخر کارنامہ

حضرت سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: شیطان پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکر بھیجتا ہے۔ ان لشکروں میں شیطان کے زیادہ قریب اس کا دَرَجہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ باز ہوتا ہے۔ اس کا ایک لشکر واپس آکر بتاتا ہے کہ میں نے فلاں فتنہ بَرپا کیا تو شیطان کہتا ہے: تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک اور لشکر آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے ایک آدمی کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اُس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈلوادی۔ یہ سُن کر شیطان اسے اپنے قریب کرلیتا ہے اور کہتا ہے: تُو کتنا اچھا ہے، اور اپنے ساتھ چمٹالیتا ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بہر حال غصے کے وقت جلد بازی میں کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے انجام کے بارے میں اچھی طرح غور کرلینا چاہئے اور یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہئے کہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جب کسی کام کا ارادہ ہو تو اس کے انجام کے بارے میں غور کرلیا کرو،

---

1 ... مسلم، کتاب صفة القیامة... الخ، باب تحریش الشیطان... الخ، ۱۱۵۸، حدیث: ۷۱۰۶

اگر انجام اچھا ہو تو وہ کام کر گزرو اور اگر بُرا ہو تو باز رہو۔[1] اور ارشاد فرمایا: بُردباری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔[2] اور ارشاد فرمایا: جس نے تَوَقُّف کیا تو اس نے اپنا مقصد پالیا یا قریب ہے کہ وہ اپنا مقصد پالے اور جس نے جلدی کی تو اس نے خطا کی یا قریب ہے کہ وہ خطا کھا جائے۔[3]

ان احادیثِ طیبہ کی روشنی میں میاں بیوی میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ طَلاق دینے یا طَلاق کا مُطالَبہ کرنے سے پہلے انجام کو لازمی پیشِ نظر رکھے اور کم سے کم یہ غور کرلے کہ کہیں میرا فیصلہ بعد میں میرے لئے پچھتاوے کا سبب تو نہیں بنے گا۔ بہر حال جب تک حالات انتہائی ناگُزیر نہ ہو جائیں، نہ مرد کو طَلاق دینی چاہئے اور نہ عورت کو طَلاق کا مُطالَبہ کرنا چاہئے کہ سخت مجبوری کے بغیر طَلاق دینا یا طَلاق کا مُطالَبہ کرنا نہایت مذموم ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: شادی کرو اور (عذرِ شَرعی کے بغیر) طَلاق نہ دیا کرو کہ طَلاق سے عرشِ الٰہی ہلنے لگتا ہے۔[4] ایک اور حدیثِ پاک میں ہے: جو عورت کسی حرج کے بغیر اپنے شوہر سے طَلاق کا مُطالَبہ کرے اس پر جنّت کی خُوشبو حرام ہے۔[5]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ... الزھد لابن المبارک، باب التحضیض علی طاعۃ اللہ عزوجل، ص ۱۴، حدیث: ۴۱

2 ... مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الرفق، ۸/ ۴۳، حدیث: ۱۲۶۵۲

3 ... معجم کبیر، ۱۷/ ۳۱۰، حدیث: ۸۵۸

4 ... مسند الفردوس، ۲/ ۵۱، حدیث: ۲۲۹۲

5 ... ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، ۲/ ۳۹۰، حدیث: ۲۲۲۶

تنگ کرنے کیلئے طَلاق نہ دینا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر میاں بیوی کے درمیان علیحدگی انتہائی ناگُزیر ہو جائے اور اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو طَلاق دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اگر شوہر کا پختہ اور حتمی ارادہ ہو کہ اب وہ اپنی بیوی کے ساتھ بالکل نباہ نہیں کرے گا اور اُس کے حقوق ادا نہیں کر سکے گا تو ایسی صورت میں اسے شَرعاً کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ محض عورت کو تنگ کرنے کیلئے طَلاق میں بلاوجہ تاخیر کرے یا طَلاقِ رجعی دینے کے بعد عِدّت ختم ہونے کے قریب ظُلماً رجوع کرے کہ یہ زمانہ جاہلیت کی بُرائیوں میں سے ایک بدترین بُرائی ہے البتہ اگر طَلاقِ رجعی کے بعد اپنے کئے پر پشیمانی کی وجہ سے رجوع کرتا ہے اور آئندہ اچھے برتاؤ کا ارادہ بھی ہے تو رجوع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، مگر عورت کو اپنی قید سے آزاد نہ کرنے، اسے اپنے ساتھ رکھتے ہوئے اس کے ساتھ بدسُلوکی کرنے، یا اسے میکے بھیج کر نان نفقہ اور اس کے دیگر حُقوق سے دَسْت بردار ہو جانے اور اسے لٹکائے رکھنے کی غرض سے طَلاق نہ دینا یا طَلاق دے کر عِدّت ختم ہونے کے قریب قریب محض اس لئے رجوع کر لینا کہ میں رجوع کے بعد دوبارہ اسے طَلاق دوں گا تاکہ یہ عِدّت کی صُعُوبت میں مُبتلا رہے، شوہر کا یہ رَوَیّہ ظُلم پر مبنی ہے اور اس سے شریعت مطہرہ نے باز رہنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ فرمانِ خُدا وندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ترجَمۂ کنزالعرفان: اور جب تم عورتوں کو طَلاق دو اور وہ اپنی (عِدّت کی اختتامی) مُدّت (کے قریب) تک پہنچ

اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۫

جائیں تو اس وقت انہیں اچھے طریقے سے روک لو یا اچھے طریقے سے چھوڑ دو اور انہیں نقصان پہنچانے کیلئے نہ روک رکھو تاکہ تم (ان پر) زیادتی کرو اور جو ایسا کرے تو اس نے اپنی جان پر ظُلم کیا اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا مذاق نہ بنالو۔ (پ۲، البقرۃ: ۲۳۱)

تفسیر صراطُ الجنان میں ہے کہ یہ آیت ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی، انہوں نے اپنی عورت کو طَلاق دی تھی اور جب عِدّت ختم ہونے کے قریب ہوتی تھی تو رجوع کر لیا کرتے تھے تاکہ عورت قید میں پڑی رہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس کا خلاصہ ہے کہ جب تم عورتوں کو طَلاق دو اور وہ اپنی عِدّت کی اختتامی مُدّت کے قریب پہنچ جائیں تو اس وقت انہیں اچھے طریقے سے روک لو یا اچھے طریقے سے چھوڑ دو۔ تمہیں رجوع کا اختیار تو دیا گیا ہے لیکن اس اختیار کو ظُلم و زِیادَتی کا حیلہ نہ بناؤ کہ انہیں نقصان پہنچانے اور ایذاء دینے کی نیّت سے رجوع کرتے رہو۔ یہ فعل سراسر اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ٹھٹھا مذاق بنانے کے مُتَرادِف ہے کہ جیسے مذاق میں کسی چیز کی پروا نہیں کی جاتی اسی طرح تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی پروا نہیں کرتے اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو اس طرح کرتا ہے وہ اپنی جان پر ہی ظُلم کرتا ہے کہ حکمِ الٰہی کی مخالفت کر کے گنہگار ہوتا ہے۔[1]

رجوع کا حق کب تک حاصل ہے؟

اسی طرح ایک عورت جس نے سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت

1... تفسیر صراط الجنان، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۳۱، ۱/ ۳۵۴

میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طَلاق دیتا رہے گا اور رجوع کرتا رہے گا اور ہر مرتبہ جب طَلاق کی عِدّت گزرنے کے قریب ہو گی تو رجوع کرلے گا اور پھر طَلاق دیدے گا، اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ (پ۲، البقرۃ: ۲۲۹)

تَرجَمۂ کنزالعرفان: طَلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا اچھے طریقے سے چھوڑ دینا ہے۔

تفسیر صراطُ الجنان میں اس آیت کا خلاصہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ مرد کو طَلاق دینے کا اختیار دو بار تک ہے۔ اگر تیسری طَلاق دی تو عورت شوہر پر حرام ہو جائے گی اور جب تک پہلے شوہر کی عِدّت گُزار کر کسی دوسرے شوہر سے نکاح اور ہم بستری کر کے عِدّت نہ گُزار لے تب تک پہلے شوہر پر حلال نہ ہو گی۔ لہٰذا ایک طَلاق یا دو طَلاق کے بعد رجوع کر کے اچھے طریقے سے اسے رکھ لو یا طَلاق دے کر اسے چھوڑ دو تاکہ عورت اپنا کوئی دوسرا انتظام کر سکے۔ اچھے طریقے سے روکنے سے مراد رجوع کر کے روک لینا ہے اور اچھے طریقے سے چھوڑ دینے سے مراد ہے کہ طَلاق دے کر عِدّت ختم ہونے دے کہ اس طرح ایک طَلاق بھی بائنہ ہو جاتی ہے۔ شریعت نے طَلاق دینے اور نہ دینے کی دونوں صورتوں میں بھلائی اور خیر خواہی کا فرمایا ہے۔ ہمارے زمانے میں لوگوں کی

1 . . . تفسیر البحر المحیط، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۲۹، ۲/ ۲۰۲ مفھوما

ایک بڑی تعداد دونوں صورتوں میں الٹا چلتی ہے، طَلاق دینے میں بھی غلط طریقہ اور بیوی کو رکھنے میں غلط طریقہ۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بہر حال اگر طَلاق دینے کی نوبت آ ہی جائے تو اس صورت میں بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی سے بچتے ہوئے یکمُشت تین طَلاقیں دینے کے بجائے شریعت کے بیان کردہ طریقے کے مطابق ہی طَلاق دینی چاہئے۔ آیئے طَلاق سے متعلِّق دارُالِافتاء اہلسنّت کی طرف سے بیان کردہ کچھ اہم باتیں اور شَرْعی مسائل مُلاحَظہ کیجئے:

طَلاق سے متعلِّق مفید مدنی پھول

❀ سرکارِ عالی وَقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حلال چیزوں میں سے اللہ تعالٰی کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز طَلاق ہے۔[2] کسی معقول شَرْعی سبب کے بغیر طَلاق دینا اِسلام میں سخت ناپسندیدہ اور ناجائز و گُناہ ہے جبکہ طَلاق کے کثیر مُعاشَرَتی نقصانات اِس کے علاوہ ہیں لہٰذا حتی الامکان طَلاق دینے سے بچنا چاہئے۔ ❀ میاں بیوی کے درمیان اگر ناچاقی ہو جائے تو تعلُّقات دوبارہ بہتر بنانے کیلئے قرآنِ کریم کے پارہ نمبر 5 سورۃ النساء کی آیت 33 اور 34 میں بیان کردہ ہدایات پر عمل کرتے ہوئے آپس میں صلح کی کوشش کرنی چاہئے جس کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً اگر بیوی

---

1 . . . صراط الجنان، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۲۹، ۱/ ۳۵۰

2 . . . ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی کراھیۃ الطلاق، ۲/ ۳۷۰، حدیث: ۲۱۷۸

کی طرف سے کوئی ناروا رَوِیّہ ہے تو شوہر بیوی کو اچھے انداز میں سمجھائے اور اگر اس سے بھی معاملہ حل نہ ہو تو شوہر چند دنوں کے لئے بیوی کو گھر میں رکھتے ہوئے اس سے اپنا بستر جدا کرلے اور مقصد یہ ہو کہ طَلاق کے نتیجے میں گُزاری جانے والی تنہا زندگی کا ایک نمونہ سامنے آجائے، قَوِی اِمکان ہے کہ اس تصوُّر ہی سے دونوں سبق حاصل کرکے آپس میں صلح کرلیں ❀ پھر اگر یوں بھی صلح نہ ہوسکے تو شوہر کو بیوی کی مناسب سختی کے ذریعے تادیب کی بھی اجازت ہے اور یہ طریقہ اختیار کرنا بھی بہت مفید ہے کہ دونوں جانب سے معاملہ فہم اور سمجھدار افراد کو حَکَم و مُنْصِف (یعنی فیصلہ کرنے والا) بنالیا جائے تاکہ وہ ان میں صلح کروادیں یہ صلح کروانے والے افراد اگر اچھی نیّت اور جذبہ کے ساتھ حکمت بھرے انداز میں صلح کی کوشش کریں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ زوجین کے مابین اتفاق پیدا فرمادے گا۔ ❀ میاں بیوی کے باہمی جھگڑے کا حل یہ نہیں کہ فوراً طَلاق دیکر معاملے کو ختم کردیں اور بعد میں افسوس کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے۔ البتہ اگر باہمی تعلُّقات کی خرابی اِس حد تک پہنچ گئی ہو کہ میاں بیوی سمجھتے ہوں کہ اب وہ ایک دوسرے کے شَرْعی حُقوق ادا نہیں کرپائیں گے اور طَلاق ہی آخری حل ہے تو پھر شوہر اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق طَلاق دے۔ ❀ وہ طریقہ یہ ہے کہ شوہر بیوی کو اُس کی پاکی کے اُن دنوں میں کہ جن میں اس نے بیوی سے اِزدِواجی تعلُّقات قائم نہ کئے ہوں ایک طَلاقِ رجعی اِن الفاظ سے دیدے **"میں نے تجھے طَلاق دی"** پھر شوہر اسے چھوڑ دے حتی کہ عِدّت مکمل ہوجائے اور عورت نکاح سے باہر ہوجائے۔ ❀ یاد

رکھیں ایک طَلاقِ رجعی دینے سے بھی عِدّت گزرنے پر مرد و عورت میں جدائی ہو جاتی ہے اور یہ سمجھنا کہ تین طَلاق کے بغیر ایک دوسرے سے خلاصی نہیں ہوتی سَراسر غَلَط ہے ❀ خود زبانی طَلاق دینی ہو یا خود لکھنی ہو یا اسٹام پیپر والوں سے لکھوانی ہو، بہر حال ایک ہی لکھیں اور لکھوائیں، اسٹام پیپر والے ہزار کہیں کہ تین لکھنے سے کچھ نہیں ہوتا، ان کی بات کا ہر گز اعتبار نہ کریں اور انہیں ایک ہی لکھنے پر مجبور کریں ❀ ایک طَلاقِ رجعی کا بطورِ خاص اِس لئے کہا گیا ہے کہ تین طَلاقیں اکٹھی دینا گُناہ اور خِلافِ شریعت ہے نیز اس صورت میں رُجوع کی مہلت بھی ختم ہو جاتی ہے جبکہ ایک طَلاقِ رجعی دینے کی صورت میں دورانِ عِدّت بغیر نکاح کے اور بعدِ عِدّت نکاح کے ساتھ رجوع کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ اگرچہ رجوع کی یہ گنجائش دو(2) رجعی طَلاقیں دینے میں بھی ہے لیکن دو طَلاقیں اکٹھی دینا بھی گُناہ ہے۔ ❀ آج کل طَلاق دینے والے اکثر لوگ دین سے دوری، شَرعی اَحکام سے لاعلمی، غصے کی عادت اور جذباتی پن میں مُبتلا ہو کر معمولی سی بات پر ایک ساتھ تین طَلاقیں دے بیٹھتے ہیں اور پھر ہوش آنے پر انتہائی نادم و پشیمان ہوتے ہیں، پھر کبھی اپنے ماضی کو یاد کرتے ہیں اور کبھی بچّوں کے مستقبل کو روتے ہیں اور بسا اوقات شیطان کے بہکاوے میں آکر گھر بچانے کیلئے مختلف حیلے بہانے تراشتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ تین طَلاقیں اکٹھی دینا گُناہ ہے لیکن اگر کوئی تین طَلاقیں دے تو تینوں ہی واقع ہو جاتی ہیں خواہ ایک مجلس میں دے یا زیادہ مجلسوں میں اور ایک لفظ سے تین طَلاق دے یا تین لفظوں سے، بہر صورت تینوں طَلاقیں ہو جاتی ہیں لہٰذا مسلمانوں

کی خیر خواہی کے پیشِ نظر یہ مشورہ پیشِ خدمت ہے کہ اگر میاں بیوی کے درمیان باہمی اتفاق کی کوئی صورت نہ بن سکے اور طَلاق دینے کی کوئی نوبت آجائے تو اسلامی ہدایت کے مطابق طَلاق دی جائے جس کا طریقہ اوپر بیان ہو گیا ہے اور مزید آسانی کیلئے جُدا گانہ وضاحت سے دوبارہ بیان کیا جارہا ہے۔

طَلاق دینے کا سب سے بہتر طریقہ

طَلاق دینے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ عورت کی پاکی کے وہ ایام جن میں شوہر نے اس سے صحبت نہ کی ہو، ان ایّام میں صرف ایک بار اس سے کہے: **"میں نے تجھے طَلاق دی"** اس کے بعد بیوی کو چھوڑے رکھے اور اس سے بالکل علیحدہ رہے یہاں تک کہ اس کی عِدّت گزر جائے۔ اختتامِ عِدّت پر وہ نکاح سے خارج ہو جائے گی۔ اس طرح طَلاق دینے سے فائدہ یہ ہو گا کہ کل کو اگر دونوں دوبارہ ایک ساتھ زندگی بسر کرنا چاہیں تو دورانِ عِدّت بغیر نکاح کے اور عِدّت کے بعد بغیر حلالہ صرف نکاح کے ذریعہ رجوع ہو جائے گا۔ ❀ طَلاق کا کوئی بھی مسئلہ اپنی اَٹکل (یعنی سمجھ) سے حل کرنے کے بجائے دارُ الْاِفتاء اہلسنت سے رجوع کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دین و دُنیا کی خُوشیاں عطا فرمائے اور تمام معاملات میں شرعی احکام پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مآخذ و مراجع

کتاب	مطبوعہ	کتاب	مطبوعہ
قرآن مجید	******	سنن ابن ماجه	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
کتب تفسیر		سنن ابی داود	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۱ھ
تفسیر القرطبی	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ	سنن الترمذی	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
تفسیر المدارک	دار المعرفہ، بیروت، لبنان ۱۴۲۱ھ	الموسوعة لابن ابی الدنیا	المکتبة العصریہ، ۱۴۲۶ھ
تفسیر الخازن	المطبعة المیمنیہ، مصر ۱۳۱۷ھ	مکارم الاخلاق	دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ
البحر المحیط	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ	سنن النسائی	دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ
الدر المنثور	دار الفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ	السنن الکبری	دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ
کنز الایمان	مکتبة المدینہ، کراچی ۱۴۳۴ھ	مسند ابی یعلی	دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ
خزائن العرفان	مکتبة المدینہ، کراچی ۱۴۳۴ھ	المعجم الکبیر	دار احیاء التراث ۱۴۲۲ھ
تفسیر نعیمی	مکتبہ اسلامیہ، لاہور	المعجم الاوسط	دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ
صراط الجنان جلد:۱	مکتبة المدینہ، کراچی ۱۴۳۴ھ	المعجم الصغیر	دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ
صراط الجنان جلد:۲	مکتبة المدینہ، کراچی ۱۴۳۵ھ	الکامل فی ضعفاء الرجال	دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ
صراط الجنان جلد:۶	مکتبة المدینہ، کراچی ۱۴۳۶ھ	المستدرک علی الصحیحین	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
صراط الجنان جلد:۸	مکتبة المدینہ، کراچی ۱۴۳۷ھ	حلیة الاولیاء	دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ
صراط الجنان جلد:۱۰	مکتبة المدینہ، کراچی ۱۴۳۸ھ	شعب الایمان	دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ
کتب حدیث		السنن الکبری	دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ
مؤطا امام محمد	المکتبة العلمیہ	فردوس الاخبار	دار الکتب العلمیہ، ۱۴۳۲ھ
مصنف عبد الرزاق	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ	تاریخ دمشق لابن عساکر	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
مصنف ابن ابی شیبة	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ	الاحادیث المختارة	دار خضر، بیروت ۱۴۲۰ھ
المسند	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۱ھ	الترغیب والترھیب	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
صحیح البخاری	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ	مشکاة المصابیح	دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ

صحیح مسلم	دارالکتاب العربی، بیروت ۱۴۲۹ھ	تذکرۃ الاولیاء	انتشارات گنجینہ، تہران ۱۳۷۹ھ
مجمع الزوائد	دارالفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ	حکایتیں اور نصیحتیں	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۲۹ھ
الجامع الصغیر	دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۵ھ	**کتب سیرت**	
الافصاح عن احادیث النکاح	دار عمار، عمان ۱۴۰۶ھ	سبل الھدی و الرشاد	دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۸ھ
کنزالعمال	دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ	مدارج النبوۃ	مرکز اہل سنت برکات رضا
شروح حدیث		حبذب القلوب الیٰ دیار المحبوب	النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور ۱۴۳۱ھ
التیسیر	مکتبۃ الامام الشافعی الریاض، ۱۴۰۸ھ	سیرتِ مصطفےٰ	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۲۹ھ
فیض القدیر	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ	اللہ کے خاص بندے	علم دین پبلشرز اردو بازار لاہور
مرآۃ المناجیح	نعیمی کتب خانہ، گجرات	تذکرہ اولیائے عرب و عجم	چشتی کتب خانہ، فیصل آباد
کتب فقہ		تذکرہ امیر اہلسنت	مکتبۃ المدینہ، کراچی
احکام النساء	دارالفکر، بیروت ۱۴۲۴ھ	**کتب متفرقہ**	
الفتاوی الرضویۃ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور ۱۴۱۸ھ	تنبیہ الغافلین	دارالکتاب العربی، ۱۴۲۰ھ
بہارِ شریعت	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۲۹ھ	عیون الحکایات	دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ
جنتی زیور	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۲۷ھ	کتاب الکبائر	دار مکتبۃ الحیاۃ، ۱۹۸۵ھ
وقار الفتاوی	بزم وقار الدین کراچی ۲۰۰۱	قرۃ العیون	دار احیاء التراث ۱۴۱۶ھ
کتب تصوف		ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۳۰ھ
کتاب الزھد	دارالکتب العلمیہ، بیروت	اسلامی زندگی	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۳۱ھ
قوت القلوب	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ	پردے کے بارے میں سوال جواب	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۳۰ھ
الزھد الکبیر	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، ۱۴۱۷ھ		
احیاء علوم الدین	دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ھ	تربیتِ اولاد	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۲۸ھ
مکاشفۃ القلوب	دارالکتب العلمیہ، بیروت	باحیا نوجوان	مکتبۃ المدینہ، کراچی
احیاء العلوم	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۳۳ھ	❀❀❀	
آنسوؤں کا دریا	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۲۸ھ		

رسائل دعوتِ اسلامی کیا ہیں؟

اللہ پاک کی رحمت سے دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری کے بیانات سے کئی اسلامی بھائیوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوا ہے۔ چنانچہ ان بیانات کی اہمیت کے پیشِ نظر انہیں تحریری شکل میں لانے کا سلسلہ تقریباً 2009 سے شروع ہوا اور تادمِ تحریر 37 کتب و رسائل شائع ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ! یہ سب کتب و رسائل سات جلدوں میں پیش کیا جارہے ہیں، ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

- پہلی جلد میں 8 رسائل ہیں۔
- دوسری جلد میں 7 رسائل ہیں۔
- تیسری جلد میں 7 رسائل ہیں۔
- چوتھی جلد میں 5 رسائل ہیں۔
- پانچویں جلد میں 4 رسائل ہیں۔
- چھٹی جلد میں 5 رسائل ہیں۔
- ساتویں جلد مدنی چینل کے سلسلے **"اسلام اور شادی"** کی 14 اقساط کے تحریری مجموعے پر مشتمل ہے۔